اعلان یہ کتاب خاص حضرات شیعہ کیواسطے چھاپی گئی ہے

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

الحمد للہ المنعم المنعام کہ دریں ایام برکات انضمام جواب کتاب آیات بینات متعلق بحث عقد ام کلثوم علیہا السلام جلد ثالث دفع التحریفات ورفع التلبیسات الملقب

رمی الجمرات

از رشحات قلم افادہ شیم یکی از ناصران خاندان اہلبیت سالک قامع اساس اہل بدعت وضلالت ادام اللہ ظلہ افاضاتہ العالیہ ماکر الدہور ومر الشہور

در مطبع نامی مظہر العلوم محسن بسعی مظہر حسین مطبوع گردید

اطلاع حق تصنیف اس کتاب کا محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرماویں ورنہ نقصان اٹھاینگے

Presented by Ziaraat.Com

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U17803

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی حل عقدة عقد ام کلثوم ببنان بیان اهل الفهوم ولقد کان امرا
غیر معلوم ولا محتوم وسلطانه معدوم بل هو مفهوم مزعوم باطل موهوم ولا یثبت
بافتعال کانیاب الاغوال واصغاث الاحلام عند اولی الحلوم وان کان قد یفرض
الزاما للخصوم ثم غرر الصلوة ودرر السلام من المنثور والمنظوم عن الحی القیوم علی
خیر مجوز النکاح ومحرم السفاح المذموم وعلی اهلبیته الذین هم ذریته عصمتهم وهم قوام
لا یحوم وباحقاقهم الحق المکتوم ببنان الباطل المشئوم المجهول المظلوم الذی بنوره دیبة
هدوم ما طلعت الشمس وهوت النجوم وتلذذ موالیهم فی النعیم بنفائس الطعوم ومشوی
اللحوم وعذب باعادیهم فی الجحیم بحمیم وسموم وظل من یحموم وبالضریع والزقوم
اما بعد یہ جزو مجلد ثانی رمی الجمرات سے جو دکتاب آیات بینات ہے جسکے مصنف عالی منزلت
والاشان رفیع المرتبة والمکان جناب مولوی محمد مهدی علیخان هداه الله وایانا سبل الایمان وطرق الجنان
ہین یہ خاص مبحث نکاح ام کلثوم ہے حضرات اہل سنت مین اسکی بڑی دھوم ہے ہماری مخاطب الاخطاب

نے بڑا شور و غل مچایا ہی اور کس اہتمام سی خلاف واقع یہ بیاہ رچایا ہی ہان صاحبو سمجھ بوجھ کے اس تقریب
مین آنا دیکھو سب کچھ کھانا اگر فریب نہ کھانا یہان دال مین کالا ہی یہ بیاہ دنیا سی نرالا ہی بلکہ باسے میان
کے بیاہ سی بھی دوبالا ہے اسی کا گیت بی تال و سُر گانا اور ٹوٹے پھوٹے رباب نے بجانا اور اعلان النکاح
بالدف کی سنت عمل مین لانا ان صاحبونکا دستور ہے علیائی بے احترامی خاندان رسالت سی شیشۂ دل
ان متوالون کا معمور ہے قدما و محدثین فی حضرت عمر کے بیاہ کا عجب رنگ جمایا ہے کہ عمر شصت سالگی مین
اونکی لئی شہانہ جوڑا رنگایا ہے اور خلیفہ بنے کو کہ بنا بنایا ہی لباس عروسی پہنایا ہے اس شادی کی بڑی
عید ہی اور رُوداد اسکی قابل دید و شنید ہی ایک چار پانچ برس کی لڑکی سی بیاہ ہی وہ بھی بصد جبر و اکراہ
ہی پھر تین سال کے بعد دولھا میان کی وفات ہی لیکن بڑی تعجب کی بات ہی کہ وہی چار سال کی بچی یا پنج سنی
اسی تین سال کے اندر پہلی تو لڑکا جنی پھر لڑکی جنی حیرت ہی کہ کیونکر جنی اور کسطرح جنی اگر یہ کرامات حضرت عمر
جنی تو بشنگ اور بخطر جنی لیکن اس خرق عادت کا مقام محل وہی ہنگام زمانہ کا یادگار اور اعجوبہ روزگار اور
قابل اشتہار اور لایق درج اخبار ہے عجیب واقعہ و طرفہ ماجرا ہست - اور لطیف تر یہ کہ مخبر خبر حیرت اثر
کسی امر کا الزام اپنی سر نہین لیتا بلکہ ثبوت اسکا روایات صحیحۂ اہلسنت سی دیتا ہی صاحبو انکار نہ کرو اور
قدرت خدا کا تماشا دیکھو واہ ری چالاکیان اور عیاریان مخاطب والاخطاب کی کہ کس بیباکی و چالاکی
سی جو الزامات حضرات اہل سنت پر تھی وہ سب شیعون کے گلے منڈھے اور کیسے کیسے افترا اور بہتان اپنے
دل سی گڑھے اور نہ خلق سے شرمائی اور نہ خدا سی ڈری حقیقت حال و صدق مقال انشاء اللہ المتعال
عنقریب ظاہر ہوا جاتا ہی وہا نا شرع فی المقصود متوکلا علی الرب المعبود و قدم رتبہ علی نسق ما سبق و اعوذ برب الفلق من شر ما خلق

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

نوین شہادت بیان حضرت عمر کے نکاح کا ساتھ جناب ام کلثوم کے یہ بات از روی کتب معتبرہ شیعہ
اور اہل سنت کے ثابت ہی کہ حضرت عمر کا نکاح ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوا جو کہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ
علیہا السلام کی تہین اس امر کے ثبوت سی چند فائدہ ظاہر ہوتے ہین اول اوس نکاح سے یہ
امر ظاہر ہوتا ہی کہ باہم حضرت علی اور حضرت عمر فاروق کی کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت ہی دوستی تھی

اگر دوستی ہوتی تو حضرت علی اپنی بیٹی کا وہ بھی وہ بیٹی جو کہ خاص حضرت فاطمہؑ کی بطن سے تھین نکاح حضرت عمر کے ساتھ نہ کرتے او دشمن کو اپنے خاندان مین نہ لیتے دوسری اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے ورنہ حضرت علی مرتضی شیر خدا غالب علی کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب والغرائب اپنی ایسی پیاری بیٹی کا نکاح اونکے ساتھ نکرتے اور اگر اونکے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہ ہوتا تو وہ کبھی اونکو اپنا داماد نہ بناتے تیسری اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہؑ کو نہین دیا اور کبھی کسی قسم کی دشمنی یا عداوت اونکے ساتھ نہین رکھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیرؑ ایسے شخص کے ساتھ جسنے اونکو یا حضرت فاطمہؑ کو رنج دیا ہوتا اس نکاح کا ہونا جائز رکھتے بہرحال یہ امر اخلاص اور اتحاد اور محبت پر باہم جناب امیرؑ اور حضرت عمر کے ایسا شاہد عادل ہے کہ کسی طرح بعد ثبوت اس امر کے شیعون کے زبان پر عداوت کا نام نہین آسکتا اور باوجود ہزار سعی باطل کے کوئی عذر و حیلہ اونکا اس معاملے مین پیش نہین جاتا کسی معاملے مین ایسے دق اور زچ نہین ہوتے جیسے کہ اس معاملے مین ہوئے ہین حقیقت مین یہ بحث لائق غور سے دیکھنے کی ہے کہ حضرات شیعہ نے عبد اللہ ابن سبا کے زمانے سے لیکر جناب قبلہ وکعبہ کے وقت تک اس معاملے مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسے کیسے توجیہات لاطائل کیے ہین کسی نے اس نکاح کے ہونے ہی سے انکار کیا ہے کوئی ام کلثوم کے بنت مرتضوی ہونے ہی کا منکر ہوا ہے کسی نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہے کوئی بعد نکاح کے ہمبستر ہونے سے ساتھ حضرت عمر کے منکر ہوا ہے کوئی کہتا ہے کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم حضرت عمر کے پاس آتی تھی اور وہ ہمخواب ہوتے تھے کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلی درجہ کے صبر کا نتیجہ کہا ہے کسی نے اسکو تقیہ پر ٹالا ہے بہرحال ہر شخص کا جدا ترانہ اور ہر شخص کا نیا افسانہ ہے جسکے سننے سے فقط ایک ہم ہی محو حیرت نہین ہین بلکہ اونکی نغمہ سرائی اور ترانہ سنجی کو سنکر ایک عالم اپنے قابو سے نکلا جاتا ہے اور وجد مین آکر مرحبا اور احسنت پڑھتا ہے

بیت اک ہم ہی تری چال سے بسمل نہین صنم ۔ پامال کبک بھی تو ہوئی کوہسار مین ۔

اب مین علماء شیعہ کے اقوال مختلفہ کو بیان کرتا ہون پہلا قول بعض متعصب شیعون نے اس نکاح کے

Presented by Ziaraat.Com

ہونے ہی سی انکار کیا ہی اور اس روایت کو بے اصل محض کہکر اپنا دامن چھوڑایا ہی جیسا کہ مجتہد صاحب قبلہ وکعبہ اپنی ایک رسالہ مین لکھتی ہین و داستان تزوج حضرت ام کلثوم با بن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود و غیر ایشان انکار بلیغ از ان نمودہ اند لیکن یہ دعوی مجتہد صاحب کا چند دلائل سی غلط معلوم ہوتا ہی پہلی دلیل جناب قبلہ وکعبہ کا یہ ارشاد فرمانا کہ جناب سید مرتضی نی جو کہ آئمہ کے زمانے سے قریب تھے نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے صحیح نہین ہی اس لیی کہ سید مرتضی دو ہین ایک ابو القاسم ثمانینی پدر رضی دوسرا سید مرتضی رازی صاحب تبصرۃ العوام پہلے سید صاحب تو قدمای متکلمین اور فقہای شیعہ سی ہین اور موافق تحریر شہید ثالث کے جو مجالس المومنین مین کی ہی ۳۵۵ہجری مین پیدا ہوئے اور دوسری میر صاحب اونسے بہت پیچھے ہوئی ہین پس وہ سید مرتضی جنکی نسبت مجتہد صاحب فرماتی ہین کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود منکر روایت نکاح نہین ہین اور انکی تالیفات مثل شافی اور تنزیہ الانبیا والائمہ اسپر شاہد ہین معلوم نہین کیا انکی طرف انکار روایت نکاح کو مجتہد صاحب نے کیونکر منسوب فرمایا اور اگر دوسرے سید مرتضی مراد ہین اور شاید انہون نے انکار کیا ہو تو انکی نسبت مضمون اس فقرہ کا قریب العہد از زمان معصومین بود صحیح نہین ہوتا اب ہم ان سید مرتضی کے تالیفات کو جو کہ زمانہ معصومین سے قریب تھے مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین واضح ہو کہ سید صاحب موصوف نی دو کتابون مین اسکا ذکر کیا ہی ایک کتاب شافی مین مفصلا دوسری تنزیہ الانبیا والائمہ مین مجملا چنانچہ ہم ترجمہ اثنا عشریہ سے جو جواب تحفہ کا ہی انکی قول کو نقل کرتے ہین سید مرتضی علم الہدی در کتاب تنزیہ الانبیا می فرمایند فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ما ثور اشفق معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ الخ یعنے نکاح عمر کا ساتھ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کے فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہمنے اپنی کتاب شافی مین تفصیل دیا ہی اور وہان ہمنی بیان کیا ہی کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اسکی ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست

کی اور نوبت منازعت اور تخویف و تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کہ کار دین و ملت فاش ہوتا ہی اور دامن تقیہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد کے سمجھایا تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیر علیہ السلام نے یہ نکاح کر دیا فقط اس تحریر کو سید مرتضی کی کوئی شخص جناب قبلہ و کعبہ کی تحریر سے ملا دے اور اس فقرے کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان آئمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیا کی عبارت مذکورہ سے مقابل کرکے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دے اگر کوئی شخص اس تحریر پر بھی مجتہد صاحب کی صداقت میں شبہہ نہ کرے تو خود اونکے والد ماجد کی زبان سے اونکی تکذیب ہم کرتے ہیں جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ مواعظ حسینیہ میں فرماتے ہیں کہ سید مرتضی نے فرمایا ہی کہ تزویج ام کلثوم حضرت امیر کے اختیار سے نہیں ہوئی اور بہت سی احادیث اونہون نے اس قول کے ثبوت میں بیان کیے ہیں اور جب کہ باختیار حضرت امیر کے نکاح کا ہونا ثابت نہیں ہوا تو پھر محل اشکال باقی نہ رہا چنانچہ محصل کلام مواعظ حسینیہ کا کمال نے ازالۃ الغین میں یہ ہی سید مرتضی گفتہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نہ شدہ و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ و ہرگاہ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ محل اشکال نیست پس ان تحریرات سے صاف ظاہر ہی کہ بیچارہ سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہیں ہی بلکہ اسکا ہونا قطعی و یقینی جانتا ہی ہان اسکا ہونا بخوشی خاطر جناب امیر کے اور برضامندی اونکی بیان نہیں کرتا اور یہ امر آخر ہی اور انکار وقوع اصل واقعہ سے دوسرا امر ہی مگر قربان صداقت پر جناب قبلہ و کعبہ کے کہ ایسے دعوی کے کرنے میں جسکا غلط ہونا محتاج بہ بیان نہیں ہی باین تقدس و اجتہاد کچھ لحاظ و خیال نفرمایا غرضکہ یہ قول مجتہد صاحب کا کہ سید مرتضی نے وقوع نکاح سے انکار کیا ہی خود سید مرتضی کی تحریر سے اور خود اونکے والد ماجد کی تقریر سے غلط ٹھہرا لیکن یہ قول اونکا کہ سوائی اونکے اورون نے بھی انکار کیا ہی کسی قدر صحیح ہی چنانچہ منجملہ منکرین اس قصہ کے اگلے علما شیعہ میں سے ایک قطب الاقطاب راوندی مولف خرائج ہین کہ اونہون نے دعوی کیا ہی کہ اس نکاح کا ہونا پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا چنانچہ اونکے قول کو جناب مجتہد صاحب قبلہ نے کتاب مواعظ حسینیہ میں نقل کیا ہی اور ترجمہ اوسکا یہ ہی جسکو ہم ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین گفت عرض منوم مجتہد

حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا علی دختر خود را بخلیفہ ثانی وا دبس
حضرت صلوات اللہ علیہ کہ تکیہ کردہ نشستہ بودند و درست نشستہ فرمودند کہ آیا چنین حرف ہا می گویند
بدرستیکہ قومی کہ چنین زعم می کنند لا یہتدون سواء السبیل لیکن یہ دعوی قطب الاقطاب صاحب کا سراسر باطل
ہی اور بروایات آئمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی چنانچہ ہم اوسکو انکی کتب احادیث و فقہ و کلام سے ثابت کر چکے ہیں

یقول المتمسک بولاء علی بن ابیطالب ع

اثبات حضرت مخاطب و الاخطاب فی راگ فضائل عمری اور بکری کا بی تال و سر گایا و بحمد اللہ جواب
ترکی بہ ترکی پایا اب آخر کلام مختل النظام میں خاص فضیلت عمری بعلاقہ سببی ثابت کیا چاہتی ہیں غافل اس سی کی اگر
بطور فرض محال مثل شریک الباری اسکا ثبوت بھی ہو جاوی تو اس سی سنی کیا ہی جب قرابت نسبی ابوجہل
و ابولہب و دیگر کفار کی جناب رسولخدا سے بکار آمد نہیں ہی اور علاقہ سببی فرعون بنی اسرائیل سے
نکاح حضرت آسیہ بنت مزاحم جو بروایات اہلسنت پھوپھی حضرت موسی کی تھیں فرعون کے لئیے موجب
کسی فضیلت کا نہوا تو اسیطرح علاقہ سببی فرعون آل محمد بنی ہاشم سی کیا فایدہ دیگا اس لئی کہ حدیث میں
وارد ہی کلیس ابن فرعون من الفراعنۃ و فرعون ہذہ الامۃ قیس شبرا ای قدر شبر کما فی النہایہ یعنے
درمیان میں اور فرعونوں کے اور فرعون میں اس امت کے کچھ فرق نہیں بالجملہ ایمان و صلاح و تقوی
اور چیز ہے کہ جس سی انتظام امور آخرت ہی اور علاقہ نسبی و سببی اور چیز ہے کہ نظر بضرورت
انتظام امور دنیا ہی بنا بر مذاق اہلسنت تین بیٹیاں پیغمبر کی تین کافروں یعنی ابو العاص اور عتبہ و
عتیبہ ابنائی ابولہب کو دی گئیں حالانکہ اون کافروں کے لئے موجب کسی فضیلت کا نہیں ہوا اگر
کوئی کہی کہ اوسوقت میں یہ جائز تھا بعد اوسکے بسبب نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین منسوخ ہو گیا تو ہم
کہیں گے کہ ہاں مشرکین تو منسوخ ہو گیا نہ منافقین سی جو ظاہر میں مسلمان تھی اور بلا ضرورت شرعیہ
تو منسوخ ہو گیا مگر بضرورت شرعیہ بھی منسوخ ہو گیا اسکی لئی کسی آیت کسی حدیث کسی دلیل عقل سی ہمکو سند درکار ہی
اور جب اظہار کفر کہ اوس سی بڑھکر کوئی حرام نہو گا بضرورت شرعیہ جائز ہو جیسا کہ سابق میں ہم بیان آیہ الا من اکرہ
وقلبہ مطمئن بالایمان میں تفاسیر اہلسنت مثل بیضاوی و امام رازی سی ثابت کر چکے تو بضرورت شرعیہ

نکاح کفار سے بدرجہ اولی جائز ہوگا چہ جائی انکہ نکاح مشرک سے نہو بلکہ ایک منافق مظہر الاسلام فی الظاہر
سے ہو اسی باعث سے ہمارے اکثر علمانے بنای جواب شیان مبحث نکاح ام کلثوم مین بفرض و تسلیم نکاح رکھی ہی
اگرچہ جواب حقیقی و سخن تحقیقی عدم ثبوت النکاح بلکہ ثبوت عدم النکاح با بنت فاطمہ علیہا السلام ہے طرفہ
یہ ہی کہ ہمارے حضرت مخاطب والاخطاب ابتدای بحث مین کس زور و شور سے دعوا کرتے ہین
کہ خاص بیٹی فاطمہ کی انہی اور بعد اسکے جو دلائل سقیم غیر مستقیم ذکر فرمائے کہین انمین نام تک
حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نہین ہی بلکہ اگر کہین ہی بھی تو بنت علی ہے اور بعد اسکے معلوم
ہوگا کہ بنا اوسکی یا علی الفرض و التسلیم ہے یا بسبب موافقت عامہ کے محمول بر تقیہ ہے یا بسبب
معارض مثل یا معارض اقوی یا مخالف مجمع علیہ ہونیکی مطروح یا محمول بر اشتباہ رواۃ ہے
بجہت اسکی کہ جسطرح عمر عاص نے دربارۂ نکاح ام کلثوم بنت ابی بکر عمر خطاب سے گفتگو کی تھی جیسا کہ کتاب
کامل جزری مین ہی ویسا ہی جناب امیر نے بھی کچھ گفتگو کی لوگونکو باشتراک اسمی اشتباہ ہوا کہ شاید یہ
گفتگو اپنی ہی بیٹی کے بارہ مین ہی اس لیے بنت ابوبکر کو تعبیر بہ بنت علی کیا یا بسبب عدم شہرت اول کے
اور شہرت ثانی کے لوگ لفظ ام کلثوم سے بغلط بنت علی سمجھے یا مراد بنت مجازی ہی چونکہ ام کلثوم
بنت ابی بکر کو بعض لوگ ربیبہ جناب امیر کہتے ہین بایمعنی کہ وہ بھی مثل اپنے برادر حقیقی یا برادر علاتی
محمد بن ابی بکر کی تربیت جناب امیر مین تھی اور ربیب و ربیبہ کو ابن و بنت کنایت متعارف ہی
جیسے زینب اور رقیہ بنت رسول اللہ کہلاتی ہین حالانکہ وہ بنت حقیقی رسول اللہ نہ تھین بلکہ
یا بنت خدیجہ تھین یا بنت اخت خدیجہ تھین کہ جناب رسولخدا کی تربیت مین تھین ہر کیف دعوی
تو بڑی شد و مد سے فرماتی ہین مگر کوئی انجام کو نہین پہونچا کما ستقف عنقریب انشاء اللہ ایک امر
قابل تنبیہ حضرات اہل سنت کے یہ ہی کہ حضرت مخاطب نے انتہا کی بدزبانی اور بدلگامی
اور بی تہذیبی کو اس مبحث مین صرف کیا ہی کہ ہر جگہ شیعوں کو بیعقل و بیدین اور مذہب تشیع کو
لائق تنفر ہی اور ذم و تہجین لکھا ہی بلکہ صفحہ ۱۳۱ سطر ۲۸ مین تو تشیع کو عین کفر و الحاد و زندقہ بنایا ہے اور
ہمکو مقتضای ولقد امر علی اللئیم یسبنی فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی کچھ اسکی شکایت نہین ہی مگر حیرت ہی

Presented by Ziaraat.Com

کہ پرانی چشکوئی کے لیئے اپنی بھی ناک کاٹی ہی کہ حضرت خلیفہ ثانی کو بھی گالیان دین اور اونکا کفر و نفاق اور
ارتداد بلکہ صفحہ ۴۴ مین اونکا ولد الحرام بلکہ ولد الزنا ہونا ثابت کیا ہی گر بہانہ یہ ہی کہ ہم زبان اہل تشیع
سے کہتی ہین اور اسی طرح اہل بیت معصومین کا بیجیت اور بیغیرت اور بیحیا اور ذلیل اور رذیل ہونا
ثابت کیا ہی مگر حیلہ یہ ہی کہ ہم بقول شیعہ کہتی ہین حالانکہ یہ شیعون پر بہت بڑا بہتان و افترا ہے سبحانک
ہذا افک مبین ہرگز ہرگز یہ قول شیعہ نہین اور اگر ہماری حضرت اپنی غلط دانی اور غلط فہمی اور غلط اندیشی
سی لازم کسی قول کا سمجھے ہین تو کتاب مستطاب استقصا مین بتحقیق علمای محققین اہلسنت ثابت کیا گیا ہی کہ
لازم مذہب مذہب نہین ہی چہ جائی اینکہ لازم وہم بھی اوسکا بنا بر آپ ہی کے زعم باطل کے ہو جیسا کہ عنقریب
معلوم ہوگا بالجملہ یہ فضیحتی اور رسوائی حضرت عمر کی اور حضرات ذوات مقدسات کی جو بمخاطب نی
زبان ہندی مین عوام کالانعام پر ظاہر کی دعوای مسلمانی کے ساتھ راست نہین ہو سکتی بلکہ
موجب کفر ثابت کیا ہے دعوائے مسلمانی نہ چھوٹی ہاتھ سے تسبیح زنار سلیمانے
اور اہل انصاف کے نزدیک اونکے لیئے سوائی سواد الوجہ فی الدارین کی کچھ نہ ملا دنیا مین سبکی
نزدیک بہ تجربیت وہ بہت خارج از دایرہ اسلام کہلائی آخرت مین انشاء اللہ القہار فی الدرک
الاسفل من النار ہونگے ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہی کہ شیعونکو انکار اس سی نہین ہی کہ کوئی ام کلثوم
نامی زوجہ عمر نہ تھی بلکہ ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی ایام جاہلیت سی زوجہ عمر بن الخطاب مادر
عبید اللہ و زید بن عمر تھی جیسا کہ کتاب کامل ابن اثیر اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور تاریخ طبری اور
اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور ازالۃ الخفا سے ثابت ہی دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط بھی زوجہ عمر تھی جیسا کہ تفسیر فخر رازی مین ہی کہ بعد صلح حدیبیہ نکاح عمر مین آئی تیسری
ام کلثوم بنت ابی بکر ہی اور عمر کا خطبۃ النکاح کرنا اوس سی تاریخ کامل ابن اثیر جزری اور کتاب
اسماء الرجال اور دیگر کتب سی ثابت ہی بلکہ بعض کتب مثل کتاب ابو المحاسن جرجانی و بوارق محرقہ
وغیرہ سی اوسکا منکوحہ عمر ہونا بھی بعد الانکار و الاصرار لوگون نے لکھا ہی اور رجال مشکوۃ شیخ عبد الحق
مین اسطرح ہی کہ بعد مرنے ابو بکر کے ایک لڑکی زوجہ ابو بکر سے پیدا ہوئی عائشہ نے اوسکا نام

چند ام کلثوم منکوحہ و مخطوبہ عمر بودند

اُم کلثوم رکھا عمر نے اوس سے درخواست نکاح کی تو اُم کلثوم نے انکار کیا اور عائشہ سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر فظ غلیظ ہی یعنی نہایت بد مزاج اور کج خلق ہی واللہ اگر نکاح میرا اوس سے کیا تو مین قبر رسول پہ جا کے فریاد کرونگی انتہی محصلاً بقدر الحاجۃ بالجملہ ان اُم کلثومون کے حالات از راہ اولاد اور از راہ مہر اور از راہ سن اور از راہ انکار من النکاح اولاً اور اقرار بمجبوری بعد الاصرار ثانیاً اور بیان کذابین اہلسنت نے طرف اُم کلثوم بنت حضرت فاطمہ ع کے منسوب کیے بعضون نے باشتباہ بشارکت اسمی اور بعضون نے بغرض فاسد و کاسد اثبات فضیلت عمری اور توہین و تحقیر جناب مرتضوی اور اظہار مجبوریت اور مقہوریت آنحضرت کے باضافہ لغویات چند مثل بوس و کنار و کشف ساق اجنبیہ کا انتساب کیا مگر عجب قدرت خدا ہی کہ ایسی جھوٹی روایتین نہین کہ جس سے جناب امیر علیہ السلام کا کچھ نہ بگڑا اسلیئے کہ غایۃ الامر یہ ہی کہ اونکی مظلومیت ثابت ہوئی اور مردان خدا کے لیے مظلومیت مایہ افتخار ہی خود جناب امیر ع جواب مکتوب معاویہ مین فرماتے ہین لاغضاضۃ للمسلم فی ان یکون مظلوماً یعنی مرد مسلم کے لیے مظلوم ہونے مین کوئی برائی نہین ہی اور مظلومونکی گو ہتک حرمت ظاہر مین ہو مگر حقیقت مین اونکی عزت و حرمت دنیا و آخرت مین باضعاف مضاعف ہوجاتی ہی دیکھیے کربلا مین جناب سید الشہداء ارواحنا له الفداء کی کیسی ہتک حرمت کی گئی کہ بنات رسول اللہ بلکہ خود انہین حضرت اُم کلثوم کے شانون مین رسن ظلم و ستم بندھے مگر خدا نے اونکو دنیا مین ظاہر مین و کافہ مین کیسا معزز و مکرم و محترم کیا اور یزید کے گلے مین طوق لعنت تا قیامت ڈالا اور آخرت مین اونکی علو درجات اور اسکی شدت عقوبات کی انتہی نہین ہی **قولہ** یہ بات از روی کتب معتبرہ شیعہ و اہلسنت کے ثابت ہی **اقول** اگر کتب اہلسنت سے باحادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ ثابت ہی تو ہوا کرے شیعہ کو اوس سے کیا مطلب یہی کتب اہلسنت کا ذکر مقام مناظرہ شیعہ مین قدیم حماقت جناب شاہ صاحب اور اونکی والد ماجد کی ہی کما یظہر من اکثر مقامات التحفۃ المسروقۃ و ازالۃ الخفا علاوہ اسکے کتب معتبرہ اہلسنت مین صحاح ستہ سے بڑھکر کوئی کتاب معتبر نہین ہی اونمین کہین اسکا ذکر نہین ہی اور اہلسنت کے محققین اسپر ہین کہ جو حدیث صحیحین یعنی مسلم و بخاری مین نہین وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اسی باعث سے حدیث صحیح عدم

[illegible]

غیر معتبر ہوگئی کیونکہ صحیحین میں نہین ہی گو صحاح دیگر مین ہو تو ہوا کرے پھر تعجب ہی کہ حدیث نکاح ام کلثوم جو کسی میں صحاح ستہ
سی نہین ہی کیونکر معتبر ہوگئی یہ ایک بات ہی دوسری یہ کہ جن روایات نکاح کی تصحیح متعصبین اہلسنت
نے کی ہی اونہین کے علمای رجال اونکی راویونکو کذاب او شیطان اور دجال کہتی ہین پھر شیاطین اور
دجالین کی روایتین کیونکر معتبر ہونگی تیسری یہ کہ اونہین روایات جبر و اکراہ مین کچھ مضامین واہیہ قبیحہ
مستہجنہ ایسے ہین مثل ضم الصدر رد التقبیل و کشف الساق وا المنبر کہ جسکے معتبرین علمای اہل سنت
امثال سبط ابن جوزی علانیہ تکذیب کرتے ہین پھر اون روایتون مین آدہا سچ اور آدہا جھوٹ کیونکر
ہونیکی کیا معنی کہ یک بام و دو ہوا او خواب نیمہ راست و نیمہ دروغ نہین ہوتا سیچی تفصیل کل ذلک
عنقریب چوتھی اختلاف و اضطراب ان احادیث کا باہم کہ ایک دوسری کی مکذب ہی یہ بھی
دلیل کذب اصل خبر کی ہی کسی مین ہی کہ جناب امیر نے بعد الانکار و عند الاصرار خود نکاح کر دیا کسی مین ہی
کہ نہین عباس کے سمجھانے سے اونہین کو متکفل اسکا کر دیا کسی مین ہی کہ صغیر السن تھین اور کوئی اولاد
ہونے نہین پائی کہ حضرت عمر اپنی سفر کو سدھارے کسی مین ہی کہ نہین ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی
کسی مین ہی کہ بعد عمر عہد معاویہ مین مرین اور امام حسین نے اونپر نماز پڑھی کسی مین ہی کہ نہین عمر کے
ساتھ ہی ساتھ مرین ولا تعقب لہا کسی مین ہی کہ بعد امام حسین ایک زمانہ دراز تک زندہ
رہین کسی مین ہی کہ بعد عمر نکاح اونکا محمد بن جعفر سے ہوا کسی مین ہی کہ عون بن جعفر سے ہوا کسی مین ہے کہ
عبد اللہ بن جعفر سے ہوا مہر مین بھی بڑا اختلاف ہی کسی مین چالیس ہزار کسی مین کچھ الغرض جب بات مین
اسقدر اختلاف ہوا کوئی عاقل اوسکو خبر معتبر کہیگا یا گوز شتر و خر کہیگا شاہ صاحب تحفہ مسروقہ مین
اختلاف و اضطراب روایات کو مانع عمل بالبداہۃ العقلیہ فرماتی ہین پس ضروری کہ حصول علم و یقین
کو بھی بالبداہۃ العقلیہ مانع ہو پھر مقام دیگر مین فرماتی ہین کہ تعدد روات چون باین رنگ باشد کہ ہر یکی
قصہ را بطور دیگر روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت انتہی روایات
کتب اہلسنت کا تو یہ حال ہی باقی رہی کتب شیعہ پس اوس مین کچھ اقوال ایسی ہین کہ کسی ام کلثوم سے نکاح
بجبر و اکراہ پر نہ بخوشی خاطر دلالت کرتی ہین اور روایات صحیحہ اہل سنت کے مطابق اور موافق ہین کہ وہ بھی

نکاح بجبر و اکراہ پر دلالت صریحی رکھتی ہین اور ان روایات کو صاحب استغاثہ نے مجمع علیہ محدثین
اہلسنت لکھا ہی پس جو ہماری روایتین مطابق روایات اہل سنت ہین ہماری علما اوسکی تصدیق اور
تصحیح نہین کرتے بلکہ اونکی ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور بسبب مخالفت اجماع و موافقت
عامہ کے اوسکو مطروح یا ماوّل یا محمول بر تقیہ کرتے ہین اس لئی کہ خود آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ جو
حدیث کہ موافق سنیونکی ہو اوسکو چھوڑ دو اور جو مخالف اونکے ہو اوسی پر عمل کرو اسلئے کہ وہ کجی پر ہین
اور راستی اونکی خلاف مین ہی اور کچھ حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ہین جو صاف صاف دلالت کرتے ہین
اوپر انکار اہلبیت کے اس نکاح سی اور صاف تصریح ہی کہ جو لوگ مدعی نکاح ہین وہ کذاب اور گمراہ ہین
اور یہی حدیثین معمول بہ اور مجمع علیہ ہماری اصحاب کی ہین پس یہی قابل تصدیق و تصحیح ہین کہ خود آئمہ کرام
نے فرمایا ہے کہ جو حدیث مجمع علیہ تیری اصحاب کی ہو اوسکو لے اسلئے کہ مجمع علیہ مین شک نہین ہی
اسی سبب سی ہماری کل علما نے اس نکاح سے انکار کیا ہی مگر بعضون نے بفرض تسلیم روایات
قسم اول بھی جوابات شافی دیئے ہین اور شیعون کا بلکہ اہلبیت کا منکر ہونا اس نکاح سے
کتب اہلسنت سے بھی ثابت ہی چنانچہ صاحب صواعق کہتا ہی کہ تعجب ہی اس زمانے کے بعض
اہلبیت سی کہ انکار اس نکاح سی کرتے ہین اور باعث اسکا اونکی جہالت ہی کہ جہل روافض اونکی
عقلون پر غالب آیا ہی اور بتقلید روافض اس حکایت تزویج کو جھوٹا سمجھے ہین اور موچی صاحب ازالۃ الغین مین فرماتے
ہین کہ نور الدین حسینی کہتا ہی کہ مجھکو تعجب ہی روافض سی کہ روایات اہلبیت کو جو اس نکاح پر دلالت کرتے ہین
ہرگز نہین سنتے اور جو روایتین نقیض ان روایتونکی ہین کہ جسکو چند ابلیسون اور دجالون نے بنایا ہے اوسپر عمل
کرتے ہین یعنی اس نکاح کی انکار کرتے ہین انتہی بالجملہ ان عبارتون سی ثابت ہوا کہ روایتین انکار اہلبیت کی شیعونکی بیان
ہین اور شیعہ اوسی پر عمل کرتی ہین گو اہلسنت اونکی راویونکو ابلیس و دجال کہین تو کچھ مضائقہ نہین یعنی ابلیس و دجال کی کہنی کا
شیعہ کیون برا مانین گے اسلئے کہ خود اہلسنت اپنی بڑی بڑی پیرونکو دجال و کذاب وغیرہ سی ملقب کرتی ہین شیعہ تو
اونکی تلمیذ پیران پیر بلکہ کل پیران پیر بالخصوص حضرات ثلثہ خصوصاً شر الثلثہ کو وہ کہتی ہین جو ہزار دجال اور ہزار
ابلیس کہتی ہی تو کچھ ہے جسکا سننا اونکی جگر کو خون اور چہرہ زرد کرتا ہی کہ جس سی ہر سنی جلتا ہی اور ہزار

چون وچرا کرکے چون چون کرتا ہی الحاصل جب دو حدیثین متناقض و معارض یکدیگر ہوتی ہین تو اقوی پر
عمل کرتے ہین اور اقوی ہماری نزدیک بجہت رواۃ اور بجہت مجمع علیہ ہونیکی اور بجہت مخالفت عامہ
کے وہی روایات انکار ہین پس اگر معارض کو ہم اقوی نہ کہین تو لا اقل مساوی کہین گے جب بھی بحکم
اذا تعارضا تساقطا بموجب حکم مولوی صاحب کے جاری ہوگا اور قاعدہ اصولیہ الاصل فی الحوادث العدم
دلالت اوپر عدم ثبوت کے کریگا بہرکیف کسی حدیث مین ولو کان ضعیفا بنت فاطمہ نہین ہی اور مجوزنا
درمیان ہماری اور اہلسنت کے یہی ہی **قولہ** خاص بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تہین **اقول**

دلیل تحقیقی بر عدم النکاح

بموجب آپکے ارشاد لغویت بنیاد کے ہم یہ تو سمجھے کہ عام بیٹی فاطمہ ع کی نہ تہین بلکہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ ع
کی تہین لیکن جو دلائل آپ نے ذکر فرمائے اونمین تو کہین نہ فاطمہ ہی نہ فاطمہ کے بیٹی کا ذکر ہی ہم خاص
بیٹی کہان سے سمجھین دعوی تو اسقدر و مدعی کیا مگر دلیل ندارد اب ہم کہتے ہین کہ آپکا دعوی محض
غلط ہے ہرگز خاص بیٹی حضرت فاطمہ ع کی نہ تہین دلیل تحقیقی اسپر ہمارے لیے احادیث آئمہ کرام علیہم السلام
ہین کہ اونہین مین سی حدیث جعفر صادق علیہ السلام کی ہی کہ فرمایا کہ جو لوگ ایسا کہتی ہین وہ در غلو
ہین اور راہ راستی سی کج ہین جیسا کہ خود مخاطب نی قطب راوندی علیہ الرحمہ سی اسی قول کے آخر مین
نقل فرمایا ہے اور یہ روایتین مجمع علیہ ہماری اصحاب کے ہین اور مخالف عامہ ہین پس واجب العمل
ہونگے اور جو روایت اسکے مخالف ہوگی تو بسبب مجہول السند ہونیکے اور خلاف مجمع علیہ

دلیل الزامی بر عدم النکاح

ہونیکے اور موافقت عامہ کی یا مطروح یا محمول علی التقیہ یا مأول ہے اور دلیل الزامی ہماری
اولاً قول شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ مسرورہ مین ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ یہ متواترات سے ہے کہ
زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور اوسکی مان ام کلثوم بھی اوسکی ساتھ ہی مری اور اوسپر عبداللہ
بن عمر اور امام حسین ع نے ملکر نماز جنازہ پڑہی اور مولوی صاحب بھی تواتر کے مدعی ہین اور عہد
معاویہ کا یہ واقعہ فرماتے ہین اب بندہ کہتا ہی کہ یہ بھی متواترات سے ہے کہ جو خاص بیٹی فاطمہ ع
کی ہین امام حسین ع کی بہین وہ معرکہ کربلا مین موجود تہین اور آپ کے علما نے اونہین کی زبانی
مرثیہ مدینۃ جدنا لا تقبلینا فبالعبرات والحسرات جئنا نقل کیا ہے اسپر کل اہل تواریخ کا اتفاق ہے

مثل روضۃ الشہدا اور روضۃ الصفا و حبیب السیر و مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحاق
وغیرہ کے بیانات کہ تحریر الشہادتین سلامت اللہ شرح سر الشہادتین
شاہ جی دہلوی مین بھی مکالمات ام کلثوم با ابن زیاد علیہ و با یزید پلید موجود ہین پس ان دونو خبر ہائی
متواترہ سے ثابت ہوا کہ وہ ام کلثوم جسکا بیٹا زید بن عمر تھا خاص بیٹی فاطمہ کی نہ تھین اور خود تمہاری
علما کی تصریح اسپر ہے کہ زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا و قد مر ثانیاً دلیل
اسپر وہ ہے جو بعض فضلائی کرام اعلی اللہ مقامہ سے فوار المقام نے ایک رسالہ مین لکھی ہے اور وہ
مشہور حدیثین صحاح کتب معتبرہ اہل سنت مثل صواعق محرقہ وغیرہ سے ہین کہ ان سب روایات سے
صغر سنی ام کلثوم منکوحہ عمر ثابت ہے بلکہ بعض مین سن چار برس کا یا درمیان چار یا پانچ برس کے ہے
اور راوی یہ ہے کہ سن شریف حضرت عمر وقت خطبہ یعنے درخواست نکاح ساٹھ برس کا تھا
منہا ما فی الصواعق قال صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال
ما اردت الباہ ولکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ ما خلا سببی ونسبی
یعنے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ عمر نے درخواست ام کلثوم کی علی سے پس عذر کیا انھون نے صغر سن
کا اور یہ بھی عذر کیا کہ مقرر کی ہے مین نے اسکی نسبت اپنے بھتیجے ابن جعفر سے پس کہا عمر نے کہ
مین خواہش کی راہ سے نہین چاہتا مگر مین نے سنا ہے رسولخدا سے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہے
روز قیامت سوائی میرے سبب و نسب کے اور کتاب ذخایر العقبی مین ہے فاقبل علی وقال انہا صغیرۃ
فقال عمر لا واللہ ما ذلک بک ولکن اردت منعی یعنی عمر نے درخواست ام کلثوم کی پس آئے علی اور کہا کہ
وہ صغیرہ ہے پس کہا عمر نے نہین قسم خدا کی ایسا نہین ہے بلکہ اس حیلہ سے تم چاہتے ہو کہ مجھکو باز رکھو
اس نکاح سے اور عسقلانی شارح صحیح بخاری سے منقول ہے ان علیا لما ابی عن نکاح ابنتہ بعمر و اعتذر
بصغرہا لم یقبل منہ ذالک العذر حتی الجأ الی ان یریہا ایاہ فارسلہا الیہ فلما رآہا عمر اخذہا وضمہا الیہ وقبلہا یعنی
ہرگاہ انکار کیا علی نے نکاح سے اپنی بیٹی کے عمر سے اور عذر کیا صغر سن کا تو عمر نے اسکو قبول نہ کیا اور ملجا
اور مضطر کیا علی کو اسپر کہ انکو دکھا دین پس علی نے اوسکو عمر کے پاس بھیجا پس عمر نے اوسکو لیکر اپنی چھاتی سے

Presented by Ziaraat.Com

لگایا اور اوسکے بوسے لیے اور ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے خطبہا عمر الی علی فقال انہا صغیرۃ الی ان قال
فوضع یدہ علی ساقہا فکشفہا فقالت اتفعل ہذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم خرجت یعنی عمر نے خواستگاری
ام کلثوم کی اور علی نے کہا کہ وہ صغیرہ ہی یہانتک کہ جب علی نے اوسکو بھیجا تو عمر نے کشف ساق اوسکا کیا پس
کہا اوسنے کہ یہ کیا کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو میں تیری ناک توڑ ڈالتی بعد اسکے عمر کے پاس سے وہ
فوراً چلی گئی پھر وہی صاحب استیعاب دوسری طرح سے روایت کرتا ہے ان عمر ابن خطاب خطب الی
علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا فقیل انہ ردک فعاودہ الی ان قال فارسلہا فکشفت عن ساقہا فقالت لہ لولا انک
امیر المومنین للطمت عینیک یعنی خواستگاری ام کلثوم عمر نے کی پس علی نے اوسکا صغر سن بیان کیا پس لوگون
نے عمر سے کہا کہ علی نے بہانہ سے تیری بات رد کی پس پھر کہا عمر نے یہانتک کہ کہتا ہی کہ جب علی نے اوسکو
بھیجا تو عمر نے کشف ساقین کیا پس کہا اوس لڑکی نے کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ مارتی کہ تیری دونو
آنکھیں پھوٹ جاتیں اور انہیں مضامین کے احادیث استیعاب اور اصابہ ہی خود مولوی صاحب ازالۃ الغین
میں ناقل ہیں اور اوسکا انکار نہیں فرماتی بلکہ قتیل صاحب حق فہم الصدر و التقبیل میں عذر صغر سنی پیش
کرتے ہیں اور حضرت عمر کی قسم کو واللہ یا والک بک ولاکن روت منی کو جھوٹھا ٹھہراتی ہیں اور کتاب المودۃ
سے یون منقول ہی ان عمر بن الخطاب لاخطب ام کلثوم واعتذر علی بصغرہا الی ان قال وہی بنتہ اربع سنین او ابین
الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرہا ومسح یدہ علی راسہا فجرد ساقہا فرفعت یدہا
وکادت ان تلطمہ فقالت اولا انت امیر المومنین للطمت خدک یعنی عمر نے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے عذر
صغر سن کیا یہانتک کہ کہا کہ وہ چار برس کی تھی یا چار و پانچ کے درمیان میں تھی اور عمر کا سن ساٹھ برس کا
تھا پس عمر نے اوسکو اپنی پہلو میں بٹھایا اور اوسکی چادر کو اوٹھایا اور سر پہ ہاتھ پھیرا پس کشف ساق کیا پس
اوسنے ہاتھ اوٹھایا اور قریب تھا کہ طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو تیرے منھ پر
طمانچہ مارتی انتہی اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی کی (۱۱) باب میں ہی اما ام کلثوم فخطبہا عمر بن الخطاب
فی خلافتہ فامتنع علی من تزویجہا وقال ہی صغیرۃ والی ارصدہا لابن اخی جعفر فشق ذالک علی عمر فقال العباس
زوجہا منہ فقد بلغنی عنہ کلام فزوجہ ایاہا یعنی ام کلثوم کی درخواست کی عمر نے اپنی عہد خلافت میں پس علی نے

انکار کیا اوسکی تزویج سی اور کہا کہ صغیرہ ہی اور مین نی اپنی بھتیجی کے لیئے اوسکو رکھا ہے پس شاق ہوا یہ انکار علی عمر پر پس کہا عباس
نی علی سی کہ عمر سی تزویج کر دو اوسکو اسلیئی کہ عمر نے اسبابمین جو بات کہی ہی وسکی خبر مجھکو پہونچی ہی یعنی ایک فساد عظیم ہوگا اگر تزویج
نہوگی آخر علی نی تزویج ام کلثوم کر دی انتہی اور جناب امیر کا انکار اور عباس کا سمجھا کر نکاح کر دینا ذخائر عقبی مین بھی ہی بلکہ
اوسمین مشورہ لینا آنحضرت کا اسبابمین امام حسنؑ و عقیل و عباس سی بھی ہی و عقیل کا اس نکاح پر راضی نہونا اور جناب امیر
کو سختی جواب دینا بھی مذکور ہی و صواعق محرقہ مین امام حسینؑ کا بھی انکار مثل انکار عقیل وقت مشورہ مذکور ہی الغرض ان سب
روایتون سی اور اسکی امثال سی کہ اہل سنت راوی اوسکے ہین اور شیعونکی نزدیک یہ کل افتراآت محضہ مین ثابت
ہی کہ مخدومہ کی عمر چار سالہ یا پنج سالہ تھی اور حضرت عمر سنًا شصت سالہ تھی اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی سی بھی ثابت
ہی کہ درخواست عمر سن شصت سالگی مین تھی اور دیگر کتب معتبرہ اہلسنت مثل استیعاب وغیرہ سی ثابت ہی کہ عمر سنہ ۲۰ ہجری
مین ساٹھ برس کے تھے اور سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین وفات پائی اور بیچارے بازی حیات کو ملک الموت سے
ہاتھون ہارے اور معرفت شجاع الدین ابو لولو اپنی مقر کو سدھارے اور اسماء الرجال مین ہی قتل عمر لاربع بقین من
ذیحجہ سنہ ثلث و عشرین وله من العمر ثلاث و ستون سنہ یعنی قتل ہوئی عمر ذیحجہ مین کہ چار دن ماہ مذکورہ مین باقی رہی تھی
سنہ تیئیس ۲۳ ہجری مین اور اونکی عمر تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی تو سنہ بیس ۲۰ ہجری مین عمر صاحب ساٹھ برس کی ہوئی اور یہ امر بھی اتفاقی ہے
کہ اوایل سنہ گیارہ ۱۱ ہجری مین وفات جناب رسالتمآب اور اوسی سنہ مین وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہما ہی اور
یہ بھی اتفاقی ہی کہ آخر اولاد جناب سیدہ حضرت محسن تھے کہ حسب اعتقاد بعض اہلسنت مثل نظام وغیرہ شہادت اون معصوم
کی ہنگام کارروائی خلافت ابوبکر ہوئی جسکی صدمہ سی جناب سیدہ نی وفات پائی جیسا کہ ملا معین اپنی سیر مین لکھتی ہین
بہر کیف بنا بر اسکی ضرور ہے کہ ولادت حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ کہ حسب روایات سنیہ قبل ولادت رقیہ ہی سنہ سات ۷
یا آٹھ ۸ ہجری مین ہوا اور بیس ۲۰ ہجری تک کہ سنہ خطبہ عمر ہے تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس ہوتی ہین اور اس سن کی لڑکی خصوصا ہاشمیات
مین صغیر السن نہین ہو سکتی اور شارح مواقف نے نام ام کلثوم کا بھی مثل علی اور حسنین کے گواہان فدک مین
لکھا ہے ہر چند حسنین اور ام کلثوم کی گواہی بسبب فرعیت کے روکی ہے مگر اتنا تو ثابت ہوا کہ ام کلثومؑ
لائق ادائی شہادت تھین اور اسی طرح محدثین معتبر اہل سنت مثل محمد بن عبد بن احمد مقدسی اور شمس الدین محمد
بن محمد جزری وغیرہ جناب سیدہ سی بسلسلہ حضرت ام کلثوم روایت کرتے ہین جیسا کہ اسنے المطالب مین

مذکور ہی چنانچہ آخر سلسلہ روایت مین ہی عن ام کلثوم بنت فاطمہ بنت النبی عن فاطمہ بنت رسول اللہ چنانچہ
تفصیل اسکی عبقات الانوار مین ہی اس سی بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثوم وقت وفات جناب سیدہ
قابل تحمل روایت نہین پس اولاً تو کہ پانچ برس کی ہون اسلیے کہ اس سی کمتر مین اداے شہادت اور تحمل
روایت علمائی اہل سنت جائز نہین کہتی اور سنہ ہفدہ تک ۱۲ برس کی ہوئین پس چار اور پانچ برس کسی طرح سی
نہین ہوسکتی بنا براسکے قطعاً وحتماً ویقیناً وجزماً ثابت ہوا کہ ہرگز ہرگز خاص بیٹی فاطمہ کے مخطوبہ و منکوحہ
عمر نہ تھین اور جب بمضمون خاص بیٹی ہونیکا کہ نمبر اول کا دعوای مخاطب تھا باطل ہوگیا تو اور دعوون کا
خدا حافظ ہے مخفی نرہے کہ جسطرح سے ان احادیث کو دلالت ہی اسپر کہ ام کلثوم مخطوبہ عمر خاص بیٹی فاطمہ
کی نہ تھین اوسی طرح دلالت ہے اسپر بھی کہ یہ تزویج جسکے اہلسنت مدعی ہین بخوشی خاطر جناب امیر نتھی
بلکہ جناب امیر کو اس سی انکار ہے تھا چنانچہ فقرہ فاعتل بصغرہا واعتذر بصغرہا وانہ اعدہا لابن اخیہ
ابی عن نکاح ابنتہ وفامتنع علی من تزویجہا ولم یکن یقبل منہ ذلک العذر وما ذلک بک ولکن اردت منعی وقال
العباس زوجہا فقد بلغنی منہ کلام یعنے عذر کیا صغرسن کا اور عذر کیا منسوب کرنیکا اپنی بھتیجی سی اور نتھا کہ عذر
اونکا مقبول ہوا اور کہا عمر نے کہ یہ عذر جھوٹھا ہی اصلی بازرکھنی کے نکاح سی اور انکار کیا علی نی اپنی بیٹی کی نکاح سی
اور باز رہی تزویج سی یہانتک کہ عباس نی کہا کہ تزویج کردو ورنہ فساد عظیم ہوگا تب مجبوری تزویج ہوئی اس
بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے کی جوابات تسلیمی و فرضی مین بکار آمد ہی اور جبکہ دعوی خاص بیٹی فاطمہ کے ہونیکا ان احادیث صغرسنی
سی باطل ہوگیا تو اب مین بعض مؤیدات وتنبیہات وشواہد دیگر کا ذکر کرتا ہون جو ہونے پہ اس عقد کے دلالت کرتی ہین
ایک یہ کہ خود مصنفین اہل سنت ایسی روایتون کا جس سی ثبوت فسق وفجور و جبر و ظلم حضرت عمر ہے
انکار کرتے ہین اور راویان روایات کو کاذب سمجھتی ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ
باب ۱۱ مین فرماتے ہین وذکر جدی فی کتاب المنتظم ان علیاً بعثہا الی عمر وان عمر کشف ساقہا ولمسہا
بیدہ قلت ہذا قبیح واللہ لو کانت امۃ لما فعل بہا ہذا باجماع المسلمین لایجوز لمس الاجنبیۃ فکیف ینسب
الی عمر مثل ہذا محصل یہ ہی کہ بعد روایت لمس وکشف ساق فرماتے ہین خدا کی قسم یہ امر بہت ہی قبیح
ہی کیونکہ اگر کوئی لونڈی ہوتی تو اوسکے ساتھ بھی حضرت عمر ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خاندان رسالت

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ ایسا کرین اس لئی کہ زن اجنبیہ کے بدن کو چھونا باجماع مسلمانان حرام ہے پس کیونکر ایسے امور کی
نسبت کیجا سکتی ہی طرف خلیفہ صاحب کے انتہی اور ظاہر ہے کہ مدار اثبات نکاح تحقیقا اہلسنت کی
نزدیک ایسی ہی احادیث واہیہ باطلہ پر ہے اور جب وہ خلاف عقل ور باطل وکاذب ہوئین تو
ثبوت نکاح کہان سے ہوگا دوسری یہ کہ جو لوگ فضائل جعلیہ بکریہ و عمریہ کی باحادیث کاذبہ ظاہر کرنیوالے
اور فضائل واقعیہ جناب امیر کے چھپانے والے ہین یعنی اصحاب صحاح ستہ اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو اوسکو
سرسبد فضائل عمری کرتے جیسا صحیحین والے کہ اونکو چھپاتے ہین فضائل علویہ اظہار فضائل بکریہ وعمریہ
مین تعصب ہی کہ حدیث غدیر ایسی صحیح اور متواتر خبر کو یعنی من کنت مولاہ کو کھا گئے ہرچند اور
صحیحون مین موجود ہی لیکن حدیث نکاح ام کلثوم کو کسی صحیح والے نے صحاح ستہ سی نہین لکھا اور علمای
اہلسنت نے کہا ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ مین نہین ہی وہ قابل اعتبار نہین بلکہ اگر صحیحین مین نہین تو قابل
اعتبار نہین اسی سی حدیث غدیر غیر معتبر ہو گئی تیسری کل احادیث نکاح ام کلثوم کے راویون کو گو
متعصبین موثق کہین مگر علماء رجال اونکو کذاب اور مفتری اور دجال کہتے ہین چنانچہ اول او
اقدم رواۃ زبیر بن بکار ہی کہ میزان الاعتدال ذہبی مین اسکو منکر الحدیث اور وضاع لکھا ہی اور ابن
حجر عسقلانی نے بھی اسکی روایت کی تکذیب کی ہی اور منجملہ رواۃ سفیان ہی کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر
ملا علی قاری مین اوسکو مدلسین مین لکھا ہی کہ تدلیس ابلیسی کرتا تھا اور عبدالرحمن بن زید ہی کہ جسکو ذہبی
زبان سی لیس بشی کہا ہی یعنی وہ کوئی چیز نہین ہی اور ابن اسحاق ہی جسکے بارہ مین علامہ ذہبی نے
کہا ہے کہ سلیمان تیمی نے اوسکو کذاب اور امام مالک نے اوسکو دجال کہا ہی بالجملہ حال رواۃ
رجوع کتب رجال اہلسنت سی ظاہر ہے پس اس خبر کذابین کا موضوع اور کاذب اور باطل ہونا
بدلیل بطلان نکاح ہے قولہ اس امر کے ثبوت سے چند فائدے ظاہر ہوتے ہین اقول ثبت العرش
ثم النقش فائدے کسی شی کے بعد ثابت ہونے کے ہو سکتے ہین اور وہ گو تصور مین مقدم ہو مگر وجود خارجی مین موخر
ہی آپنے موخر کو مقدم کیون کیا مناسب تھا کہ اوسکو اپنی تصور باطل ہی مین رہنی دیتی پہلے ثبوت
ثابت علیہ الفائدہ کرتے تب فائدون کی طرف آتے تب کچھ فائدہ ہوتا ورنہ ابھی تو محض بیفائدہ ہی مگر یہ

فرمایئے کہ روز خلافت خلیفۂ اول سے ہماری یہی عادت جاری ہے کہ ہم مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا
کرتے ہیں اسی سے تو علیؑ کو خلیفہ چہارم بنایا ہے **قولہ** اول اس نکاح سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ باہم حضرت
علیؑ اور حضرت عمر فاروق کے کچھ عداوت نتھی **اقول** بفرض وقوع نکاح اسی قیاس پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ
درمیان رسول پروردگار اور کفار نابکار کے کچھ عداوت نتھی بلکہ نہایت دوستی تھی اگر دوستی نہوتی تو
حضرت پیغمبر اپنی بیٹیوں کا وہ بھی وہ بیٹیاں کہ جو اہلسنت کے نزدیک خاص صلب رسول اور حضرت خدیجہ
مادر بتول کے بطن سے تھیں نکاح ابی العاص بن ربیع و عتبہ و عتیبہ ابناء ابولہب کے ساتھ نہ کرتے
اور اپنے دشمنونکو خاندان میں نہ لیتے اگر فرمایئے کہ اوسوقت دشمنونکو خاندان میں لینا بلاضرورت
جایز تھا تو ہم کہیں گے کہ جب اوسوقت دشمنان ظاہر کو بلاضرورت خاندان میں لینا جایز تھا تو اسوقت
میں دشمن باطنی یعنی ایک منافق کو بضرورت داعیہ خاندان میں لینا بدرجہ اولے جایز تھا ومن جاز
ذلک و انکر ہذا فعلیہ البیان تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت خود اقرار کرتے ہیں کہ درمیان عمر کے اور درمیان امثال
و اقران عمر کے انقباض خاطر تھا اور ہرگز مصافات نہ تھے اسی سبب سے طلحہ و زبیر و علی خلافت عمری پر راضی
نہ تھے جیسا کہ کنز العمال میں ہے اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں ناقل ہیں کہ ابوبکر پر لوگ معترض تھے
کہ اس فظ غلیظ کو کیوں خلیفہ کرتا ہے اور پھر دوسری جگہہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ صحابہ ابتدا دہی خلیفہ سے
اور فکر شکست خلافت سے برکت صحبت نبوی باز رہے مگر کبھی خالی انقباض خاطر سے نہ تھے
اور اسی سبب سے چندان اہتمام نصرت خلیفہ جی میں نہ کیا انتہی محصلاً ہمارے مخاطب صاحب بیان فرماتے
ہیں کہ کوئی عداوت فیمابین نتھی بلکہ کمال محبت و اخلاص و اتحاد تھا صحیح مسلم میں حضرت عمر کو کاذب
و غادر و خائن سمجھنے کی حدیث تو موجود ہے علاوہ اسکے جو حدیث چھ مہینے کے بعد بیعت کرنیکی
اوسی صحیح مسلم میں ہے اوس میں مذکور ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو اپنے مکان پر تنہا بلایا اور فرمایا کہ تیرے
ساتھ کوئی نہ آوے کراہتہ ان یدخل معہ عمر یعنے عمر کا آنا حضرت مکروہ رکھتے تھے یہ کیسا تھا یہ
اتحاد تھا کہ ملاقات سے بھی کمال نفرت و کراہت تھی بالجملہ حدیثیں نکاح ام کلثوم کے جو باہم کمال اتحاد اور
خلت پر دلالت کرتے ہیں اوس میں سے ایک بھی صحاح ستہ میں نہیں ہے کما اشرنا الیہ سابقاً او حدیثیں

باہم بغض وعناد کی صحاح ستہ مین بلکہ صحیحین مین بکثرت موجود ہین اب اہل انصاف کہین کہ حدیثین نکاح کی جو کمال محبت
پر دلالت کرتی ہین انکو ہم صحیح جانین یا احادیث صحیحین کو جو کمال بغض پر دلالت کرتی ہین ہم انکو صحیح
جانین ہم اب علمائی اہل سنت سی بطور استفتا پوچھتی ہین تاکہ درمیان خود وخدا اپنی اصول کے موافق جواب دین
کیا فرماتی ہین علمائی اہل سنت ومفتیان ربع ثلث اس مسئلہ مین کہ جو حدیثین خارج از صحاح ستہ معارض
اور مخالف ہین احادیث صحاح ستہ کے بلکہ صحیحین کے انہین سی خارج والے حدیثونکو ہم صحیح جانین یا داخل
والی کو بینوا توجروا طرفہ یہ ہے کہ جو حدیثین خارج از صحاح ستہ ہین انہین جبر واکراہ کے حدیثین مجمع علیہ
محدثین اہلسنت ہین پھر ساتھہ جبر واکراہ کے دعوائی اتحاد سراسر لغو ہے **قولہ** دوسرے اس سی یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے **اقول** بیان قضیہ مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو یا حقیقیہ نہین ہے
کہ حاجت بہ تردید پڑی اور یائے مرددہ لانیکی ضرورت ہو بلکہ شیعون کا اعتقاد تو یہ ہے کہ بیشک منافق
اور اس سی بھی بالاتر تھی ورنہین کہے اور انکے امثال کے شان مین حق تعالے نے اذا جاءک المنافقون
نازل فرمایا تھا پس قضیہ حملیہ متعددۃ المحمول ہی خواہ بواو عاطفہ جامعہ خواہ بدون واو بطور خبر بعد خبر
مثل ہذا حلو حامض ای مزقد الکافر منافق مرتد اسے من الذین فی الدرک الاسفل من النار
قولہ حضرت علی مرتضی شیر خدا غالب کل غالب **اقول** امنا وصدقنا وہ حضرت ایسے ہی تھے
اگرچہ تم براہ تمسخر یہ واستہزا کہتے ہو سخر اللہ منکم واللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون
لیکن بحکم خدا ایسے تھے اور جسوقت حکم خدا ہوتا تھا اسوقت عبد خاشع وخاضع للہ تھے خود
فرماتے ہین قلعت باب خیبر بقوۃ ربانیۃ لا بقوۃ جسدانیۃ اور سنیے آپ کے شیخ سعدی فرماتے ہین
بیت گہی بر طارم اعلی نشینم + گہی بر پشت پائی خود نہ بینم **قولہ** اپنے پیاری بیٹے کا نکاح
انکی ساتھہ کرتے **اقول** واقعی ہرگز نکاح نہین ہوا نہ اسکا تذکرہ آیا اور اگر بالفرض کوئی ضرورت شرعیہ
ہوتی تو پابند شریعت نبوی ضرور کرتے **قولہ** اگر انکے ایمان اور عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر
اطمینان کامل حضرت امیر کو ہوتا **اقول** اس قیاس پر ہم کہ سکتے ہین کہ اگر کفار نابکار کے ایمان اور
عبادت اور زہد اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت پیغمبر کو ہوتا تو وہ کبھی انکو اپنا داماد نہ بناتے

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ وہاں بلا ضرورت شرعی بخوشی خاطر تھا اور یہان علی الفرض والتسلیم بجبر واکراہ بضرورت داعیہ شرعیہ تھا قولہ
تیسری اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہ کو نہین
دیا اقول حضرت مخاطب نہایت سچ فرماتے ہین کہ اس نکاح فرضی سے جو بجبر واکراہ بضرورت داعیہ شرعیہ
ہوا حضرت فاطمہ کا نہایت درجہ خوش وخرم خلیفہ اول وثانی سے ہونا ثابت ہوگیا اب جتنی حدیثین صحاح
اہل سنت مین خصوصاً صحیح بخاری مین سات جگہ اور صحیح مسلم مین بھی چند جگہ غصب فدک کی موجود ہین اور
بعض مین وجدت فاطمہ اور بعض مین غضبت فاطمہ ولم تتکلم حتی ماتت اور بعض مین فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت
ودفن لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر ہے یعنے جناب سیدہ فدک کے غصب کئے جانے پر اسقدر غضبناک ہوئین کہ (ای غضبت فاطمہ ۱۲)
مرتے دم تک ترک ملاقات کی اور ترک کلام کیا یہانتک کہ اپنے جنازہ پر آنیکی بھی روادار نہوئین اسی
باعث سے شب کو دفن کی گئین اور ابوبکر کو خبر تک نہ کی گئی یہ سب حدیثین جھوٹی ہوگئین فقط ایک نکاح
فرضی سے جناب مولوی مہدی علی صاحب نے کل صحاح ستہ کو جھوٹھا کردیا ای سنیون کے
بھائیو ای کنجڑی اور قصائیو آؤ اور ایک مٹی کی دیا سلائی لاؤ اور ان جھوٹھی کتابون کو جلا دو
اور جب حضرت عثمان نے خدا کی سچی کتاب صادق جلائی تو تمکو جھوٹھی کتابونکی جلانیمین کیا عذر ہے
کیون صاحبو یہی انصاف اور دینداری کے معنے ہین ٹھری ہی ایسی انصاف اور دینداری پر تجھے فقیر
خدمت شریف مخاطب تحریر مین بصد ادب عرض کرتا ہے کہ جسطرح حضور نے خاص بیٹی فاطمہؑ کا
ہونا کتب شیعہ سے اپنی زعم باطل مین ثابت ہی کردیا اوسی طرح اس نکاح فرضی کا بخوشی خاطر جناب امیر علیہ السلام
ہونا بھی ثابت کردیتے تب اوسپر متفرع کرتے کہ جناب امیرؑ وجناب فاطمہؑ بلکہ جناب رسولخداؐ بلکہ خدا بھی اوسی
راضی تھا تو ہوسکتا تھا اوسوقت ہم قایل ہوجاتے کہ جناب رسولخداؐ کا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ
اور خدا کا غضب اللہ فارین عن الزحف کو فرمانا یہ سب غلط ہی اس لئے کہ اس نکاح فرضی نے
جو بفرض روایات کاذبہ اہلسنت ہی کل قرآن وحدیث کو بتحقیق مولوی مہدی علی صاحب غلط کردیا
قولہ ممکن نہ تھا اسلئے قولا اس نکاح کا ہونا جایز رکھتے اقول اسیطرح ممکن نہ تھا کہ پیغمبر خدا بھی اپنی بیٹیون کو
بزعم اہل سنت کفار او منافقین کو دینا جایز رکھتے پس ثابت ہوگیا کہ پیغمبر خدا بھی کفار و منافقین

سی نہایت راضی تھی بلکہ خدا نے بھی انہین کی شان مین رضی اللہ عنہم فرمایا ہوگا مگر دوست جہان فروز قرآن سوز حضرت عثمان سی شاید یہ فقرہ چلگیا **قولہ** ایسا شاہد عادل ہی **اقول** شیعون کے نزدیک شاہد کاذب ہی مگر لاریب کہ شاہد دلفریب بصد زینت و زیب دلبر دلربائی اہلسنت ہی کہ مخول شیعہ کا ہمیشہ محل نظر رہتا ہے **قولہ** کسی معاملہ مین ایسی دق اور زچ نہین ہوئے **اقول** الحق یعلو ولا یعلی

وجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا شیعہ کبھی کسی معاملہ مین دق نہین ہوئے بلکہ سنیون کو ایسا دق کرتے ہین کہ اونکو تپ دق ہوجاتی ہے ایک ہی چھری مین سو ہزار سنیون کو بہکا دیتے ہین کسی شیعہ سے آپ نے زچ ہونیکا اقرار نہ سنا ہوگا بخلاف سنیون کے کہ ہم اقراری ہین اور اپنی زچ ہونیکا اقرار کرتی ہین دیکھیئے بڑے محدث شاہ عبد الحق دہلوی صاحب کو کہ شرح مشکوۃ شریف مین فرماتی ہین کہ مقدمہ باغ فدک بڑا مشکل مقدمہ ہی کہ بہت بعید ہے کہ حدیث لانرث ولا نورث کو فاطمہ زہرا نجانتی ہون اور اگر فرض کرین کہ نجانتی تہین تو جب حضرت ابوبکر نے اونسے کہا تو اوسکی تصدیق کیون نکی اور تا دوام الحیات اونسی خفا کیون رہین اور اگر جانتی تھین تو پھر ایسا دعوای بیجا کیون کیا انتہی محصل کلامہ اسی طرح ہزارون مقام پر اپنے دست پاچہ ہونیکی مقر ہین مثل حدیث اثنا عشر خلیفہ او امیرا او اما کہ فاضل رشید نے صاف صاف لکھدیا اسکا مطلب حل نہین ہوتا معلوم نہین کون لوگ مراد ہین وغیرہ وغیرہ کبھی زچ بچ ہونا اسکو کہتی ہین نہ یہ کہ شیعہ جو ہر جگہ دندان شکن جواب دیتی ہین اور آپ اپنی بھائیون جلاہے دہنیے قصائیون کے فریب دینی کی لئی کہی جاتی ہین کہ شیعہ خوب زچ ہوئی سبحان اللہ کسقدر آپ سچے ہین کیون نہو کا ذبین خاسرین خائنین کے مریدین ایسے ہی ہوتی ہین بہر حال با قرار آپکے شیعون کا ہر جگہ غالب ہونا باستثناء اس بحث کے بخوبی ثابت ہوا انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ الحق آپ لوگون پر یہان بھی ہویدا ہوتا ہے **قولہ** عبد اللہ ابن سبا کے زمانہ سی **اقول** سنیون فی عبد العزی ابن ابی قحافہ کے زمانہ سے جناب قبلہ و کعبہ شیطان یعنے مولوی صاحب کے وقت تک اس معاملہ مین کیا کیا رنگ بدلے ہین اور کیسی کیسی اکاذیب باطل لاطائل گڑھی ہین

کبھی اُنہی ام کلثوم خیالیہ کو بالغہ رشیدہ بتلاتی ہین اور زید بن عمر کو اوسکی بطن سی ٹہراتی ہین حالانکہ پیشتر ہمنے
چند کتب اہلسنت سی ثابت کر دیا کہ زید بن عمر جنا ہوا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا جو ایام جاہلیت سے
خلیفہ کی جورو تھی نہ ام کلثوم دیگر کا اور کبھی ام کلثوم کو چار یا پانچ برس کی لڑکی بتلاتی ہین اور شصت سالہ عمر
مین یہ عقد کراتی ہین اور تریسٹھ برس کی عمر مین عمر کو سپرد زمین ہوجانا بتاتی ہین اور کبھی اسی سات
آٹھ برس کی مدت اور سن مین لونڈی بھی بغیر وضع لڑکی یا ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی پیدائش کے
قائل ہوتے ہین کبھی گلی لگانے اور بوسہ لینے اور ساق پا کھولنے کی بدولت عمر کو زانی بالیدین و العینین
بتاتی ہین کیونکہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے العینان تزنیان والیدان تزنیان والرجلان تزنیان کما
فی تفسیر الرازی کبھی خود علی کو جبراً و قہراً اسکا متکفل بناتی ہین کبھی عباس سی یہ عقد کراتے ہین کبھی امام حسن
اور عباس سی اسکا مشورہ دلاتے ہین اور امام حسین و عقیل کو اس سی بہت ناخوش بتلاتے
ہین بلکہ عقیل کو اس غصہ مین لاتے ہین کہ کلمات غیر مناسب اونکی زبان سی نکلواتے ہین جیسا کہ ذخائر
العقبیٰ اور صواعق اور ازالۃ الخفا سی ظاہر ہے اور کبھی بعد بہت حیلون کے اور عذرون کی ناچاری
وقوع اسکا ظاہر کرتے ہین کبھی بخوشی خاطر کہتے ہین اور کمال خلت و محبت اوسپر متفرع کرتے ہین
غرض عجب رنگ ہین عجب عجب گل بوٹے ہین بڑی بڑی کھیل بڑے بڑے تماشے ہین **قولہ** کسی نے
اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے **اقول** نسبت بنت حضرت فاطمہ کے حقیقۃً ایسا ہی ہے جمیعا
و فرادی سبھی منکر ہین نہ نسبت ام کلثوم بنت ابی بکر یا ام کلثوم دیگر **قولہ** کوئی ام کلثوم کے بیٹی نہ حضرت
ہونیکا منکر ہوا ہے **اقول** اسکا کوئی منکر نہین ہی کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیرؑ
و جناب سیدہ نہ تھین یا حضرت کی کوئی صاحبزادی اس نام کی نہ تھین باقی رہا حضرت ام کلثوم
بنت جناب سیدہ و جناب امیرؑ کے زوجہ عمر ہونے سے بھی منکر ہین حقیقۃً کوئی شیعہ اسکا قائل نہین اور
خود روایات اہلسنت سے بھی ثابت نہین **قولہ** کسی نی نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا ہی **اقول**
مراد وہ غصب نہین ہی جو سفاح ہو بلکہ غصب سی مراد نکاح جبری ہی کہ بلا طیب خاطر اولیا نکاح
واقع ہوا **بلیل قولہ** سئل عن نکاح ام کلثوم اور پھر بھی فرضاً و تنزلاً ہی نہ حقیقۃً و تحقیقاً باعتبار

فرض کر لیجئے تمہاری ہی احادیث کا ذبہ کی کہ جنین فرض کرنکاح بجبر و اکراہ ہی نہ بخوشی خاطر حسب دلخواہ کما سیجیئے
قولہ کوئی بعد نکاح کے ہم بستر ہوئے **اقول** تمہاری بیان خود ہما یہ السعد امین جزانہ جہلا لیہ سے یہ
روایت ثابت ہے کہ صغر سنی میں ام کلثوم نے عمر کے گھر مین وفات پائی قبل از ہم بستری پھر شیعہ جو تمہاری
جواب مین تمہاری جوتی تمہاری سر پر مارین تو کیون روتے ہو علاوہ بران یہ تقریر فرضی و تنزلی
شیعوں کی بنظر اون احادیث سنیہ کے ہے کہ سن و سن مفروضہ لڑکی کا چار یا پانچ برس کا اور بڈھا کھوسٹ
ساٹھ برس کا تہا جو خود ہی بقول تمہاری اقرار کرتا تھا کہ انی لا ارید الباۃ یعنی مین کسی طرح کی خواہش نہین رکھتا
چنانچہ ایکدفعہ ایک لڑکی جو انکو پسند آئی تو اپنے نام نہاد لڑکو نکو بلا کر کہا کہ یہ لڑکی تو بہت خوب ہے
مگر ہم کیا کرین کہ ذرا بھی قوت ہم مین نہین تم ہی لوگو نسے کوئی اس مرغوبہ سے عقد کر لے **قولہ** کوئی کہتا ہی
کہ جنیہ بشکل حضرت ام کلثوم کے حضرت عمر کے پاس آتی تھی **اقول** یہ بھی فرضاً و تنزلاً ہی یعنی اگر بالفرض
نکاح عمر ہوا تو کوئی جنیہ شیطانہ بجوابہ شیطان تھی نہ بنت سید الانس والجان اور یہ بعینہ مثل ویسی ہی ہی کہ
امام علیہ السلام نے تفسیر بل فعلہ کبیرہم مین فرمایا ای فعلہ ان کانوا ینطقون یعنی بڑی بت نے سب بتون کو
توڑا ہی اگر یہ بت گویا ہوں پس یہ قضیہ شرطیہ ہی کہ اگر بت ناطق ہین تو بڑی بت نے توڑا ہے
اوسی طرح سے بیان بھی مقصود یہی ہی کہ اگر نکاح ہوا تو جناب امیر نے فلان مقام کی جنیہ بلوائی تھی جیسا کہ آئندہ
آویگا کہ محصل کلام امام علیہ السلام یہی ہی کہ جناب امیر کیا استعداد تھی کہ کسی جنیہ کو اونکی صورت پر متشکل
کرتے لیکن حقیقت مین نہ نکاح ہوا نہ جنیہ آئی جیسے نہ بت ناطق تھے نہ کسر اصنام فعل کبیرہم تھا اور ہی
کلام بلاغت نظام منتہی سخن کو نہ پہونچا اور جو خود سمجہا اوسنے بیان کیا جسطرح جسے آیہ مذکورہ مین اہلسنت نے
منتہی سخن کو نہ پایا اور اس بات کو ایک کذب کذبات ثلثہ ابراہیمی سی ٹھہرایا جیسے صحاح سقام مین ناقل ہوئے
قولہ کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجہ کے صبر کا نتیجہ کہا ہے **اقول** یہ بھی جواب بفرض و تسلیم وقوع
نکاح غیر واقع فی الواقع ہی **قولہ** کسی نے اسکو تقیہ پر ڈالا ہے **اقول** ہان یہ بھی فرضاً و تنزلاً ہی اور چونکہ
صبر تقیہ تہا اور تقیہ بسبب صبر ہر ایک کو وجہ جداگانہ قرار دینا عین حماقت ہی و اس سی بڑھی حماقت یہ ہی
ہر ایک جواب کو ایک ایک شخص کا جواب جداگانہ ٹھہرانا حالانکہ یہ کل جوابات کل شیعوں کی طرف سے برتقدیر

فرض وتسلیم وقوع نکاح غیر واقع فی الواقع ہین یعنی ہم اگر اسکو فرض بھی کرلین تب بھی ہم سینکڑون بیس ہزار جواب دیسکتی ہین کہ

وہ ہین سنگ بلقمہ دوختہ بہ۔ کما نتک اہلسنت معاویہ عاویہ عوعو کرینگے کسی ایک تھپری تو اونکی دندان شکنی

ہوجاویگی **قولہ** ہرچال ہر شخص کا جدا ترانہ ہے **اقول** ابھی ہمنی بیان کیا کہ نہ کوئی جدا ترانہ ہے نہ جدا فسانہ

بلکہ سب جواب ایک ڈھنگ کے ہین کہ مبنی بر تنزل وفرض وتسلیم ہین اور جواب اصلی حقیقی عدم ثبوت النکاح

بلکہ ثبوت عدم النکاح ہی ہان حضرت مخاطب کا عجب نیا ترانہ اور نیا فسانہ ہی کہ اونکے بے تال وسُر

کے نغمہ سرائی اور ترانہ سنجی سُن سُن کے تمام عالم کے عالم وجاہل قابو سے نکلے جاتے ہین اور گویا نبیذ

عمری کے نشہ مین آکر ہر بن موی صد تحسین و ہزار آفرین فرماتے ہین **شعر** ایک ہم ہی تیری نخرون سی

ہنستے نہین صنم ہے کبک بھی تو قہقہہ زن کوہسار مین **قولہ** اب مین علمای شیعہ کے اقوال مختلفہ

بیان کرتا ہون **اقول** کل شیعونکی اقوال متفق ہین یہان اقوال مختلفہ کہان سی آئے سب یہی کہتی ہین کہ

جواب تحقیقی عدم الثبوت بلکہ ثبوت العدم ہے اور جواب فرضی تنزلی کی بیس ہزار توجیہین ہوسکتی ہین

کسی نی ایک دو پر اکتفا کی کسی نی دس پانچ بیان کین اسکو اقوال مختلفہ کہنا خوش فہمی مخاطب والاخطاب

ہی **قولہ** پہلا قول بعض متعصب شیعون نی اس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے **اقول** کل شیعون نے

ثبوت سے اس نکاح کے انکار کیا ہے اور کسی نے اقرار نہین کیا چنانچہ شافی مین جناب سید مرتضی

نے اسکی طرف اشعار بھی فرمایا ہے کہ شیعہ وسُنّی مین ہمیشہ سی اس نکاح کے بارےمین اختلاف ہی وشیعون

نے اقرار کیا ہی کہ شیعہ منکر نکاح ہین مگر ہماری علمانی فرضا وتنزلا جوابات دندان شکن دیے ہین اور

اکثر علمانے اسی طریقہ پر اکتفا کی ہی بنظر اسکے کہ تقریر تنزلی چونکہ بفرض قول مخالف ہی ابلغ فی الالزام

واکد فی التبکیت والتوبیخ واشد فے الاسکات للخصم ہوتی ہی کما لا یخفی علے من لہ عقل سلیم وطبع مستقیم

قولہ اپنی ایک رسالہ مین لکھتی ہین **اقول** چونکہ حضور والا کا دارومدار صرف ازالۃ الغین کی چورے پر

ہی اور بوجہ قلت فرصت یا عدم تحمل صعوبات اوسکا مطالعہ بھی من اولہ الی آخرہ نصیب نہین ہوا اسیوجہ سے

نہ آپ کو قائل کا نام معلوم ہوا نہ کتاب کا نام یا حضرت سنیے رسالہ کا نام تشیید مبانی الایمان ہے

جو بجواب ابصارۃ العین مولوی حیدر علی کفش دوز لکھا گیا ہی اوسکی مصنف مولوی سید باقر صاحب

Presented by Ziaraat.Com

ابن سلطان العلما جناب مولانا السید محمد صاحب قبلہ وکعبہ اعلی اللہ مقامہ نے ابن اپنی حیدر علی کی فریب دہی اس
رسالہ اور اس قول کے نسبت جناب قبلہ وکعبہ کے طرف کی ہی دیکھی ہین کی غلطیان آپکی ہوین اسبب لیئے کہ
آپ نے نقل عبارت مین بھی خیانت اور حق پوشی کیا ہے کہ نام شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ کا جو اوستاد
جناب سید مرتضی طاب ثراہ تھی نکالڈالا ہے اسلیئے کہ چونکہ جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے بعض کتب مین فقط
جواب تنزلی پر اکتفا کی ہی آپ نے بلا فہمی یہ سمجھی کہ یہی جواب تحقیقی ہی اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنے
ایک رسالہ خاص مین جو کثیر الوجود اور اکثر کتب خانون مین موجود ہی اوسمین بشد و مد انکار بلیغ کیا ہے
اور مکار نابکار زبیر ابن بکار کے جو اصل راوی اس حدیث کا ہی خوب ہی حجت توڑی ہی کہ کبھی وہ نقل کہتا ہی
کہ علی خود متولی اس نکاح کے تھے اور کبھی متکفل اوسکا عباس کو بناتا ہے اور کبھی برضا و رغبت روایت
کرتا ہی اور کبھی بجبر و اکراہ حکایت کرتا ہی غرض بمقتضائی آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد تناقض باتین
بناتا ہے پھر اوسکا کلام سراپا ملام کب قابل اعتبار عند اولی الاحلام والافہام ہو سکتا ہی بالجملہ اس
انکار شدید کا چونکہ حضرت مخاطب کو کوئی جواب نہ سوجھا اسلیئے اصل عبارت رسالہ قبلہ وکعبہ مین اس
نام نامی اور اسم گرامی کو ساقط کرکے فقط سید مرتضی رکھ لیا اور جناب سید کا انکار کرنا ایک
رسالہ جداگانہ مین ہی لیکن وہ رسالہ بالفعل ہمکو تلاش سی نہین ملا مگر اوسکی بعض عبارات کو بعض
محققین نی اپنی کتاب مین نقل کیا ہے اور وہ کتاب جناب مولانا السید حسن دام اللہ ایامہ کے پاس
موضع [illegible] ضلع سارن مین موجود ہی کہ اوسمین جناب سید کی عبارت منقولہ مین الاولی انکار اصل الروایۃ
کیا ہوا ہے پھر جناب سید کا کتاب شافی یا تنزیہ مین بنائی جواب اوپر تقریر تنزلی و فرضی کے
الزاما للخصم رکھنا دلیل اسکی نہین ہی کہ انہون نے انکار اصل روایت سی نہ کیا ہو **قولہ** صحیح نہین ہی **اقول**
بہت صحیح ہی اور آپکا کلام صحیح نہین اور آپکی دلیل بہت علیل اور آپکا دماغ بھی علیل ہی آپ اپنی دوا کیجیے
شاید تقویۃ العقل الطائر فائدہ کرجائے **قولہ** دوسرا سید مرتضی رازی **اقول** یہی وہی کفش دوز کی تقلید ہی
کہ جسکو خود تحقیق سی کوئی سروکار نہ تھا اور نہ صاحب تبصرہ شیخ مرتضائی رازی علیہ الرحمہ مین نہ سید مرتضی
علم الہدی علیہ الرحمہ مثل شافی و تنزیہ **اقول** ہان انمین بنائی جواب اوپر فرض اور تنزل کے ہے بنا بر فرض اون

Presented by Ziaraat.Com

روایات اہلسنت سے جسمین وقوع نکاح بجبر و اکراہ موجود ہے اور اس سی لازم نہین آتا ہی کہ یہی جواب تحقیقی ہو بلکہ یہ جواب الزامی ہی **قولہ** مجتہد صاحب کے قول کی تکذیب کے لیے پیش کرتے ہین **اقول** ہم بھی آپ کے سمجھ پیش کرکے آپکو زیر کرتے ہین کہ اگر کہین اس عبارت مین تصریح اسکی ہو کہ یہ جواب تحقیقی ہی تو آپ سچے ہین ورنہ حضور والا اکذب الکذابین اور مصداق علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ہین **قولہ** نے اس عمر کے ساتھ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا **اقول** یہ بطیب خاطر قبول ہونا بنا بر فرض تھا ہی روایتون کے ہے جسمین مضمون جبر و اکراہ کا ہے **قولہ** فنہا حضرت عباس نے بھی بخیال فتنہ و فساد سمجھایا **اقول** جن لفظون کا یہ ترجمہ آپ فرما رہی ہین وہ لفظین جو عبارت آپنے نقل فرمائی اوسمین تو نہین ہین شاید یہ الفاظ حضور کے الیف بطن کی تصنیف ہونگے معلوم نہین کہ اوس تصنیف شریف کی کتاب شریف مین کیون نہ درج کیے اور اگر تھی تو ترجمہ مین کہانسے اگئی **قولہ** اس تحریر کو سید مرتضی کی **اقول** اس تحریر کے کسی لفظ کو دلالت اسپر نہین ہی کہ یہ جواب تحقیقی ہی بلکہ یہ جواب علی الفرض و التسلیم الزاماً للخصوم ہی کما نہا سابقاً فان الجواب التسلیمی اتم و ابلغ الزاماً و تبکیتاً و اسکاتا **قولہ** اور بہت سی احادیث انہون نے اس قول کے ثبوت مین بیان کیی **اقول** ہان بیان کیی ہین مگر سب مطابق احادیث سنیہ ہین کہ الزاماً للخصوم بیان کیی ہین اور بدیہی ہی کہ کوئی شخص خاص اپنی احادیث سی الزام خصم نہین دیسکتا گو اس حماقت مین شاہ صاحب دہلوی اور اونکے والد ماجد گرفتار ہین اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ جناب امامیہ اپنی مذہب کے اخبار احاد کو حجت فی العمل نہین سمجھتی فضلاً عن الاعتقاد تو سنیون کے احادیث مکذوبہ موضوعہ مجعولہ کو کب قابل اعتقاد سمجھین گے یہی بات ایک پوری دلیل ہماری ہی اسکی کہ جناب سید علیہ الرحمہ نے جو اس بارہ مین تحریر فرمایا ہی حتماً و جزماً و یقیناً بفرض قول مخالف الزاماً للمخالف ہی نہ حسب اپنی اعتقاد کے اور جب بفرض قول مخالف بیان فرمایا تو اس سی سمجھ لیا گیا کہ فی نفسہ وہ منکر وقوع نکاح فی الواقع ہین گو فرضاً و تسلیماً اوسکے وقوع کے وجوہ بیان کرین چنانچہ اول دلیل اور برہان قوی اسکا کہ یہ جواب فرضی و تسلیمی ہی جملہ اخیرہ اوس عبارت شافی کا ہی کہ جناب سید بعد اس جواب تسلیمی کے فرماتی ہین فیہ الخلاف فیہ مشہور یعنی اختلاف اس بارہ مین درمیان شیعہ سنی کے مشہور ہی جس سی بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جناب سید نے محض بطور فرض و تسلیم جواب دیا ہی اور وجوہ عقلی ہی معتقد ہونیکو بھی

مضر اہلسنت بیان فرمایا ہے اس آپ کی کمال ظلم و تشدد و خلیفہ دوم ظاہر ہوا ورنہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ اختلاف فریقین کا اس مسئلہ مین نہایت مشہور جسکی نہ لکھنے کی ضرورت ہی نہ بیان کرنیکی حاجت غرض شیعون کا انکار اس عقد سے اور سنیون کی مخالفت اسدرجہ مشہور ہے کہ محتاج اظہار نہین اس لیے اون وجوہ انکاری اور اوسکی دلیلونکو نہ لکھا صرف جواب تسلیمی کے وجوہ بیان فرمائے کہ باوصف تسلیم ہماری مضر نہین واضح ہو کہ چونکہ یہ جملہ مختصر تمامی تمامات اہلسنت کو مثل ریح عاصف اڑا دیتا ہی اسوجہ سے مولوی حیدرعلی نے خیانت کرکے نقل مین خیانت کی اور اس جملہ کو نہین لکھا ہماری مخاطب جنہون نے شافی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی کفش دوز کی صرفت مین گول کھا گئے ورنہ شاید اس لن ترانی سے تکذیب جناب قبلہ و کعبہ طاب ثراہ کا دعوی نہ کرتے **قولہ** بیچارہ سید مرتضی حضرت عمر کے نکاح کا منکر نہین **اقول** بیچارہ موچی فیض آبادی کہاں سے اتنی لیاقت لایا کہ جناب سید رہ کے کلام کو سمجھے آپکو اسقدر بھی نہین سوجھا کہ جناب سید مطابق احادیث اہلسنت جبر و اکراہ ثابت فرماتے ہین اور رادی پر بنا کرکے جواب الزامی دیتے ہین اور آخر مین جواب تحقیقی لکھتے ہین کہ وہ اختلاف فیہ مشہور **قولہ** بلکہ اوسکا ہونا قطعی و یقینی جانتا ہے **اقول** کوئی امر الزاماً فرض کر لینے سے قطعی و یقینی نہین ہو جاتا اگر یقینی جانتے تو سنیون کے مطابق احادیث ذکر نہ کرتے بلکہ اپنی کوئی حدیث بیان فرماتے اور بنا بر اپنی رائے کے کہ احاد کو مطلقاً حجت نہین جانتے اوسکے تواتر کو بھی بیان فرماتے و اذ لیس فلیس **قولہ** برضامندی اونکی بیان نہین کرتا **اقول** بنا رضامندی کہنا بنا بر احادیث اہلسنت کے ہی ورنہ اپنی اعتقاد کے بیان مین ذکر احادیث اہلسنت کی کیا ضرورت تھی **قولہ** اور انکار وقوع اصل واقعہ سے دوسرا امر ہے **اقول** ہان دوسرا امر ہے مگر عدم ثبوت اقرار انکار کی لیے کافی ہی اس لیے کہ ثبوت اقرار بنا بر فرض احادیث سنیہ کے ہے اور کل شیعہ کے نزدیک احادیث سنیہ باطل ہین پس کل شیعہ منکر وقوع اصل واقعہ ٹہری و منہم جناب السید علی اللہ مقامہ **قولہ** خود سید مرتضی کی تحریر او خود اونکے والد ماجد کی تقریر سے غلط ٹہرا **اقول** نہ خود سید کے اور نہ اونکے والد کی تقریر سے غلط ٹہرا جیسا کہ آپ نے مشرح بیان کیا البتہ خود مخاطب اور اونکے والد ماجد روحانی اخی حضرت موچی صاحب کی تقریر نافہمی و نادانی سے غلط ٹہرا ہے اس سے کیا ہوتا ہے ع کافر ہمہ را بکیش خود میداند

قولہ سید صحیح ہی اقول کسیقدر رسے کیا سنئے پھوٹے منھ سے کیون نکلا کہ ان بالکل صحیح سے
قولہ چنانچہ منجملہ منکرین اس قصہ کے اگلے علمای شیعہ میں ہی اقول لفظ منجملہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ متقدمین
علمای شیعہ میں بہت سے لوگ منکر اس قصہ کے ہین کہ منجملہ اونکی قطب الاقطاب ہین اور جس قصہ کے علمای متقدمین
شیعہ منکر ہوں متاخرین علمای شیعہ بدرجہ اولی منکر ہونگے یہی ایک دلیل کافی و وافی ہی اس بات پر کہ بعض
متاخرین کو اسکا قائل سمجھے ہین وہ سب بفرض تسلیم قول مخاصم قائل ہین نہ فی الواقع قائل ہین قولہ اور
ترجمہ اوسکا یہ ہے اقول اس حدیث کو جناب قطب راوندی علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق سے نقل کیا
ہے اور دلالت صریحی کرتی ہی اوپر انکار وقوع نکاح کے اور امام حضرت نے کل راویان حدیث وقوع
نکاح کو کاذب اور گمراہ از راہ راستی فرمایا پس یہ حدیث منافی و معارض حدیث اول فروع کتاب
مناکح ہے کہ جس میں نہ ذکر بنت علی ہی نہ بنت فاطمہ ہے اور اوسکی سند بھی ضعیف اور راوی بھی
مجہول اور دلالت اوسکی اوپر وقوع نکاح کے حقیقۃً نہیں ہے بلکہ اگر ہے بھی تو فرضاً ہے جیسا کہ
عنقریب معلوم ہوگا پس معارض قوی کے سامنے ضعیف قابل اعتبار نہیں ہے اور لااقل اذا تعارضا
تساقطا ہوگا اور حکم الاصل فی الحوادث العدم دلالت اوپر عدم ثبوت نکاح کے کریگا فلیکن حسب ہذا
ذکر قولہ سراسر باطل ہی ور بروایات ائمہ کرام نکاح کا ہونا ثابت ہی اقول حضور والا کا قول البتہ
از سر تا پا باطل اور حلیۂ صدق سے عاطل ہی اور کسی روایت ائمہ کرام سے وقوع نکاح حقیقۃً ثابت
نہیں اور اگر کسی روایت کو دلالت ظاہری ہی تو وہ مثل آیات و روایات تشبیہ و تجسیم کے
ماؤل ہی یا بسبب ضعف سند کے اور معارض قوی کے مطروح ہے قولہ چنانچہ ہم اسکو انکی احادیث
اور قصہ اوسکا تمام ثابت کرتے ہین اقول کچھ موچی صاحب اور بساطی صاحب نے ثابت کیا کچھ تم
ثابت کروگے دیکھو پہلے سے کہی دیتی ہین کہ ہر جگہ منھ کی کھاؤگے اور حضرت عمر کی فضیحتی کراؤگے اور اونکی
مولود شریعت میں اونکی عدم الیاقت کا راگ گاؤگے اور بعد بہت ناچنے کودنے کے سوای ثلثہ کے کچھ نہ پاؤگے

قال المخاطب العلام ہداہ اللہ سبل السلام

ثبوت نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت فاروق کے پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں
اس نکاح کا اقرار کیا ہے اور ان لفظوں سے اسکی صحت کو اظہار فرمایا ہی اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہ شیعہ سے ہی اوسکا شارح ابو القاسم قمی شرح شرایع میں جسکا
نام مسالک ہی صاحب شرایع کے اس قول کے نیچے کہ یجوز نکاح العربیہ بالعجمی والہاشمیہ غیر الہاشمی وبالعکس
فرماتا ہی کہ زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر کہ نکاح کیا علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا ساتھ عمر کے تیسرا ثبوت ابو الحسن علی
بن اسماعیل شیعی اثنا عشری کی نسبت امام اعظم امامیہ کے خلاصۃ الاقوال میں فرماتے ہیں کہ وہی پہلا
شخص ہی جسنے موافق قاعدہ علماء کلام کے مذہب اہلبیت کے اثبات میں گفتگو کی ہی وہ بھی اس نکاح کے ہونیکا
مقر ہی چنانچہ اوسکی اس قول کو قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں نقل کیا ہی اور ہم ازالۃ الغین
میں اوسکو نقل کر چکے ہیں او را از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است جواب داد کہ داون
دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و بزبان اقرار
بفضیلت رسول می کرد و دران باب غلظت و فظاظت او نیز ساطع بود چوتھا ثبوت مجالس المومنین
میں لکھا ہی کہ بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ام کلثوم کا دوسرا نکاح ساتھ محمد ابن جعفر طیار کے
ہوا و ہذا عبارتہ محمد بن جعفر الطیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود پانچواں ثبوت تہذیب میں جو نہایت
معتبر کتاب حدیث کے مذہب امامیہ میں ہی لکھا ہے کہ حضرت عمر کی اولاد ام کلثوم کے بطن سے
ہوئی اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام زید بن عمر تھا اور یہ روایت بسند ائمہ کرام کے اس محدث
نے بیان کی ہی کہا قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال
ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم
یورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعا چھٹواں ثبوت قول سید مرتضی کا جو شافی اور تنزیہ الانبیاء
میں لکھا ہی و جسکو کشمیری نے اپنی کتاب نزہہ میں بجواب تحفہ کے اور مجتہد صاحب نے مواعظ حسینیہ
میں نقل کیا ہی اور جسکو ہم اوپر بیان کر چکے انہ علیہ السلام ما اباح عمر اسکے نکاح ابنتہ الا بعد توعد و تہدد

ساتواں ثبوت کتاب کافی میں ملا یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ کسی نے امام جعفر صادق سے اس نکاح کا حال پوچھا تو آپ نے
جواب دیا کہ یہ اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم اہلبیت میں سے غصب کی گئی ہے آٹھواں ثبوت مصائب
النواصب میں لکھا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہ نکاح جبر و اکراہ سے ہوا غرضکہ روایت نکاح حضرت ام کلثوم شیعوں کی
کتب احادیث و اخبار اور فقہ و کلام میں اس کثرت سے مذکور ہیں کہ کسی طرح اوس سے انکار نہیں ہو سکتا
اور ایسی متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اہل انصاف اس فرقہ کے تعصب و عناد کو دیکھیں اور انکی بیجا بیانی
کو ملاحظہ فرماویں کہ باوجودیکہ خود ہی آئمہ کرام علیہم السلام سے اس روایت کی صحت کا اقرار کریں اور اپنی احادیث
کی کتابوں میں سنداً اوسکو روایت کریں اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سے استخراج فرماویں اور نہ ایک شخص
بلکہ خلفاً عن سلف و اباً عن جد بطور میراث کے اس روایت کی صحت بہ سند صحیح نقل کرتے آویں اور اوسکے
توجیہات سے سیکڑوں ورق سیاہ کریں اور پھر بھی بعض حضرات بغیرت اور انصاف کو چھوڑکر بیساختہ اس رشتہ
کے غلط ہونیکا دعوی کریں اور اصل واقعہ کے منکر ہو جاویں اور یہ نہ خیال کریں کہ اگر ایک دن یا ایک
ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح میں حضرت عمر کے رہتیں اور کسی کو خبر نہ ہوتی اور اوسکی شہرت بدرجہ
تواتر نہ پہونچتی تو شاید کوئی موقع انکار یا تکذیب کا ہوتا لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزائے
خانہ فاروق ہوئی ہوں اور تاحیات اونکے اونکے نکاح میں رہی ہوں اور اون سے اولاد بھی ہوئی ہو
اور اونکی بیٹی کا نام بھی زید بن عمر خطاب رکھا گیا ہو اور بعد حضرت عمر کے مرنے کے اونکا نکاح جعفر طیار سے ہوا ہو
تو ایسے متواتر اخبار کو کون چھپا سکتا ہے اور آفتاب روشن کو کف دست سے کون پوشیدہ کر سکتا ہے
ہمنے یہ جو کچھ بیان کیا ہے یہ اپنی عالموں کی قول کو نقل کیا ہے نہ اپنی کتابوں کے سند لائے ہیں بلکہ جو کچھ حضرات شیعہ نے
فرمایا اور جو کچھ اونکے محدثین اور علماء نے تحریر کیا وہی ہمنے نقل کیا اور ایسی ہی ثبوت نکاح کا دیا پس اگر
باوجود اس ثبوت کے بھی کوئی اس نکاح سے انکار کرے تو وہ تواتر کا منکر ہے

بقول المتمسک بولایة علی بن ابیطالب علیہ السلام

حضور والا کیا جلد بات کو بھول جاتے ہیں ابھی تو ماشاء اللہ سن خرافت کو بھی نہیں پہونچے اسقدر نسیان

کیونکر غالب ہو گیا یہ خیال کسار کہ کمال انکسار عرض پرداز ہی کہ حضور نے ابھی تو ابتدائی بحث مین فرمایا تھا کہ
خاص بیٹی فاطمہ کی تھین مگر آپکے دلائل مین نظر کرنے سے خاص بیٹی علی کا ثبوت بھی نہین نکلتا خاص بیٹی فاطمہ کا
ثبوت کیونکر ہوگا چنانچہ اول دلیل آپکی جسکو سر دلائل آپنے ٹھہرایا ہی خاص بیٹی فاطمہ کا اوسمین ذکر بلکہ خاص
بیٹی علی کا بھی ذکر نہین جیسا کہ ابھی آپکو معلوم ہوا جاتا ہے قولہ پہلا ثبوت قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین
مین اس نکاح کا اقرار کیا ہے اقول حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ کتب احادیث او فقہ اور کلام سے
ثابت کرتے ہین یہ کتاب مجالس نہ کتب احادیث سے ہے نہ فقہ و کلام سے بلکہ کتب رجال سے ہی بہت اچھا
یہی سہی جو آپکے دعوی کا ثبوت کر دی وافی کافی ہو قولہ اقرار کیا ہے اور ان لفظون سے صحت کو اظہار
فرمایا ہے اقول ہان حضور اقرار بھی ہی اور صحت کا اظہار بھی ہی اور سوچیے صاحب اور اوسکے
چیلون کا اسی پر افتخار بھی ہی اگر عقل کا فتور اور فہم کا قصور ہی کہ اقرار فرضی کو اقرار حقیقی بناتے ہین اور انکار
حقیقی کو اقرار فرضی ٹھہراتے ہین بیان واضح اسکا یون ہی کہ نبی کو عثمان کے تئین دختر دینا ایک امر فرضی
ہے اسیطرح علی کا عمر کے تئین دختر دینا بھی فرضی ہی اسلئے کہ شیعون کے نزدیک سوائی جناب سیدہ کے
کوئی خاص بیٹی پیغمبر کی نتھی اور بیٹیان کفار اور منافقین کو دیگئین اونمین کوئی بیٹی حقیقی نتھی بلکہ سب بیٹیان
مجازی یعنی ربائب اور تربیت کردہ رسول اللہ تھین اور اسپر استدلال کیا ہے شیعون نے ساتھ
قول جناب امیر علیہ السلام کے تفسیر آیت قرآنی ہدایہ تجلیات و صمدا تمین کہ اسرار ہی کہ خداوند تعالے نے
خاص میرے واسطے کیا ہی کہ مین ہی داماد بسبب صہر رسول اللہ ہون اور جو کوئی دوسرا صہر رسول
ہی وہ کذا ہین اور رضا لیس فی الدین ہی بر تقدیر اس کلام بلاغت نظام سے جناب علامہ شوستری کی
یہ ٹھہری کہ تمنے فرض کیا بنا بر تمھارے عقیدے کے کہ ولی نے اپنی دختر ایک منافق کو دی تو کیا قباحت ہی
کہ بنا بر تمھارے عقیدے کے نبی نے بھی اپنی دختر ایک منافق کو دی تھی اور بنا بر اعتقاد شیعہ نہ نبی نے
دی نہ ولی نے دی اور لفظ اگر جو اسکے قول مین ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر داد اسی مطلب کو
پکارتا ہے اسلئے کہ یہ لفظ موضوع واسطے فرض کے ہی اور یہ فرضی اقرار دلیل ہی اوپر حقیقی انکار
کے ورنہ بنا اوسکی اوپر امر فرضی کے رکھنا ایک امر لغو ہوتا ہی او بعلی التنزل کہسکتے ہین کہ جسطرح نبی کی

بیٹی مجازی عثمان کو دیگئی اسیطرح علی کی بیٹی مجازی عمر کو دیگئی کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر تھی
کما قیل وقد مر پس اس عبارت سے تو خاص بیٹی علی کی ہونا بھی نہ ثابت ہوا خاص بیٹی فاطمہ کی کہاں سے نکلا حالانکہ
ابتدائی کلام میں اپنی خاص بیٹی فاطمہ کے فرمایا تھا خدا کیواسطے اتنی تو کچھ شرم کیجیے جیسے عثمانی کو کام فرماتے اور سر جھکاتے اور
اپنے اونٹ کی گردن بچار کے نیچے اپنے کسطرف کے منھ سے خاص بیٹی فاطمہ کا دعوی کیا تھا کہ حضور کے دلیل مثل ایسکے
کو شتر کیطرح اوڑا دیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کتفشین ندامت کی شاہت کا نقش دو دستی سر مبارک پر پڑ گئی ہوگی یقین
ہے کہ بھیجے تک چوٹ لگی ہوگی آپ ایسے ذری آپکا سر سہلا دیں یا کہ وجھاڑ دیں مگر پھر ایسا کام نہ کیجیے گا اور رہو ہو اب
کے کھیلوں اور ٹاٹ بافیوں کی طرف نہ جایئے گا اور اونکی سجادہ ٹیکا اونہیں کے مریدوں کے لیئے
چھوڑ دیجیے وانا ارسلنا الشیاطین الی الکافرین تؤزهم ازا قولہ دوسرا ثبوت شرایع جو مشہور کتب فقہیہ
شیعہ سے ہے اوسکا شارح ابو القاسم قمی شارح شرایع ہیں جنکا نام مسالک ہے اقول یہ جو شرح کہتے ہیں
سے ہی ورنہ لیجا ہے الایا ایہا الساقی اور کاسا وناولہا نہ مولانا ابو القاسم قمی شارح شرایع ہیں نہ نام اونکی
شرح کا مسالک ہے مسالک جناب علی القاسم حضرت زین الدین شہید ثانی اعلی اللہ مقامہ کی ہے اور جناب
محقق ابو القاسم علی طاب ثراہ مصنف شرایع الاسلام ہیں نہ مولانا ابو القاسم قمی صاحب قوانین اور علی
فی بھی شرایع کی نسبت جناب محقق کیطرف کی ہی مگر شارح علام صاحب مسالک الافہام کا نام تو [illegible]
کو بھی معلوم تھا فارسی عبارت اوسکی کچھ مجمل واقع ہوئی جس سے ہماری مخاطب کو ل کہاں سے مغالطہ
صریح میں مبتلا ہوئے قولہ فرماتا ہے کہ زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر اقول واہ رے اٹاپسے کے
کاریگر صاحب آپ نے کھتولی کی کاٹ چھانٹ یہاں بھی دکھائی اور سیاق اور سباق چھوڑ دیا
تاکہ لوگ دھوکا کھائیں لیکن ان کو بتا دیں اور عکار یہاں سے کیا کام نکلتا ہے مقصود شہید ثانی علیہ الرحمہ
کا یہ ہی کہ قول صاحب شرایع یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ بغیر الہاشمی رد ہے بعض علمای اہل سنت
کا جو کفو ہونے میں قائل مساوات فی النسب بھی ہوئی ہیں اور اوسپر متفرع کیا ہے کہ ہاشمی غیر ہاشمی کا
کفو نہیں ہی اور نکاح ہاشمیہ غیر ہاشمی کے ساتھ جائز نہیں پس جناب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ
بات تو خلاف اونکی اعتقاد کے کہ جو شخص کہتا ہے حالانکہ تیرے اعتقاد میں یہ ہے کہ زوج النبی ابنتہ

Presented by Ziaraat.Com

لعثمان وزوج ابنته زینب بابی العاص بن الربیع لیسامن بنی ہاشم وکذالک زوج علی ابنته بعمر انتھی یعنی
تزویج کر دیا پیغمبر نے اپنی بیٹی کو عثمان سی اور تزویج کر دیا اپنی بیٹی زینب کو ابی العاص بن ربیع سے
اور یہ دونوں بنی ہاشم نہین ہین اور اسیطرح سی علی نی اپنی بیٹی کو عمر سی تزویج کر دیا یعنی یہ تینون تزویجین تیری
عقیدہ مین ہوئین حالانکہ یہ تزویجین ہاشمیات کے غیر ہاشمیین سی ہین پہر تو کیونکر کہتا ہے کہ کفاءت
فی النسب شرط جواز نکاح ہی ہی یہ کلام جناب شہید ثانی رح الزاماً للخصم ہے کہ اوسکے نزدیک یہ سب نکاح
ہوئی ہین نہ بنا بر عقیدۂ شیعہ کہ اونکے نزدیک نہ نبی کی بیٹی عثمان و ابی العاص کو دی گئی نہ علی کی بیٹی عمر کو
و علی التنزل جیسی بیٹی مجازی نبی کی تہی ویسی ہی بیٹی مجازی علی کی بہی تہی یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر و مثلہ قد مر
کیون حضرت بیان سی بہی حضور نا کام از مزخرفات ازالۃ الغین اور موجی صاحب بہی مصداق
رجع بخفی حنین رہے **قولہ** تیسرا ثبوت ابوالحسن علی بن اسمعیل الی قولہ اس نکاح کے ہونیکا مقر ہے
اقول یہ بہی جواب فرضی و تسلیمی ہے لالزام المخاصم جیسا کہ سابق مین گذرا کہ اکثر علما نی بنائی جواب شیعیان
اوپر فرض و تسلیم نکاح کے رکہی ہی کہ اونکی دندان شکنی کی لئی اسیقدر کافی ہی نہ یہ کہ فی الواقع بہی وہ مقر ہون
جناب شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ بہت حدید الطبع اور ذکی الذہن تہے مناظرہ مین ایسے جوابات برجستہ دیتے
کہ وہ باتون مین سینوں کو بند کر دیتے تہے چنانچہ ایک سنی سے اونسے چند سوالات کیے منجملہ اوسکے ایک
سوال یہ تہا کہ علی نی ابوبکر کے پیچھے کیون نماز پڑہی انہون نی جواب مین فرمایا کہ امام حقیقی تو خود وہ
حضرت تہی اور جو امام پر تقدم کرتا ہے جماعت مین وہی کی نماز باطل ہوتی ہی نہ امام کی اور امام
نی ابی بکر کے قد دراز کو محراب نماز مین بجای ستون مسجد قرار دیکر نماز پڑہی اسی طرح اوس سنی نے
چند سوالات کیے اور جناب شیخ مذکور نے جواب برجستہ دیئے آخر مین وہی نکاح ام کلثوم سے
سوال کیا اگر جناب شیخ جواب بانکار دیتی تو مثل موجی صاحب کے اور اونکے چیلون کے وہ سنی بہی کچھ
لغویات اوسکے اثبات مین بکتا تو بحث کو طول ہو جاتا پس جواب تحقیقی چھوڑ کر جواب فرضی و
تسلیمی دیا کہ جس سی فی الفور اوسکا منہ بند ہو گیا زق و بق نہ کر سکا **قولہ** اور رحمہم
ازالۃ الغین سی اسکو نقل کرتے ہین **اقول** صاحب ازالۃ الغین نے کہ مبتلای غشاوۃ العین ہے

نقل عبارت مین کچھ خیانت اور کچھ تصحیف بھی کی ہی اور ہم اوسکو مجالس المومنین چھاپۂ طہران سی بطور صحیح نقل کرتے ہین فرماتی ہین کہ پھر اوس شقی نی پوچھا کہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد گفت بواسطہ آنکہ اظہار شہادتین می نمود بزبان و اقرار بفضل حضرت امیر میکرد و دران باب اصلاح غلاظت و فظاظت او نیز منظور بود و این معاملہ دشوارتر از ان نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر مینمود و بمضمون آیۂ کریمۂ ہولاء بناتی ہن اطہر لکم الآیہ زبان مبارک میکشود یہ ہے اصل عبارت کہ جسکو حضرت مخاطب اور اونکی گروہ جی نی غلط سلط نقل کیا اظہار شہادتین می نمود بزبان یعنی اقرار بلفظ لسانی تھا تحقیقاً جنانی لفظ بزبان کو وزبان بناکر متعلق بفقرۂ مابعد کیا اور فقرۂ اقرار بفضل جناب امیر میکرد اسکو وزبان اقرار بتفضیلات رسول میکشود بنایا اس احمق من الہبنقہ سی کوئی پوچھے کہ جسنے اقرار شہادتین کیا وہ مقر فضیلت رسول ہوچکا پھر اس فقرہ سی کیا فایدہ ان تصحیفون سی ہمارے حضرت یہ فایدہ سوچے کہ جواب باصواب نامربوط نظر آوی لیکن ان جعل سازیون اور روباہ بازیون سی کیا ہوتا ہے بجز خسر الدنیا والآخرہ کے کچھ نہین ملتا اب ہم توضیح اس تقریر دلپذیر کی کرتے ہین کہ مقصود اس عبارت سے یہ ہے کہ ہمنی بقول تمھاری فرض کیا کہ جناب امیرؑ نے ایسا کیا تو کیا قباحت لازم آئی اسلیئے کہ باتفاق ہماری اور تمھاری عمر زبان سی اظہار شہادتین کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے گو از راہ قلب تمھاری نزدیک وہ سچے مسلمان اور ہمارے نزدیک وہ سچے منافق تھی بہر کیف بنظر شہادتین بیرگو منافق ہون ظاہر شرع مین احکام اسلام جاری تھی اور عہد رسول مین انسی مخالطت مواصلت و مناکحت جاری تھی پس اگر جناب امیرؑ نے بھی بطریقہ جاریہ فی الاسلام بعض منافقین سی مواصلت اور مناکحت بخوشی خاطر کی تو کیا قباحت لازم آئی فضلاً عن کونہ بالجبر والاکراہ اور یہ فقرہ جو فرمایا کہ اقرار بفضل حضرت امیر میکرد اس سی مقصود یہ ہے کہ ظاہر بظاہر ناصبی معلن بعداوت اہلبیت علیہم السلام بھی نتھا کہ وہ بھی باتفاق امت خارج از اسلام ہے اور اقرار کرنا فضل جناب امیرؑ کا عمر سے اور ابوبکر سے کتب اہلسنت مین بکثرت موجود ہے حضرت ابوبکر ہمیشہ فرماتے تھے اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم وعلی فیکم یعنے مجھکو چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو کہ مین بہتر تمھاری ایسی نہین ہون جس حال مین کہ علی تم مین موجود ہین یعنی

فضل علی کے کہ تحفہ ولایت تھیں ہی اور حضرت عمر نے بارہا فرمایا لولا علی لہلک عمر روز غدیر خم بخٍ بخٍ او ہنیاً لک
یا علی اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ کس ذوق وشوق سے فرماتے تھے اور یہی کتب اہلسنت میں موجود
ہے کہ حضرت عمر سے کسی نے پوچھا کہ جس قدر حضور والتفات اور مراعات علی کی فرماتے ہو کسی صحابی کی طرف
حضور کے توجہ خاص ایسی نہیں پاتا آپ نے فرمایا کہ کیونکر نہو کہ وہ میرے مولا اور کل مومن اور
مومنہ کے مولا ہیں پھر جب یہ باتیں ایسی تھیں اور روز سقیفہ جب خلافت اپنی متعلق تھی تو یہ
باتیں بالائی طاق رکھدی گئی تھیں اور بعد خلافت غصب کر لینے کے یہ اقرار زبانی جو ہوتا تھا فقط
اسلیے تھا کہ عوام الناس ناصبی علانیہ عداوت اہلبیت علیہم السلام نکہیں اور اسلام سے خارج
کر کے خلافت میں بٹا نہ لگادیں اور اکثر ان باتوں کو اہلسنت اوپر ہضم نفس سے محمول کرتے ہیں اور
شیعہ بھی انکی ہضم النفس ہونے کے قائل ہیں کیونکہ بقول سیوطی مخصوص ہضم نفس بہت بافلح کرتے ہیں
بلیغہ محصل کلام یا غرض ظاہر ہوا کہ حضرت عمر نہ بظاہر شریک تھے اور نہ علانیہ عداوت اہلبیت
کو جو ملامت و مناقشت افسوس ناپائیدار پھر کیا قباحت اس کلام فرضی میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ دوران باب
اصلاح خلافت وفقا نالت اور نیز مشکلات رہو واس فقرہ کو بھی موسی صاحب نے کیسا مہمل کر دیا اور لفظ
اصلاح کو غارت کرکے لفظ مشکلات کے تقسیمت بلفظ مسطور کی نہیں معلوم کہ اس بڑی استری کا ساٹ
چھانٹ سے وہ کیا ملا مقصود اس فقرہ کی یہ ہے کہ جناب امیر نے انکی نسبت مشورہ کو تجویز نہ مطلوبین منظور
کیا بلکہ فظا غلیظا القلب ہونا کراہت کیا اور افظ و اغلظ ہونا عمر کا جسکا مقتضی جبر و اکراہ ہے صحاح
اہلسنت سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں ترمذی اور
مستدرک سے روایت کرتے ہیں ان ابا بکر لما حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف
علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ و اغلظ اور کتاب ملل و نحل میں بھی ہے کہ لوگ کہتے تھے ولیت علینا
فظا غلیظا یعنی جب وقت موت ابوبکر قریب آیا تب عمر کو خلیفہ کرنیکے واسطے بلایا تو لوگوں نے کہا
کہ کیا خلیفہ کریگا تو ہم پر بدخو اور بد مزاج کو اور اگر تو اسکو حاکم کریگا تو بدخو تر اور بد مزاج تر ہو جائیگا
اور ریاض النضرہ محب طبری میں قریب اسی مضمون کے ہے اور تاریخ خمیس میں ہے کہ یہ مضمون اشتال طلحہ

زبیر بھی جو عشرہ مبشرہ سے ہیں اور کنز العمال میں ہے کہ علی اور طلحہ نے انکار کیا تھا مگر ابوبکر نے کسی کی نہ سنی
اور سب کا کہنا کہا بدی اور کیونکر سنتے کہ آپس میں پہلی ہی سے کہا سنی ہو چکی تھی کہ تم مجھکو خلیفہ بنا دو پس میں بھی تمکو
خلیفہ بنا دونگا من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو اور جب فظ و اغلاظ ہونا حضرت عمر کا ثابت ہوا اور
وہی کا مقتضی جبر و اکراہ تھا پس حضرت امیر نے واسطے اصلاح غلاظت و فظاظت فظ غلیظ کے اور
واسطے دفع شر اوس موذی کے جبراً و قہراً نہ بخوشی خاطر اگر اون نکاح فرضی کو کیا تو اوس میں کیا قباحت لازم آئی
اور عمر کے لیے اس نکاح جبری قہری میں کیا فضیلت ہوئی بلکہ بجائے فضیلت اونکی ایسی ہزار رذیلت لازم آئی کہ مثل
فرعون موسی کے فرعون آل محمد بھی جابر و قاہر دوستان خدا ہوا جیسا اسکے جو فرمایا کہ این معاملہ دشوار تر
از آن نبود کہ حضرت لوط پیغمبر عرض دختران خود بر قوم کافر نمودے یعنے جب حضرت لوط پیغمبر نے نظر با صلاح
قوم و دفع شر و فساد کافران ظاہری و باطنی بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ خود درخواست نکاح کی تھی اگر جناب امیر نے بھی نظر با صلاح غلاظت
و فظاظت و رفع شر و فساد بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر اپنی فرضی بیٹی کو نکاح میں ایک منظہر الاسلام کے دیا تو کیا قباحت لازم آئی اور اوس
منافق منظہر الاسلام کیلئے کیا شرف حاصل ہوا اصل کلام ہمارا اسمیں ہے کہ اہلسنت مدعی اسکی ہیں کہ اگر شیعہ اس نکاح کا اقرار کرینگے تو ضرور ہے
کہ یا عمر کے ایمان کا اقرار کریں یا جناب امیر کے فاعل فعل قبیح ہونیکا اقرار کریں ہم کہتے ہیں کہ دونو باتیں غلط ہیں ایسلیے کہ ہم عمر کے
ایمان ظاہری کے جسکو معتبر باسلام کہتے ہیں قائل ہیں جیسا کہ کل منافقین کی حق میں قائل ہیں نہ اونکی ایمان حقیقی کے اور فاعل
فعل قبیح ہونا جناب امیر کا جب لازم آتا کہ حضرت عمر منظہر الاسلام ظاہری بھی نہ ہوتے بلکہ ظاہر بظاہر مشرک
ہوتے اور مجمع علیہ اہل الاسلام ہے کہ وہ ظاہر بظاہر مشرک نہ تھے بلکہ شیعوں کے نزدیک بھی منافق
اور سنیوں کے نزدیک سلیم مومن تھے پس اگر کوئی شخص کہے کہ درمیان منافقین اور مومنین کے مواصلت
و مناکحت جاری تھی مگر جناب امیر کو کیا ضرورت تھی کہ منافقوں سے وصلت کریں تو ہم کہینگے کہ ضرورت
یہ تھی کہ دفع شر و فساد ایک باغی طاغی کا منظور ہوا اسی سبب سے رضامندی اس نکاح پر بجبر و اکراہ تھی نہ بخوشی
خاطر پس اگر کوئی کہے کہ جناب امیر کی نسبت جبر و اکراہ کا قائل ہونا مستلزم اونکی ہتک حرمت کا ہے
تو ہم کہینگے کہ روایات نکاح بجبر و اکراہ تو سنیوں ہی نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں پس یہی لوگ خواہان ہتک
حرمت اپنے خلیفہ چہارم کے ہوئے اور شیعہ تو اسکی نافی یا منکر یا غرض کرنیوالے اون روایات کی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

پھر حقیقۃً اہلسنت ہی گناہگار و تقصیر وار ہین جنہون نی یہ روایتین جعلی بنائی ہین نہ شیعہ علاوہ اسکے لا نسلم
کہ جو امر انسان سی بخوشی خاطر عمل مین آوی وہ خواہی نخواہی موجب ہتک ہوگا اگر ایسے اگر بالفرض نکاح
درمیان مین ہوتا تو اس احتمال کو کچھ گنجایش ہوتی لیکن باوجود فرض نکاح ایک ظاہر الاسلام سی اگرچہ
وہ منافق ہی ہو کسیطرح گنجایش اسکی نہین ہی اس لئی کہ ہتک یا بنظر عامۃ الناس مین ہی یا بنظر خواص ہین
اور دونو شقین باطل ہین اس لئی کہ عوام تو یہ سمجھتے تھے کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی ایک بادشاہ وقت
کو جو سب مسلمانونکا افسر ہی بیاہ دی ہے اور اہل دنیا بادشاہون سے رشتہ داری کرنیمین اپنے
چند پشت کا شرف جانتی ہین چنانچہ خود حضرت عمر نے اپنی صاحبزادی ثنیہ فرسودہ کو کس ذوق و شوق
بیش از بیش سی خدمت رسولخدا مین پیش کیا تھا حالانکہ خلیفہ صاحب کے ان پیشین بندیون اور
دوراندیشیونکو عقلا خوب سمجھتے ہین بلکہ بعضے جلے بھنون نے تو صاف صاف کہدیا ہی کہ
ڈولا دیا بیٹی کو خلافت کے واسطے دوانکہ ناظرین تواریخ پر مخفی نہین ہی کہ رسولخدا کو ان ذات شریفہ
کی طرف میلان خاطر نہ تھا مگر حضرت عمر کے اصرار چند بار سے بمروت عمر نہ برغبت امر و گر ذات شریفہ کو
رکھلیا اور اس گیا وہ نے بھی آخر وہ کیا کہ حضرت نے غصہ مین آکر طلاق بھی دیا اور گھر سے نکالدیا کما
فی البخاری و الکبیر برگزیدہ عوام کے نزدیک تو کوئی شائبہ ہتک بھی نہین ہوسکتا باقی چند خواص کہ جنکے
نزدیک نفاق عمری حتماً و جزماً بسبب غصب خلافت و غصب فدک و دیگر امور کے ثابت تھا وہ خوب
سمجھتے تھے کہ یہ فعل جناب امیر کا بغرض وقوع اضطراری بضرورت داعیہ شرعیہ تھا اور کل فعل
حرام بضرورت داعیہ حلال ہوجاتی ہین حتی کہ اظہار کفر کہ اوس سی بڑھکر کوئی حرام نہوگا وقت جبر و
اکراہ حلال ہوجاتا ہے جیسا کہ بحث نجوم مین بیان معنی آیہ وافی ہدایہ الامن اکرہ مین بتفاسیر اہلسنت
گذر ا یہ امر نسبت فعل حرام تھا فعلاً من الفعل المستکرہ المباح وسیاتیک مزید ایضاح و افصاح
حتی یصیر الامر فی الوضاح کالصبح اذا لاح قولہ چوتھا ثبوت مجالس المومنین مین لکھا ہے اقول
صاحب مجالس نے اس روایت کو کتب اہلسنت سی لکھا ہے چنانچہ ابن عبد البر جو معتبرین علمای
اہلسنت سی ہین کتاب استیعاب مین ترجمہ محمد بن جعفر مین لکھتی ہین ہو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی

بعد موت عمر بن الخطاب جناب سیدہ جو نکاح عمری کو فرض کرکے بقول خود کہ اگر بنی دختر بشان دادہ جواب دندان شکن پیچکی ہین پھر اس روایت سنیہ کے نقل مین کوئی قباحت نہین ہی کہ صاحبان ادراک بموجب قاعدۂ کلیہ مقرر کردۂ ائمہ کرام علیہم السلام سمجھ لینگے کہ کون امر اسمین قابل قبول اور کون امر نامعقول وغیر مقبول ہے اسلیئے کہ ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ دعوا ما وافقہم وخذوا ما خالفہم فان الرشد فی خلافہم یعنی جو قول کہ مطابق عامہ ہی اوسکو چھوڑ دے اور اونکے مخالف کو لے اسلیئے کہ راستی اونکی خلاف مین ہی الغرض اس روایت سنیہ مین مطابق شیعہ فقط فقرہ اولیٰ ہے یعنے نکاح ام کلثوم کا ساتھ محمد بن جعفر کے ہوا اور فقرۂ ثانیہ یعنی بعد موت عمر پس چونکہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ عم سے شیعونکے نزدیک فی نفسہ باطل ہی جیسا کہ ہمنے ابتدا مین اوسکی بعض دلائل بطلان اشارہ کیا پس یہ فقرہ قابل قبول نہوگا علاوہ اسکے مبطل اس فقرۂ ثانیہ کے خود روایات تاریخی اہل سنت ہین کہ متفق ہین اسپر کہ انہین ام کلثوم کا نکاح ساتھ عون بن جعفر کے بھی ہوا گو اسمین اختلاف ہے کہ مقدم عون بن جعفر ہین جیسا کہ ازالۃ الغین اور سرور المحزون شاہ ولی اللہ اور اسماء الرجال اور اسد الغابہ اور اصابہ اور تاریخ خمیس وغیرہ مین ہی یا مقدم محمد بن جعفر ہین جیسا کہ ذخائر العقبی مین ہی کہ دارقطنی نے کہا ہی کہ ان محمدا تزوجہا ولاثم عونا اور باتفاق علماء ثقات اہلسنت مثل ابن حجر وابن عبد البر وصاحب ذخائر شہادت عون بن جعفر بمقام تستر عہد خلافت عمر مین ہوئی پس بعد عمر وہ عون کیا دوبارہ زندہ ہوئی کہ اونسے نکاح قبل محمد بن جعفر یا بعد محمد بن جعفر ہوا اسی سے ثابت ہوا کہ فقرۂ ثانیہ شیعا یعنے بعد موت عمر محض غلط ہی **قولہ** پانچوان ثبوت تہذیب مین جو معتبر کتاب **اقول** کتب معتبرۂ شیعہ مین کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ شیعہ کل احادیث کو اوسکے صحاح جانین بلکہ صحاح اور حسان اور ضعاف مین تمیز کرتے ہین اور اقوی کو واجب العمل اور غیر اقوی کو مطروح یا ماؤل کرتے ہین کما لا یخفی علی من جاس خلال ہاتیک الدیار برخلاف سنیونکے کہ اپنی صحاح کو خصوصاً صحیح بخاری کو ایسا بڑھاتی ہین کہ اگر کوئی سنی تعلیق طلاق اپنی جورو کی اوسکی صحت احادیث پر کرے تو واقع مین وہ مطلقہ ہوجائیگی اور لیاقت اسکی سمجھ پہونچائیگی کہ اگر کسی شیعہ کے سمعہ مین درآئے تو وہ اوس ہی لڑکے مثل عبد اللہ زبیر کے حلال زادے جنوائے جنکا نو جیسے گا فقرہ اولیٰ معتبرین علمائی اہلسنت کا ہے اور فقرۂ ثانیہ

ہمارا اجماع ہوا ہے مطابق قول حضرت عبد اللہ بن عباس کے کہ اہلسنت اسکو بہت معتبر سمجھتے ہیں قصہ
اسکا صرف بہت صحیح ہے یعنی کسی شوکت عمر نے چین بیان آنکی انکے عین ہر دو مجموعہ میں موجود ہی قولہ یہ روایت
بسند آئمہ کرام اقول اصل آل روایت جو بسند آئمہ کرام ہی وہ کتاب مطالب جواہر الکلام میں جناب
شیخ محمد حسن نجفی اعلی اللہ مقامہ نے یوں روایت کی ہے ماتت ام کلثوم وابنہا زید بن عمر فی ساعۃ واحدۃ
الحدیث تفصیل ... ثبوت ... ہے پس جو روایت تمنے نقل کی ہی وہ ... ہی
کہ اسکی قدامت راوی کو بعضوں نے ... کیا ہے یا محمول بر وہم و اشتباہ راوی ہی یا محمول ہی
اسپر کہ ... یا محمول بر الحاق ... ہے جیسا کہ
کا بہت ... صحاح ... کے کلام ... یا محمول بر بنت مجازی علی
ہے یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر کہ وہ بھی بنت علی کہلاتی تھی کما مر پھر خاص بیٹی علی کی ہونیکا
ثبوت کسی لفظ سے ہوا چاہیئے یعنی ایسا خاص بیٹی فاطمہ کی تھی حالانکہ اصل دعوی یہی تھا لیکن اس مقام پر
اگر آپ اسکو بالکل بھول گئے قولہ چھٹوان ثبوت قول سید مرتضی کا ہے قولہ جسکو ہم اوپر بیان
کر چکے اقول جواب اسکا ہم بھی اوسکے نیچے داخل کر چکے فتذکر یا ذکرو ذکر قولہ
ساتوان ثبوت کتاب کافی ہی ملا یعقوب کلینی لکھتے ہیں الی قولہ ہو اول فرج غصبناہ اقول یہ
روایت اخبار احاد سے ہے جو اصول اعتقاد میں بکار آمد نہیں اور نہایت ضعیف و مجہول ہے
کسی عالم نے علمائے شیعہ سے اسکی تصحیح نہیں کی ہے بلکہ تصریح اسکی ضعیف و مجہول السند ہونیکی کی ہے اور
فرمایا ہے کہ اسکے رواۃ میں ابراہیم بن ہاشم مجہول ہے اور روایت مجہول کی تصحیح باتفاق کل باطل
ہے اور قطع نظر اسکے ... ساتھ اوس حدیث اقوی کے جو خود مخاطب نے قطب راوندی
... نقل کی ... اسطرح ہی یا محمول بر تقیہ ہے یا اول ہے بفرض نکاح لیکن تفصیل
... احادیث کثیرہ اہلسنت سے ثابت ہے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ ہوا اور بخوشی خاطر
نہیں ہوا بلکہ صاحب ... علیہ ... اہل سنت ہے جیسا کہ عنقریب
آتا ہی تو اس صورت میں مفاد جبر و اکراہ کا اور مفاد غصب کا ایک ہی ہے اسلئے کہ جو نکاح بجبر و اکراہ

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ نکاح بظلم وجور صادق ہی بدین وجہ کہ معنی غصب عرف لغت مین اخذ الشئ ظلماً کے ہین کما فی القاموس اور
اخذ النکاح بالجبر و اخذ النکاح بالظلم مین محاورہ مین کوئی فرق نہین ہی کیونکہ تصرف ملک غیر مین بنا رضا مندی
مالک ہی اور یہی معنی ظلم کے ہین عند اہل السنۃ بالجملہ بڑا فرق ہی درمیان اخذ الشئ ظلماً بالنکاح اور درمیان
اخذ الشئ ظلماً بالسفاح کے کہ اول مین نکاح فساق و فجار اور منافقین و کفار سے بلا ضرورت شرعیہ ناجائز
اور بضرورت شرعیہ جائز اور کسیطرح موجب ہتک حرمت نہین اور ثانی ہر طرح ناجائز اور موجب ہتک حرمت
اور یہ اگر کہا جاوی کہ حدیث مین فقط لفظ غصب ہی نہ نکاح بغصب تو ہم کہین گے ابتدائی حدیث تو لفظ
نکاح ہی سے مشتمل عن نکاح ام کلثوم لیکن مشابہ ہی اور اونکے چیلون نے دونو باتون مین بفریب دہی عوام
فرق نہ کرکے زبان درازیان کین فقطع اللہ لسانہم بمقابلتین الناصبیت لم یفرقوا بین فعل الابرار والاشرار
وشنعوا علی الاخیار بالعار والشنار بغیر الصحیح من الاخبار کما سیجئے تفصیل ذالک عنقریب فانتظر پس ہرگاہ مضمون
اس روایت کا مطابق مضمون روایات اہلسنت ہوا تو حمل علی التقیہ کو کون امر مانع ہی لیکن تفصیل دلیل
پس بعد اس تمہید کے ہے کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام طبیب نفوس ہین پس بمقتضائی کلموا الناس علی قدر عقولہم
کے کاربند ہوتے تھے اور جواب ہر سوال مین وہی ارشاد فرماتے تھے جس سے تسکین سائل ہو جاوی پس
اگر سائل صاحب فہم ہے تو جواب تحقیقی اور سخن تحقیقی سی اوسکا جواب تھا ورنہ جواب اقناعی پر اکتفا فرماتی
تھے کہ تسکین سائل کے لیے کافی ہوتا تھا جسطرح جسے کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ خداوند تعالی بڑی چیز
کو چھوٹی چیز مین درا سکتا ہے درحالیکہ دونو اپنی حال پر رہین یعنی بڑے چھوٹے نہو اور چھوٹی بڑی
نہو حضرت نے جواب حقیقی کے فہم کی لیاقت اوسمین نپائی اور جانا کہ اگر مین نہین کہونگا تو اپنی نافہمی
عجز جناب باری پر محمول کریگا اسلیے جواب مین فرمایا کہ تیری آنکھ کی پتلی کتنی چھوٹی ہی اور آسمان کتنا بڑا
ہی حالانکہ تیری آنکھ مین سماتا ہے سائل کی تسکین خاطر ہوگئی حالانکہ یہ جواب حقیقی نتھا بلکہ جواب حقیقی وہ
تھا جو جناب امیر نے دیا تھا یعنی فرمایا تھا کہ خداوند تعالی موصوف بعجز نہین ہوسکتا اور کون شخص
قادر تر اوس سی ہی کہ آسمان کو ایک آن مین مثل انڈی کے کرے اور انڈی کو مثل آسمان کے
کردے و اما الذی سالت انت فلا یکون یعنی لیکن جو بات تو نے پوچھی اوسمین صلاحیت و لیاقت کونیت

وہ وجود نہین ہی مقصود یہ ہے کہ عاجز وہ ہی جو شی ممکن پر افاضہ وجود نہ کر سکے اور جو شی کہ محال ہی اوسکی ماہیت
کا نقص ہی کہ قابلیت افاضہ وجود نہین رکھتی نہ نقص قدرت قادر علی الاطلاق اور بحث نجوم مین حدیث ابن علقمہ مین
گزرا کہ جناب رسولخدا نے جواب سوال اعرابی مین جو سائل متی الساعۃ تھا ما اعددت لہا پر اکتفا کی اور اسطرح یہ
جواب سوال ایرانی مین بھی اکتفا کی اور کلام رستاقیم کا فر فبشرہ بالنار حالانکہ یہ کوئی جواب حقیقی نہ تھا
اور علمائے اہلسنت نے کہا ہی کہ انحضرت نے جواب حقیقی نفرمایا کہ مقصد ارتداد و سائل ان دین اسلام تھا عدم
حاصل مطلب کہ اس مقام پر بھی امام علیہ السلام نے دیکھا کہ سائل نکاح ام کلثوم کے دلمین سنیون نے منقش
اور مرکوز کر دیا ہے کہ یہ نکاح کہ مستلزم حسن و خوبی عمر ہے ضرور بالضرور واقع ہوا تو اگر جواب تحقیقی جو
بعدم الوقوع کا ہے اسکو دیا جاویگا تو یہ سائل دین امامیہ سی پھر جائیگا اسلئے جواب کو مبنی اوپر
فرض وقوع نکاح غیر واقع کے کیا اور خیال حسن و خوبی عمر کو جو سائل لازم نکاح فرضی سمجھا تھا اسطرح پر
مٹایا کہ بفرض وقوع غاصب خلافت نے بذریعہ اطلاعات و فنا اطلاعات اپنی ہم اہلبیت سے جبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر
یہ نکاح کرایا پس وہ غاصب خلافت اس نکاح مین بھی غاصب ہی پس یہ جواب امام علیہ السلام
جو بفرض قول سائل ہی اوپر وقوع نکاح واقعی کے دلالت نہ کریگا اور مرجع اس تاویل کا طرف تقدیر
شرط کے ہوا یعنے امام نے فرمایا کہ اگر یہ نکاح ہوا جیسا کہ سائل کا زعم باطل ہی تو غاصب خلافت
اس نکاح مین بھی غاصب ہوا پس اگر یہ نکاح ہوا شرط محذوف ہے اور غاصب خلافت غاصبا
فی النکاح ہی جزا ہوئی شرط محذوف کی اور اگر کوئی کہی کہ کلام امام مین شرط کا محذوف و مقدر ہونا
خالی از استبعاد نہین ہے تو ہم کہینگے کہ یہ بات سچ ہے مگر بعید ہونا لازم معنی تاویلی ہی اگر بعید نہو
تو وہ معنی تاویلی کیون کہلائین بالجملہ معنی تاویلی کا انسان بضرورت قائل ہوتا ہے اور بلا ضرورت
کوئی معنی تاویلی کیطرف نہین جاتا ہے اور اہلسنت کے مجال نہین ہے کہ صحت مین اس قسم کے
تاویل سے کچھ چون و چرا کر سکین اس لئے کہ اس قسم کے تاویل ونکے علما نے بھی بجائے خود کی ہی
چنانچہ حدیث کاذب و غادر و خائن و آثم ہونے ابوبکر و عمر مین جو صحیح مسلم و بخاری مین ہے
بعینہ یہی تاویل یعنے بحذف شرط کے ہے جیسا کہ امام نووی فرماتے ہین قولہ فاحکم بینی و بیان

ہذا الکاذب اہ قال جماعۃ من العلماء معناہ ہذا الکاذب ان لم ینصف فحذف یعنے کاذب وغادر وخائن
وآثم جب ہے کہ اگر انصاف نکرے پس شرط ان لم ینصف کے محذوف ہی مقصود حضرات علمائی اہلسنت
یہ ہے کہ حضرت عمر کے قول میں بھی فرا ئتمانی کاذبا غادرا خائنا آثما شرط ان لم انصف محذوف ہی یعنے
مجھکو تم اے علی وعباس ایسا سمجھتے اگر میں انصاف وعدل نکرتا پس حضرت ابوبکر وعمر کے کاذب وغادر و
خائن ہونیکے لیئے ان لم انصف او ینصف کی شرط کو محذوف اور مقدر کیا پس ہمنے بھی بنظر اسکے کہ کلام امام میں مخالف واقع
لازم نہ آوے ایک شرط کو مقدر کیا پس انصاف نہیں ہی کہ ہمی واسطے تو ایسی تاویل باطل ہو اور دوسرونکے
لیئے باطل ہوجائی انچہ برخود نہ پسندی بردیگران ہم مپسند بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہماری تاویل بنظر سیاق وسیاق کی بہت
مناسب ہی اسلیئے کہ ظاہر یہی ہے کہ سائل مستفسر وقوع وعدم وقوع نکاح نتہا ورنہ جواب امام بلا ولم کافی تہا بلکہ منظور
سائل سوال از کیفیت صحت وعدم صحت اوس نکاح کے تہا جسکو اپنی زعم باطل میں واقعی سمجھتا تہا حضرت نے جواب
میں فرمایا کہ اگر نکاح ہوا تہا تو جبر واکراہ وغصب ہوا تہا تو پھر اوسکی صحت میں اور غاصب کی شقاوت میں
کیا کلام ہے لیکن تاویل اہلسنت کی حدیث کاذب وغادر وخائن میں بنظر سیاق وسباق محض مہمل اور
بیجا اور بیمحل ہی اس لیئے کہ صدر حدیث میں مضمون منازعت علی وعباس یہی میراث رسولخدا میں جب عمر کے
پاس واسطے انفصال کے آئے تب عمر نے کہا کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم دونو جنگ زرگری باہم کرکے
آئے ہو مجھے الزام دینی کو اور پیشتر ازیں ابوبکر کے پاس بھی گئی تھی مطلب تمہارا یہ ہے کہ مستحق میراث
ہم دونو ہیں نہ تم دونو اور تم دونو ہم دونو کو دعوائی میراث رسولخدا میں کاذب اور غادر اور خائن
وآثم سمجھتے ہو اس مضمون کو عمر اور ابوبکر کے انصاف کرنے اور ظلم کرنیسے کیا واسطہ کہ اگر انصاف کریں
تو وارث میراث رسولخدا ہوجائیں تو اب بھی جو کوئی بعد غصب حق کسیکی عدل وانصاف کرے وہ
وارث ہوجائیگا بڑے اندھیر کی بات ہے کہ غاصبین بوجہ انصاف لوٹ پوٹ کے وارث بنجائیں
قطع نظر اسکے پیغمبر اور امام کا کلام مجمل کہنا بنظر اسکے تھا کہ اگر جواب حقیقی صاف صاف دیا جاتا تو سائل
مرتد از دین ہوجاتا اسلیئے جواب ایسا دیا کہ محتاج تاویل ہوا حضرت عمر کو کسیکی ارتداد کا ڈر تھا جو
خود کو اور بیچارہ مردہ ابوبکر کو کاذب وغادر وخائن وآثم بحذف شرط کہا اور حذف شرط بغیر کسی وجہ

Presented by Ziaraat.Com

کوئی عاقل قبول نہیں کرتا علاوہ اسکے ہم کہہ سکتے ہیں کہ راوی کو کل حدیث محفوظ نہیں رہی پس آخر حدیث کو
ترک کرکے روایت کیا اصل یہ ہے کہ یہ سائل سنی تھا کہ معتقد وقوع نکاح تھا اسی واسطے اثبات فضیلت
عمری کے واسطے یہ سوال کیا تب حضرت نے پوچھا کہ بسبب وقوع نکاح کے یا لیکن اسنے نہ مانا اور وقوع
نکاح پر اصرار کیا تب حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا کہ اگر نکاح ہوا تو فضیلت عمری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ
ہم کہتے ہیں کہ یہ اول فرج غصب ہے اس نکاح غاصب کے ظلم و جور و غصب پر دلالت کریگا نہ کہ
فضیلت پر اور بعد القیا و التی ہی حدیث میں ذکر بنت علی ہی نہ بنت فاطمہ حالانکہ دعوی خاص
بنت فاطمہ کا تھا اگر یہان پر تنزلاً کہے کہ ام کلثوم ہی ہی کیون نہیں جائز ہے کہ مراد ام کلثوم بنت ابی بکر
ربیبہ جناب امیر علیہ السلام ہو جو تربیت خاندان نبوت میں تھی اسی سبب سی فرجنا یا فرج لنا نہیں فرمایا
باقی رہا اچھلنا کودنا مخاطب کا بتقلید بساطی صاحب اور موچی صاحب اوپر لفظ الغصب و فرج کے
پس عقلمند پر ظاہر ہے اسقدر اچھلنا کودنا اسکا بلکہ وہ سے اپنی سزا کو پہنچ جاتے ہیں فاعتبروا
قولہ آٹھوان ثبوت مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ شیعین کا اقرار ہے کہ یہ نکاح جبر و اکراہ سے
ہوا اقول مراد محدثین شیعہ سی محدثین اہل سنت ہیں اور بنائی جواب چونکہ الزاماً علی الخصم ہے پس ضرور ہوا
کہ محدثین اہل سنت مراد ہوں ورنہ الزام علی الخصم تمام نہوگا اور شیعہ محدثین اہل سنت کو محدثین شیعہ
کہتے ہیں تو پھر اقرار شیعین کا نکاح کا ماننے کا کیا جا سکا حالانکہ حضور والا بھی کہتے ہیں الحمد للہ کہ دلائل تمام
آپ کی الٹ گئے ایسا نہ ہو کہ ہمیشہ کے ساتھ گاؤ ولا اونٹ جانے لگے اور آپ اندھوں کی طرح بہت ہاتھ پاؤں
مارتے رہے کہا یہی بات کا مصداق ہو گئے آپ اپنے عمر ہی کی قسم سچ سچ فرمایئے کہ جب تک
موچی صاحب اور بساطی صاحب کی پہلوؤں سے لغویت ثابت کردے تو آپ کچھ شرمائے
یا نہیں اگر فرمایئے کہ نہیں تو ہم کہینگے کہ ضرور ہے کہ آپ میں کوئی بات اور باغیرت تر ہوگا کہ
جسکی ایک دلیل بھی وسیلہ دعوی سے ثابت نہوا اور کسی دلیل میں نہ ذکر فاطمہ ہے نہ ذکر بنت فاطمہ
بلکہ سب کو شرمندہ کرکے خاص بیٹی فاطمہ کی کا اثبات تھا جو نقل کر چکے اور جواب آپ اس لغویات
سے باز آئیں اور ایسی باتوں کو ترک کریں جو مشرفانہ ہیں شری ہی شری ہے قولہ غرض کہ روایت نکاح

حضرت ام کلثوم شیعہ کے کتب اقول افسوس ہی کہ ان کتب سے کوئی حضور کے کام نہ آئی اور کسی سی خاص
بیٹی فاطمہ کا ثبوت ایسے ہوسکا پھر شیعون کا انکار کیا قصور اور حضور تو بہر کیف گلی وکوچہ مین بہت سے لگی کسی سے کچھ بلا
بلکہ جسکی طرف گئی اوسی اور ہی کچھ ہاتھ مین پکڑا دیا آپ نے اوسی کو غنیمت سمجھکر شکم مبارک مین رکھلیا پیٹ
سگے اگر کلوخے برسر آید نہ شادی بر چند کین استخوان است - اور یہ نہ سمجھے کہ پیٹ تو ان سگان عمر و بدون استخوان
ورشت وہ سے لے شکم ور چون گیر واندر نافتد قولہ اور ایسے متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہین سکتا اقول العجب
جس ورق بیضہ دغا کو اپنے مطلب کے مطابق سمجھا اوسکو تو متواتر کہدیا حدیث خوم کو جسکو کل محققین علمای اہلسنت
مکذوب وموضوع وباطل کہتے ہین متواتر بنادیا اور حدیث غدیر خم کو جسکے قریب قریب سو صحابی کے راوی
اور صحاح مین موجود ہی غیر صحیح او غیر متواتر کہدیا اور اسیطرح روایت عقد ام کلثوم کو جسکا ایک صحابی بھی راوی
نہین ہی اور ایک حدیث صحیح بھی اوسمین نہین اور چند بعض اخبار ضعیفہ مجہول السند کہ خلاف صحیح علمای اصحاب
ہی وسمین وارد ہین ہی متواتر کردیا ہے تو سنیون کا اختیاری امر ہے بقول سنیون کہ خدا نے سب باتون مین
بندون کو مجبور کیا ہے مگر دو باتون مین سنیون کو اختیار کامل دیا ہی ایک تو یہ کہ جسکو چاہین خلیفہ
بنالیا کرین دوسرے جس روایت کو چاہین متواتر بنالیا کرین قولہ اہل انصاف اس فرقے کے
تعصب اور عناد کو دیکھین اقول اہل انصاف فرقہ سنیہ کے تعصب اور عناد کو دیکھین اور راویون کے
صحیح بیانیون کو ملاحظہ فرماوین کہ جن حدیثون کے دو سو صحابہ کرام عدول مین راوی ہین اور صحاح مین
موجود وہ تو غیر صحیح اور غیر متواتر ہے اور جس حدیث ضعیف کے دو ایک راوی وہ بھی مجہول ہین وہ
نہایت صحیح اور نہایت متواتر ہے ان حضرات سنیون کا جواب ہماری زبان سے کیا ہوسکتا ہے مگر
انشاء اللہ زبانیہ کے زبان سے ملیگا فانتظروا انا معکم من المنتظرین قولہ اس روایت کی صحت کا
اقرار کرین اقول جز ضعیف اور مجہول السند ہونے کے اگر کسی نے صحت کا اقرار کیا ہو تو کسی جھوٹے منہ
سی اوسکا نام بھی تو نکلوان اکثر علماء نے بفرض صحت جوابات دندان شکن دیے ہین لیکن ظاہر ہے کہ یہ
اور بات ہے اور اقرار صحت اور بات ہے لیکن کیا کیجے کہ گدھے ایسے بھی ہین کہ گھوڑے
گدھے مین کچھ فرق نہین کرتے اور گھوڑے گدھے سب ایک ہی لکڑی سے ہنکاتے ہین قولہ

اور اپنی احادیث کے کتابون مین سنداً اسکو روایت کرین **اقول** ہماری کتب احادیث مین اخبار صحاح اور حسان اور ضعاف سب روایت کیے جاتے ہین اس سی ہر حدیث کا صحیح ہونا کہان سے نکلا **قولہ** اور اپنی فقہی مسائل کا اوس سی استخراج فرمادین **اقول** کسی مسئلہ کا استخراج حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ سے نہین ہوا کیون اسقدر جھوٹھ کہنے پر کمر باندھی ہی ہان جواہر الکلام مین موت ام کلثوم اور اوسکی بیٹی زید بن یعنی ہی سے استخراج ایک مسئلہ کا ہوا ہی اگر کوئی شخص اوسکو حدیث نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ سمجھے تو اوسکی عقلمندی ہی شیعون کا ہمین کیا قصور **قولہ** اور نہ ایک شخص بلکہ خلفاً عن سلف الی قولہ بسند صحیح نقل کرتے ہین **اقول** جھوٹھ کے منہ مین کیا تعجب ہی کاس جھوٹھ پر آسمان کیون نہین پھٹ پڑتا کہ یہ دب جاوے زمین کیون نہین شق ہوتی کہ سما جاوے کسی نے بسند صحیح نقل کیا ہی اور کسی نے صحت سند کا اقرار کیا ہی جو جو دلائل لغو یہ آپ نے لکھے اوس مین تو کسی کا دعوی صحت سند ہونا آپنے نہین بیان کیا پھر اس مقام پر دعواے صحت سند کہا نسے کود پڑا اور اگر فرمایئے کہ دلائل مین ذکر صحت سند بھول گئے تھے مگر اب تتائج مین یاد پڑ گیا تو ہم کہینگے کہ ہان بیل نہ کودا کودے گون اس جگہ کے واسطے ٹھیک مثل ہے حقیقت یہ ہے کہ بعض روایات بظاہر دال بر وقوع نکاح بجبر واکراہ مطابق روایات کاذبہ اہلسنت کہ نکاح جبری پر دال ہین وارد ہوے ہین اور ہمارے علمانے بفرض تسلیم مثل روایات سنیان کے جوابات اوسکے دیئے لیکن تصریح اوسکی ضعیف اور مجہول السند ہونیکی ہی کی ہی اور کسی نے اوسکی تصحیح نہین کی بر خلاف روایات انکار از ائمہ اطہار کہ شیعون نے اباً عن جد و خلفاً عن سلف اوسکی تصحیح کی ہی اور وہی معتقد اونکا ہے جیسا کہ اہلسنت بھی اسکے مقر ہین کما ذکرنا سابقاً **قولہ** اور اوسکی توجیہات سے سیکڑون ورق سیاہ کرین **اقول** مقصود سیاہ کرنے اوراق سے توجیہات مین سیاہ کرنا مخالفون کے منہ کا ہے کہ بفرض تمہاری قول باطل کے ہم ہیں ہزار جواب دے سکتے ہین خدایا اس فرض و تسلیم سے اور اقرار صحت سند و عدم صحت سند روایت سے کیا واسطہ مگر کیا کیجیے کہ ایسے کور نظرے کیطرف روئی خطاب ہے کہ لائق خطاب اولے الالباب نہین **قولہ** اور پھر بھی بعض حضرات غیرت اور انصاف کو چھوڑ کر **اقول** بیغیرت دیکھیا و بے انصاف وہی حضرات ہین جو بے اثبات کسی بات کے دعواہائے بے سروپا کرین

قولہ اور یہ خیال کریں کہ اگر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح میں حضرت عمر
کے رہتیں اقول بنت فاطمہ علیہا السلام سے جب نکاح ثابت ہی نہیں تو ایک ساعت ایک لحظہ
ایک لمحہ ایک پل ایک دقیقہ عمر کے نکاح میں کیونکر رہیں اور جو سالہا سال عمر کے نکاح میں رہیں وہ بیبی
تھی وہ زوجہ شریفہ طاہرہ عفیفہ جمیلہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی اور ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی
معیط تھیں لیکن راویان سنیان نے ان دونوں ام کلثوموں اور تیسری ام کلثوم بنت ابی بکر مجہول بعد اور
چوتھی ام کلثوم بنت فاطمہ کو ملا کر ایک کر دیا کما اشتبہا علیہ قبل ذلک قولہ اور اسکی شہرت بدرجہ غایت
نہ پہنچے اقول تواتر کا حال پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ حدیث غدیر خم جب متواتر نہیں ہے تو دنیا میں
کوئی خبر متواتر نہیں ہے پھر عقد ام کلثوم کے تواتر کے قائل ہونگیکی امید شیعوں سے رکھنا خالی از حماقت نہیں قولہ
لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزائے اقول ہم نے ابھی بیان کیا کہ سالہا سال زینت
افزائی خانہ خلافت مآب اور جننے والے زید بن عمر خطاب کے وہی ام کلثوم بنت جرول خزاعی
اور ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں نہ ام کلثوم بنت فاطمہ قولہ اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے
انکا نکاح جعفر طیار سے ہوا اقول نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا محمد بن جعفر طیار سے ہوا نہ خود
جعفر طیار سے جو انکے عم حقیقی تھے یہی غلطی اسکی باعث ہے کہ مخاطب کو درمیان محمد بن جعفر اور خود جعفر طیار
کے فرق معلوم ہوا اب سمجھے کہ ایک چچازاد برادر ہیں جنسے عقد ہوا اور انکا نام محمد بن جعفر ہے اور دوسرا
حقیقی چچا ہیں جنسے عقد حرام اور انکا نام حضرت جعفر طیار ہے جنکی وفات قبل ولادت حضرت ام کلثوم
یا قریب ایام ولادت ہے ہم اسکو مانتے ہیں کہ مطابق قول رسول خدا ہے کہ آنحضرت نے نظر طرف
اولاد جعفر و علی کے کر کے فرمایا تھا کہ بناتنا لبنینا بیٹیاں ہمارے واسطے بیٹوں ہمارے کے ہیں کما
رواہ الثقات لیکن بعد عمر عقد کا ہونا جو کہ روایت سنیہ ہے کہ جسکا صاحب استیعاب ناقل ہے
اسکو شیعہ غلط جانتے ہیں کما مر قولہ اور آفتاب روشن کو کف دست سے کون پوشیدہ
کر سکتا ہے اقول سنی لوگ پوشیدہ کر دیتے ہیں بلکہ اوس پر خاک ڈالنے سے اپنے سروں پہ
خاک ڈالتے ہیں یعنی خبر متواتر غدیر خم کو چھپاتے ہیں اور خبر موضوعہ مجہولہ ام کلثوم کو آفتاب بتاتے ہیں

لیکن اہل بصیرت سمجھتے ہیں کہ کون آفتاب مثل آفتاب نصف النہار نمایاں ہے اور کون آفتاب زیر تیرہ خاک کفر و نفاق پنہاں ہے قولہ یہی ہم نے نقل کیا ہے اقول تمہاری کل نقل تمہاری دعوائے باطل کے مطابق نہیں ہے اور اوس سے ہرگز ثبوت نکاح خاص فاطمہ کی بیٹی کا نہیں ہوتا ہے فارجع البصر اسلئے ما قلنا

ثم ارجع البصر هل ترى من فطور ولكن من لم يجعل الله له نورا فما له من نور

قال المخاطب القمقام سلمه الله بطول السلام

دوسرا قول جبکہ علمائے اعلام شیعہ نے دیکھا کہ انکار کرنا اس روایت کا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے اور اوسکو غلط اور مجعول کہنا مقولہ دروغ گویم بروی تو پر عمل کرنا ہے اسلئے اوسکی توجیہ پر توجہ فرمائی اور دوسری طور سے اس فضیلت کے ابطال پر کمر ہمت باندھی کچھ اون بزرگوں نے نہایت سعی و کوشش کی اور ہر طرح کی توجیہ اور تاویل فرمائی لیکن اوس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہی ہوتا گیا اور بزعم خود فہم رسیدہ اصول مذہب تشیع کے اوس میں خلل ہی بڑھتا گیا کاش وہ انکار ہی کرتے جاتے اور اگر اونکی غیرت و حمیت اجازت دیتی تو بجائے اسکے اوسکی صحت کا اقرار فرماتے تو بہتر تھا اسلئے کہ جو توجیہات اس نکاح کے معاملہ میں کیے گئے ہیں اونکے دیکھنے سے ہر شخص مذہب تشیع سے نفرت کرتا ہے اور اونکے سننے سے ہر مسلمان کے دل میں ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ جتنی زیادہ توجیہات کرتے ہیں اور جسقدر زیادہ تاویلات بیان فرماتے ہیں اوتنے ہی اونکے اصول و مشائخ کے بربادی کا اور ثبوت ہوتا جاتا ہے شعر

مرض عشق پر رحمت خدا کی ۞ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور زیادہ تر تعجب اس پر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود اونکے دلونمیں بھی یقین آسکتا ہے کہ یہ توجیہات باطل اور تاویلات لاطائل و لغو ہیں کہ برائی ثابت کرتی ہیں اسلئے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلاتی ہیں مگر با اینہمہ علم و فضل اوس سے باز نہیں آتے اور باین تقدس وہ اپنا دل ہی میں مزید بلکہ اور بڑھاتے جاتے ہیں اور اپنے مذہب کو ڈبا کر رکھے جاتے ہیں اوکو اونکے علما اور فضلا کی تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یا اللہ اونکی عقل پر کیا پردہ پڑ گیا اونکی حیا و غیرت کو کون لے گیا کہ اپنے پیغمبر کے کلمات

زبان پر لانیسے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و ننگ کی باتون کو ائمہ کے طرف منسوب کرنے سے لحاظ نہین فرماتے دین محمدی کو تو خراب ہی کر چکے مذہب اسلام کو بھی بگاڑ چکے اصحاب نبوی کو بھی کافر و منافق کہہ چکے ایک اہلبیت رہگئی تھی جنکی مزید محبت کا دعویٰ کرتی ہتی جنکے فضائل کا اقرار فرماتے تھے کہ اوسکو بھی در پردہ کھو دیا اونکے فضائل کو بھی ایسی بیغرتی کے کلمات کو اونکی طرف منسوب کرکے معائب سی بدل دیا اور یہ سب کچھ تو کر چکے اور ہنوز ایمان کے دعوے مین ثابت قدم ہین یہ معلوم نہین کہ انکا ایمان اور محبت کیا کیا نتیجے دکھلائیگی بیت دل بردی و دین وجان شیرین ＊ دین طرفہ کہ باز در کمینے

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

صاحبان انصاف دور از اعتساف پر مخفی نرہے کہ شیعونکا اولے جواب عدم ثبوت نکاح بل ثبوت عدم النکاح ہی اور جو دلائل ثبوت وقعیت پر حضرت مخاطب والا خطاب اور دیگر مریدان ابن خطاب نے لکھے ہین وہ ایسے پوچ و لچر ہین کہ جس سی کسیطرح سی ایک ذرہ بھی ثبوت وقعیت نہین ہی اس لیئے کہ مدار کل دلائل کا یا اقرار بعض علما پر ہے یا بعض روایات پر اور ہمنے بیان کیا بشواہد و قرائن قطعیہ کہ اقرار انکا لا ہو فرضا و تسلیما بقول المخاصم ہے اور بعض روایات بھی وہ ہین کہ علما جسکی تصحیح نہین کرتے بلکہ اوسکے احاد اور ضعیف اور مجہول السند ہونیکی تصریح کرتے ہین اور علاوہ اسکے معارض اوسکی قوی اوس سی موجود ہین پھر ثبوت وقعیت کہانسے ہوگا اور شیعونکا ثانوے جواب بعد فرض و تسلیم روایات کاذبہ سنیہ کے ہی لیکن مفروض روایات سنیہ سے فقط اسقدر ہے کہ یہ نکاح فرضی بجبر و اکراہ نہ بخوشی خاطر ہوا اور اس فرض کو یہ لازم نہین ہی کہ ہم کل خصوصیات مافی الروایات کو بھی مسلم کر لین اور جو قباحتین اور وقاحتین اور بیحیائیان اور بیغیرتیان اوسمین مذکور ہون اون سب کو ہم مسلم کرتے ہون مثلاً روایات سنیہ مین ہی عمر کا بنت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو بالجبر جناب امیر سے لینا اور قبل از نکاح فرضی بیحیائی چھاتی سے لگانا اور آغوش مین لینا اور کشف ساقین کرنا اور بدنظری نظر خیانت بغجدین ڈالنا اور اوس معصومہ کا طمانچہ اوٹھانا اور کہنا کہ ای شقی یہ کیا کرتا ہے تیری آنکھین پھوڑ دونگی تیری ناک توڑ دونگی ان لچے پن شہدے پن

کذاب سنیّہ راویان باتین یہ سب کہ ہین کہتے پکار پکار اور ہین معترض بھی فضا ہم کے حرکات
نے فقط بنظر توہین جناب امیر علیہ السلام بنائی ہین اور علمائی سنیّہ نے اوسکی روایت کی ہی اور طرفہ
یہ ہے کہ برائی بدشگونی کی لیئی اپنی ہاتھسی اپنی ناک کاٹی ہی اور خیال اسکا نہ کیا کہ حضرت عمر کا بھی فسق و فجور
اور بیدینی اور بیحیا پستی اونکی اور جھوٹھا اور خائن اور آثم ہونا اونکا بھی اونہین روایات سے
نکلتا ہے اور یہ کہنا اونکا کہ مین خواہان یا نہین ہون کذب محض ہوا جاتا ہے ورنہ یہ حرکات
شہادت سماعت اور کشف ساقین و نظر خیانت نہ نامی علینین کس لیئی تہا کیفیت ہماری عرض یہی ہے کہ
جو توہین سنیون کی بظاہر جناب امیر کے لیئے اور حقیقت مین اپنے عمر کے لیئے ہے شیعون نے
کہین اوسکا عشر عشیر بہی نہین کیا مگر دستور حضرات سنیّہ کا ہے کہ اپنا عیب نہین دیکھتے اور دوسرونکے
پہلی بنارتے ہین **قولہ** جب علمائی اعلام حضرات شیعہ نے دیکھا **اقول** جب علمائی اعلام حضرات
سنیّہ نے دیکھا کہ حضرات شیعہ غضب کرتے ہین کہ فقط ایک حدیث حوض مین خوض کرکے قیامت
کیئے دیتے ہین اور کل فضیلت عمری باطل کرکے نفاق و ارتداد ثابت کیئے دیتے ہین اور ایسی
روایتون سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا و اپنے سر پر لینا اور ماہتاب پر تھوکنا اور اپنے
منہ پر اور پیٹھ پر لینا ہے اسلیئے ایک دوسرے طریقہ پر توجہ فرمائی اور دوسرے طور سی اثبات
فضیلت عمری پر کمر ہمت باندہی اگرچہ انکے بزرگون نے نہایت ہی سعی و کوشش سے طرح طرح کی روایتین
اس بارہ مین بنائین لیکن اوس سی بجائی فائدہ نقصان ہی ہوتا گیا اور بعوض قائم رہنے مذہبتین
کے اور بہی خلل ہی بڑہتا گیا کاش وہ فقط نکاح ہی پر اکتفا کرتے جاتے اور گو اونکے علما و محدثین اثبات
کفر و فسوق و فجور عمر مین جہوٹی ہوتی بلا سے مگر کبہی اون احادیث خبیثہ کے صحت کا اقرار نفرماتے
تو بہتر ہوتا اس لیئی کہ جو کثر روایات مخالفۃ العقل اس نکاح کے معاملہ مین کیئی ہین اونکے دیکھنے سے
ہر شخص مذہبتین سی ایسی نفرت تام کرتا ہے جیسے حلالخورون سے انسانکو نفرت ہوتی ہی اور
اون روایتون کے سننے سے ہر مسلمان کے دلمین ایک جوش غیرت کا پیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی
کہ اس مسلمانی سے نصرانی کرسٹانی نیچری ہونا بہتر ہے چنانچہ آخر کو ہمارے مخاطب جناب مولوی

محمد علی صاحب جزاہ اللہ بما یستحقہ ایسے ہی ہو گئے طرفہ لطیفہ تو یہ ہے کہ جتنی زیادہ روایات انہین
گڑھے گئے اور جسقدر زیادہ فضیلتین عمر کے اور توہین اہلبیت کی بیان فرماتے گئے اوتنے اونہین کے
اصول اور عقاید کے برائے اور ثابت ہوتی گئی اور حضرت عمر کے غاصب اور کاذب اور خائن
اور آثم ہونیکا کماحقہ صحیح المسلم والبخاری ثبوت ہوتا گیا ع مرض جہل پہ لعنت خدا کی مرض بڑہتا
گیا جون جون دوا کی قول اور زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود اونکے دلون مین یقین
اسکا ہے **اقول** شیعونکو بھی زیادہ تر تعجب اسپر ہے کہ باوجود اسکے کہ خود سنیونکے دلونمین یقین
اسکا ہے کہ یہ جھوٹھی حدیثین باطل اور اکاذیب لاطائل جو دربارہ نکاح ام کلثوم سنیون نے
گڑھے ہین اونکے دین کے برائی ثابت کرنیوالے اور لوگونکو اونکے مذہب سے نفرت دلانیوالی
ہین مگر باینہمہ علم وفضل دس سے باز نہین رہتی اور با این دعواہای مسلمانی وادعای لسانی حمیت
عثمانی ہل من مزید کہکر اپنے اصرار کو کذب مفتری مین اور بڑھاتے جاتے ہین اور اپنی
ڈھکی مونڈہونکو کوچہ و بازار مین پھرا پھرا کر سن بیحیائی اور بے پردگی سے نچاتے جاتے ہین اور انکی
مستورات کو ظاہر کرتے جاتے ہین ہمکو انکے علما اور فضلا اور محدثین کملا کی تقریرون اور تحریرون
کو دیکھکر نہایت ہی حیرت ہوتی ہی کہ بار خدایا اونکی عقل پر کیسا پردہ پڑگیا اور اونکی حیا و غیرت عثمانی کو
کون لوٹ لیگیا کہ ایسے بیغیرتی کے احادیث زبان پر لانے سے شرم نہین کرتے اور ایسی عار و
ننگ کی باتونکو حضرت عمر اور حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہین کہ علی کی بیٹی وہ بھی جو خاص فاطمہ کی
بیٹی اور خاص نواسی اونکی پیغمبر کی تھی اوسکو ایک بڑے خبیث اجنبی نے اپنی آغوش ہوسناکی مین
لیا اور بعد ان سب کے کشف ساقین اور نظر الی الفخذین کی اے سنیو اگر کچھ بھی غیرت ہو تو چلو بھر
پانی مین ڈوب مرو اور ان اکاذیب کی تصدیق اور تصحیح نکرو تم کچھ لحاظ نہین فرماتے کہ دین محمدی
کو تو بت پرستون اور شراب خوارون اور سور کھانیوالونکو خلیفہ بناکے خراب کر چکی مذہب اسلام کی
اور حلال و حرام کے احکام بنانے سے بگاڑ چکے اصحاب اور احباب نبوی مثل ابوذر و عمار و ابن مسعود
کو قابل جوتیان اور لاتین کہانی عثمان کی اور لائق شہر بدر کرنے کے بنا چکے ایک اہلبیت رہگئے تھے

کہ جھوٹھے جھوٹھے کا دعوی جنکی مزید محبت کا کرتے تھے اور اونکے فضائل کا بھی اقرار فرماتے تھے اوسکو بھی در پردہ نہین بلکہ علانیہ لکھو دیا اور دعوائی فدک مین حضرت فاطمہ ع کو جھوٹھا بنا دیا اور اونکی بیٹی کی ہتک حرمت کیلیئے وہ حدیثین جھوٹھی بنائین جسکے سننے سے ہر ایمان والے کے تن بدن پر لرزہ ہوتا ہے اور جوش غیرت مین زبان سے کیا کیا کچھ نہین نکلتا ہے جسکو عام وخاص خوب جانتی ہین اور ان اکذوبات سے کل فضائل کو معائب سے بدل دیا اور یہ سب تو کر چکے اور ہنوز مسلمانی کی خواہش مین ثابت قدم ہین معلوم نہین کہ ہماری مسلمانی اور انکی محبت وعنایت اونکو کیا کیا نتیجہ دکھلائیگی **بیت** دل بردی ودین وجان شیرین ۔ ودین طفرکہ بازدر لکینی چونکہ اس قول کالبول مین حضرت مخاطب نے سوائی ہزل گوئی اور ہجو خوانی اور تیز زبانی سے کچھ نفرمایا اسلئی مناسب تہا کہ شاگردان میان مشیر کو یہ قول سپرد کیا جائے مگر ہمنے خلاف مروت جانکر در گزر کیا لیکن بمجبوری وناچاری اونکے الفاظ مستہجنہ کو اونہین پر منقلب کر دیا کہ میان کی جوتی میان ہی کے سر پر سزاوار ہی لیکن اوسکے ٹانکے کچھ ٹوٹے تھے اسلیئے اونہین کے موچی صاحب کی ستالی سے اوسکو ٹنکوا دیا کہ فرق مبارک پر جب پڑی تو ایک جانب دھڑا دھڑ اور تڑا تڑ اور دوسری جانب سے پڑا پڑ کی صدا اسے نکلے

قال المخاطب القمقام ہداہ اللہ سبل السلام

اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد فرمایا ہی اور اوسکو آئمہ کرام کیطرف وحاشا جنابہم عن ذلک منسوب کیا ہے وہ قول یہ ہی کہ حضرت فرماتی ہین کہ نکاح ام کلثوم کا ساتھ حضرت عمر کے جناب امیر ع کے رضا اور خوشی سے نہین ہوا بلکہ عمر فاروق نے جناب امیر ع کو تنگ کیا اور اونکو ڈرایا اور ہر قسم کا خوف دیا اور اونپر نہایت درجہ تشدد کیا یہانتک کہ قریب تھا کہ نوبت خونریزی کی پہونچے تب حضرت عباس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے چچا نے حضرت امیر علیہ السلام کو دیا یا بخیال ہونے فتنہ وفساد کے یہ نکاح کر دیا پس اس نکاح سے برائی عمر کی ثابت ہوتی ہی چنانچہ اس قول کی ثبوت مین ہم چند سندین علماء شیعہ کی بیان کرتے ہین پہلی سند سید مرتضی علم الہدی نے

کتاب تنزیہ الانبیا مین فرماتی ہین فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب الخ یعنی حضرت امیرؑ
نی اپنی بیٹی کا نکاح ساتھ عمر کے منظور نہین کیا مگر بعد اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا
جب حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نی دیکھا کہ فتنہ وفساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیرؑ سے اس کام کو
اپنی اختیار مین لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کر دیا اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہے کہ
بجبر واکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کر دیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز ہو تا خصوصاً
عمر سے آدمی کے ساتھ کہ وہ اسلام بھی ظاہر کرتا تھا اور تمام شریعت کا پابند تھا دوسری سند مواعظ حسنیہ
مین مجتہد صاحب فرماتے ہین کما نقل فی ازالۃ الغین کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نشد الے قولہ
بالفرض اگر باختیار ہم باشد عقل این را قبیح نمی داند کہ نکاح با مخالفین جایز باشد بلکہ عقل تجویز می کند کہ حضرت
حقتعالی مباح سازد برای ما نکاح کردن را با کفار چہ قباحت نکاح با کفار عقلی نیست مثل قباحت ظلم وقتل
وامثال آن وچگونہ عقلی باشد وحالانکہ معلوم است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر خود را با کفار تزویج کردہ
وہرگاہ حقیقت حال چنین باشد پس چہ قباحت است در اینکہ جناب امیر علیہ السلام تزویج نماید دختر خود را
باکسیکہ بظاہر مسلمان باشد تیسری سند قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین لکھتی ہین کہ صاحب استغاثہ
فرماتے ہین کہ ایک مخالف نی پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نی اپنی بیٹی کا نکاح عمر بن خطاب
سے کر دیا ہم کہتے ہین کہ ہمکو خبر دی ہے ایک جماعت نے ہماری مشایخ ثقات سے جن مین سے جعفر بن محمد بن مالک
کوفی ہین انہون نی احمد بن فضل سے انہون نی محمد بن ابی عمیر سے انہون نے عبد اللہ بن سنان سے کہ مین نی سوال کیا
امام جعفرؑ سے بابت نکاح ام کلثوم اونہون نے جواب دیا کہ ہوا اول فرج غصبنا کہ یہ پہلی فرج ہے جو ہمسے غصب
کی گئی ہے اور یہ خبر مطابق اوس خبر کے ہے جسکو ہمارے مشایخ نے بابت نکاح ام کلثوم کے ساتھ عمر کے
روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عمر نے عباس کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ
نکاح ام کلثوم کا اونکے ساتھ کر دیا جاوے حضرت امیرؑ نے انکار کیا جب حضرت عباس یہ خبر عمر کے پاس لائے
تب عمر نے کہا کہ اگر علی میری ساتھ نکاح اپنی بیٹی کا نکر دینگے تو مین اونکو قتل کرونگا تب پھر حضرت عباس حضرت علیؑ کی
پاس آئے اونہون نی تب بھی انکار کیا یہانتک کہ آخر حضرت عباس نی علی سے کہا کہ اگر تم نکاح نہین کرتے ہو مین

کیئے دیتا ہون اور تمکو قسم دیتا ہون کہ میرے قول فعل کے خلاف نکرنا اور یہ کہکر حضرت عباس عمر کے پاس گئی اور کہا کہ نکاح تمھارا ام کلثوم کے ساتھ ہوجاتا ہی پس عمر نے آدمیونکو جمع کیا اور کہا یہ عباس چچا علی کے ہین اور علی نی انپی بیٹی ام کلثوم پر انکو اختیار دیا ہی اور اونکی نکاح کر دینے کے ساتھ میری اجازت دی ہی پس حضرت عباس نی نکاح ام کلثوم کا ساتھ عمر کے کر دیا اور بعد تھوڑی مدت کے انکو عمر کے گھر بھیجدیا فقط اس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اسی کتاب مین فرماتی ہین کہ اصحاب حدیث اس روایت کو قبول نہین کرتے لیکن اسمین خلاف نہین ہے درمیان اونکی کہ عباس نی ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے کر دیا بعد بہت سے جھگڑے قصے کے پس مین کہتا ہون کہ جس کسی نے اس حکایت سے انکار کیا ہے اوسکا مطلب یہ ہی کہ حضرت عباس نی ام کلثوم کا نکاح ساتھ عمر کے نہین کیا مگر یہ سبب اوسکی کہ جسکو ہمارے مشائخ نی روایت کیا ہے اور وہ مطابق اس روایت کے ہے جو کہ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہی کہ حضرت امام نے فرمایا ہوا اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہماری غصب سے کیئے گئے

بقول المتمسک بولاتہ علی بن ابیطالب علیہ السلام

یہ جواب با صواب شیعونکا تنزلی ہی بفرض و تسلیم قول سفیان یعنی ہمنی فرضاً قبول کیا کہ روایت نکاح ام کلثوم صحیح ہی لیکن اسمین کوئی قباحت نہین ہی ہان ظاہر مین اگر کچھ قباحت نظر آتی تو اوس صورت مین قباحت ہوتی کہ بخوشنودی جناب امیر یہ عقد ہوتا لیکن جب بنا بر آتی جناب امیر ہوا اور بضرورت داعیہ ہوا تو قباحت ظاہری بھی رفع ہوگئی گو اگر بخوشی خاطر جناب امیر بھی ہوتا تب بھی حقیقت مین کوئی قباحت نہین تھی اس لئے کہ یہ نکاح ساتھ منافق مظہر الاسلام کے تھا اور منافقین سی عہد رسول مقبول سی اوس وقت تک بلا اشتباہ مراسم مخالطت و مواصلت و مناکحت جاری ہین اس لیے کہ یہ امور متعلق بانتظام امور دنیا ہین اور عداوت و بغض اہل نفاق و بدعت اور اہل فسق و فجور و معصیت متعلق با امور آخرت ہی اور اگر فرض کیا جاوی کہ یہ امر یعنی مخالطت با منافقین فی نفسہ قبیح بھی ہو تو اگر بخوشی خاطر کوئی مرتکب اسکا ہو تو مذموم ہوگا لیکن جناب امیر نے اسکا بخوشی خاطر نہین کیا بلکہ بجبر و اکراہ حالت اضطرار مین یہ نکاح کیا اور بخوشی خاطر نہ کرنا بلکہ بجبر و اکراہ کرنا خود روایات

اہلسنت سے ثابت ہی یہانتک کہ خود اون حضرت نے اسکا تکفل نکیا بلکہ عباس کو اسکا متکفل کردیا پس مدار اس جواب کا
اوپر روایات سنیہ کے ہے کہ اوسی سے روایت زبیر ابن بکار ہے کہ وہ خود ہی کہتا ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نی بنا بر اضطرار
و مجبوری متکفل اس نکاح کا عباس کو کیا بہرکیف یہ کل تقریر الزاما للخصم ہے پس ضرور ہی کہ مدار اوسکا روایات مخاصم پر ہو نہ اپنی
روایات پر کہ اوس سی الزام مخاصم نہین ہوسکتا اسلیئے کہ جب اپنی روایت کو ہم خود ضعیف اور مجہول السند کہتی ہین تو دوسرونکو
الزام اوس سی کیا دینگے پس ظاہر ہوگیا کہ مدار جواب روایات سنیہ پر ہی گو بعض روایات ہماری بھی کہ جسکو ہم ضعیف اور
مطروح یا ماول کہتی ہین معاضد اوسکی ہون اور قضیہ جبر و اکراہ متفق علیہ ہوجائی ورد اوسکی طرف اشارہ ہی آخر کلام صاحب استغاثہ
مین جسکی نسبت بغلط مخاطب صاحب طرف جناب علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کے دیتی ہین اور اوسکے فارسی ترجمہ کے بھی غلط
سلط مترجم ہین کہ بعد نقل حکایت مکر و کید عمر قتل جناب امیر مین فرماتے ہین کہ اگرچہ محدثین سنیہ اس روایت
مکر و کید عمر کو قبول نہین کرتے لیکن خلافی نیست میان ایشان در نیکہ عباس تزویج نمود ام کلثوم را بعمر بعد از
طول مطالبہ و مدافعہ انتہی پس جب تمھاری ہی احادیث سی ثابت ہے اور تمھاری محدثین کو اقرار ہے کہ
یہ نکاح بعد طول مطالبہ جانب فظ غلیظ سے اور طول مدافعہ جانب جناب امیر سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اون
حضرت نی بجبر و اکراہ واسطے رفع فتنہ و فساد کے نہ بخوشی خاطر یہ نکاح کردیا بلکہ اسقدر اس سی کراہت تھی کہ خود اوسکے
متکفل نہوئی بلکہ عباس سی کہا کہ تم جو چاہو کرو پس عباس نی بنظر رفع فتنہ و فساد و افظ و اغلظ کے کما ینبغی امن
صحاح اخبار کم کردیا اور شیعونکے نزدیک کل امور حرام مجبوری و ناچاری مثل اکل میتہ و اظہار کفر بدلیل
فمن اضطر والا من اکرہ حلال و جایز ہوجاتی ہین یہ نسبت امور محرمہ کے تہا لیکن ہمنی پیشتر بیان کیا کہ نکاح
منافقین کے ساتھ شریعت اسلام مین جاری و ساری ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ امر مستکرہ ہوا اور جب شریعت
مین نظر بہ قاعدہ عقلیہ شرعیہ الضرورات تبیح المحظورات حرام حلال ہوجاتی فما ظنک بالمکروہات اب حضرات
سنیہ کو لازم ہے کہ اس نکاح مین جو قباحتین لازم آئی ہون وہ بیان فرماوین بلکہ ہم اس سی بھی ترقی کرکے
کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر ظاہر مین بھی مثل اپنی باطن کے مشرک و بت پرست ہوتے بلکہ دعوائی فرعونی و
شدادی و نمرودی فرماتے جب بھی نکاح ایک مومنہ کا مثل نکاح آسیہ بنت مزاحم کے ساتھ ایک کافر
فرعون منش کے بضرورت داعیہ شرعیہ جائز ہوتا اب حضرات اہل سنت کو لازم ہے کہ اسکی قباحت اور حرمت

کسی دلیل عقلی و نقلی سے بیان فرماوین و انی لہم ذالک اور جزا اسکی کہ ٹیلین ٹیلین کرین اور کہین کہ ہتک حرمت لازم آئی
اور ایسی بڑا چین کو دین اور اونسے کیا ہو سکتا ہی مگر عقلا خوب سمجھتی ہین کہ ہتک حرمت تو جب لازم آتی
کہ بایۂ نکاح درمیان مین ہوتا کہ جسکو لوگ سفاح کہتی اور ہمنی سابق مین اشارہ کیا کہ اس نکاح مین عوام کے نزدیک
کوئی ہتک نہ تھی بلکہ شرف عالی سمجھتی تھی یعنی عالی ایسی صاحب عزت و شرافت تھی کہ بادشاہان عصر مین کوئی کفو اونکا نہ تھا
یہانتک کہ جو کل مسلمانون کا بادشاہ حکمران عرب و عجم تھا اونسے جب اونکی بیٹی کی درخواست کی تو اونہون نی اپنی مراد
کے سامنے اوسکو بچی سمجھکر انکار کیا مگر بہت کہنے سننے کے بعد بمجبوری اپنی بیٹی کے ساتھ بیاہ کر دیا پس علاوہ
شرافت ذاتی کے ایک شرافت مصاہرت ساتھ بادشاہ عصر کے حاصل ہوئی تیا حال عوام کا کہ انسان کو نیکنامی
و بدنامی کا نسبت اوروں کے زیادہ خیال ہوتا ہے اب آپ ہی خود انصاف کیطرف کہ بیشک بقول مخاطب وہ حضرت عمر کو
ویسا ہی سمجھتی تھی جیسا کہ خود ہی حضرت مخاطب والاخطاب صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۱) مین نقل فرماتی ہین اور اونکا
کفر و نفاق اور ارتداد تو اکثر زبان مبارک مخاطب پر جاری ہی مگر بزبان شیعیان کہتی ہین نہ اپنی زبان سی
اسی طرح یہ بندہ خاکسار بھی بزبان مبارک مخاطب ہی کہتا ہی جو کچھ کہتا ہے نہ اپنی زبان ہی سے مجھکو ڈر ہی کہ کوئی
نافہم حضرات اہلسنت سے یہ نہ کہنے لگے کہ یہ سید دیوانہ ہو گیا ہے کہ حضرت عمر کو ہمارے سامنے گالیان
دیتا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ نہین بھائیو یہ سید دیوانہ نہین ہی مگر اپنے مخاطب والاخطاب کے اقوال
کو نقل کرتا ہے جیسا کہ مخاطب نے اقوال شیعہ کو نقل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ نقل کفر کفر نباشد بہر کیف
بندہ ایسا نامہذب نہین ہی کہ بزرگان اہل سنت کو اونکے سامنے اپنی زبان سے برا کہے مگر مباحثہ مین ضرورت
نقل اقوال کی پڑتی ہی جسطرح سے کہ مولوی مہدی علی صاحب اور اونکے موچی صاحب و رسالی صاحب کو ضرورت
پڑی ہی عدم بر سر مطلب پس ایسی خواص کی نظر مین جناب امیر کی کوئی ہتک نہین ہوئی اس لئی کہ یہ لوگ خوب
جانتی تھی کہ جناب امیر علیہ السلام معصوم عن جمیع الخطایا ہین اور فعل اونکا بضرورت داعیہ شرعیہ ہی نہایت
مستحسن بلکہ احسن الحسن ہی پھر جب ہتک حرمت نہ عوام کے نزدیک ہوئی نہ خواص کے نزدیک تو اب
سنیتی نکاح مین کرنا قابل اصغا ہی صاحبان خرد نہین ہے قولہ بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے اقول قبول کرنا حقیقتاً ہے بلکہ فرضاً ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا پس لازم تھا کہ مخاطب بجائے

لفظ بعد قبول کرنے صحت کے الفاظ بعد فرض کرنے صحت کے فرماتے اور عوام کو دھوکا اور فریب دیتے
لیکن بیچارے کیا کریں کہ کاذبین غادرین کے کہنا فی صحیح المسلم تاسی دیکی گلی پڑی ہی قولہ ائمہ کرام کے طرف یہ حاشا ہم
عن ذالک منسوب کیا ہی اقول استدلال شیعون کا حضرات سقیفہ پر اور اونکو الزام دینا نہ اس راہ
سی ہی کہ یہ قول ائمہ ہی اس لئی کہ وہ لوگ قول ائمہ کو شیخین کے بارہ مین کب سنتی ہین ابو الائمہ کا قول بشہادت
حضرت عمر ایسے عادل کے اگرچہ بعدل تقدیری ہی سہی شیخین کی بارہ مین کہ جناب امیر اون دونو کو کاذب
وغادر وخاین واثم سمجھتے تھے کما فی صحیح المسلم حضرات اہل سنت نہین سنتی تو دیگر ائمہ کی بات کب سننگی
بلکہ اس راہ سے ہے کہ احادیث اہل سنت مین موجود ہے اور محدثین کو اونکے اسکا اقرار ہے کہ حضرت
علی نے بخوشی خاطر یہ نکاح نہین کیا بلکہ بجبر واکراہ عمری عباس کو اوسکا متکفل کر دیا پس اسی بنا پر شیعہ کہتی ہین کہ
فرجا غصبنا القلب جس طرح غاصب خلافت ہوا اوسیطرح اس نکاح جبری مین بھی غاصب ہوا قولہ چند سند مین
علمائی شیعہ کے اقول کوئی شیعہ اسکا منکر نہین ہی جو حضور کو احتیاج سند دینی کی ہو شیعہ تو جب تنزلاً ہماری
قول کو فرض وتسلیم کرتے ہین تو اوس سی حضرت عمر کی برائیان اور صحت اس نکاح فرضی کی جو بضرورت داعیہ
شرعیہ تھے بیان کرتے ہین قولہ اور تمام شریعت کا پابند تھا اقول یعنے جیسے کل منافقین ہوتے ہین
کہ ظاہر مین کل شریعت کے پابند اور باطن مین خود خدا اور رسول کے منکر فضلاً عن الشریعۃ قولہ
مجتہد صاحب فرماتی ہین اقول الحق کیا بہت خوب فرماتی ہین کہ جب نکاح کفار کے ساتھ عقلاً قبیح نہین ہی ورنہ
بنا بر تمہارے زعم باطل کے پیغمبر خدا کیون اپنی بیٹیان کفار کو دیتے تو اگر علی نے بخوشی خاطر بھی ایک بیٹی
مظلمہ اسلام کو دی ہو تو کیا قباحت لازم آئی فضلاً عن الجبر والاکراہ کہ اگر وہ حسن تھا تو بقیاس اولویت احسن ہوگا
ماشاء اللہ ماشاء اللہ یہ تقریر ایسی مضبوط و مستحکم ہے کہ جواب اسکا جو قابل قبول ارباب عقول ہو کسی مخبوط کے
منہ سے نہین نکل سکتا آرے ہمارے مخاطب اسیسے نا فہمون نے جوانب و اطراف کلام کو تو نہ دیکھا
اور فکر اثبات کفر ظاہری خلیفہ صاحب مین ہوئی اور اگر اس سب کو ہم فرض بھی کر لین تب بھی جناب مجتہد صاحب
کا قول نہین ٹوٹ سکتا اس لئی کہ وہ مدعی ہین عدم قبح عقلی کے نکاح مین ساتھ ظاہری کفار کے بدلیل نکاح
بنات پیغمبر باقی رہا قبح شرعی پس ہر قبیح شرعی بلکہ عقلی بھی حالت اضطرار واکراہ مین جائز و مباح ہی بدلیل

فمن اضطر و الآمن اکرہ کما اشر الیہ **قولہ** صاحب استغاثہ فرماتی ہین **اقول** پہلے تو مجیب صاحب نے ترجمہ قول
صاحب استغاثہ مین زری استر کے کاٹ چھانٹ کی پھر اوس کاذب کے غلط التصدیق نے دوبارہ اوسپر
اپنے ظلم کی رائی پھیری لیکن صاحبزادی کی خیانت تو اونکے والد ماجد روحانی کی بیان سی کھل گئی لیکن مجیب صاحب
کی چوری اور خیانت جب کھلتی کہ اصل مصائب النواصب موجود ہوتے لیکن اسوقت ہمارے پاس نہین ہے
مگر آخر کلام کا غیر منتظم ہونا دلیل اسپر ہے بہرکیف اوس مین فی کرحدیث اول تحریف صاحب مناہی و قد مرا فیستا
اور ثانیا بھی ذکر اوسی کے مضمون کا ہے مگر ابتدا مین ذکر کیا عمر قتل جناب امیر مین ہی ہو چونکہ ذات شریف
ایسی کیا دیون اور مکاریون مین اوستاد کامل تھی اور ایسے ہی مکر و فریبون سی خلافت سراپا جلافت
حاصل کی تھی تو اونکی غلطیون سی چنداں بعید نہین وھو روز شوری بھی جس پاس تھم خلافت خلیفہ ثالث ہو گیا
جناب امیر علیہ السلام فرماتی ہین کہ عمر نے میرے قتل کی تدبیر پوری کی تھی مگر تقدیر مطابق تدبیر نہوئی بالجملہ یہ
خبر بھی اخبار آحاد سے ہے جو قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور محمول اوپر بنت مجازی جناب امیر یعنی
بنت ابی بکر ربیبہ آنحضرت کی ہوسکتی ہی اور کہین بنت فاطمہ کا لکہ جسکو ہمارے مخاطب بھی نفی کرتے ہین ہی بنابر
اسکے ہم کہ سکتے ہین کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو اپنی بنت ربیبہ کے دینے مین عمر کو یہ انکار تھا جیسا کہ
اس روایت مین ہی تو بنت فاطمہ کو بخوشی خاطر دینا تو محال تھا **قولہ** بیان ہاسکی کہ آخر حضرت عباس نی
اقول حضرت عمر کی مکاری و کیادی کے پردہ فاش ہو جانے سے ذھیٹ جھلا ہون کے نزدیک
ہمارے مخاطب ڈرے اور اونکی مکرو کید کا ترجمہ ہندی مین کرنے سے شرماگئے اور اوسکو کھا گئے
بندہ اوسکا ترجمہ فارسی ترجمہ ازالۃ الغین صاحب شفاء العین سی کرتا ہے کہ جب باوجود تحذیر و تخویف
قتل جناب امیر نے نہ مانا اور عباس نی عمر کو دوبارہ خبر امتناع علی کی دی تب عمر نے عباس سی کہا کر روز جمعہ
مسجد مین حاضر ہو اور قریب منبر بیٹھ اور جو کچھ یہان ذکر ہو اوسکو سن تجھے معلوم ہو جائیگا کہ مین قتل علی پر قادر
ہون اگر ارادہ کرون پس عباس حاضر مسجد ہوئی جب عمر خطبہ و موعظہ سی فارغ ہوئی تو لوگون سی مخاطب
ہو کر فرمانے لگے کہ ایہا الناس یہان ایک مرد اصحاب رسول خدا سے ہے کہ اوسنے زنا بعد محصنہ کیا ہے
اور اوسکی زنا پر مطلع ہوا ہی تنہا امیر المؤمنین یعنی عمر پس اس بارہ مین تم لوگ کیا کہتی ہو پس ہر طرف سے

لوگون نی کہا کہ ہرگاہ امیرالمومنین نی اطلاع پائی ہی تو کسی غیر کے مطلع ہونیکی کیا حاجت ہی چاہیے کہ بی تامل خلیفہ کی
اوس حد زنا جاری کرین جب حضرت عمر مسجد سی پھری تو عباسؓ سی کہا کہ اب جاؤ اور علیؓ سی کہو جو تمنے سنا
پس قسم اللہ اگر علی نہ کرینگے تو مین کرونگا جو تمنے سنا پس عباسؓ علیؓ کی پاس گئی اور سب ماجرا بیان کیا پس کہا
علیؓ نی کہ مین جانتا ہون کہ یہ بات اوسکی نزدیک بہت سہل و آسان ہی یعنی مقتضائی بے دینی و بے ایمانی یہی
ہے اور مین اوسکی آرزو کا برلانیوالا نہین ہون یعنی بخوشی خاطر پس عباس نی کہا کہ اگر آپ نہین کرتے تو
مین کئی دیتا ہون اور آپ کو قسم دیتا ہون کہ اس امر مین میری مخالفت نفرمائیے پس عباس عمر کے پاس
گئی اور کہا کہ جو تو چاہتا ہے ہوجائیگا پس جمع کیا عمر نے لوگون کو اور کہا کہ یہ عباس چچا علیؓ کی ہین اور
علیؓ نی امر اپنی بیٹی کا انکے حوالہ کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ اونکی بیٹی کا نکاح مجھسے کردین پس عباس نے
نکاح کردیا اور بعد چند روز کے عمر کے پاس بھیجدیا اور ہر چند محدثین شیعہ اس حکایت کیدہ و مکر عمر کو
قبول نہین کرتے مگر اسقدر امر اتفاقی محدثین شیعہ ہی کہ اوسمین اختلاف نہین کہ عباس نی بعد بہت قصہ
و جھگڑے اور طول مطالبہ عمری اور مدافعہ علوی کے نکاح ام کلثوم کیا پس جو لوگ منکر حکایت کید
عمری ہین وہ بھی مقر اس بات کی ہین کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہین ہوا بلکہ بجبر و اکراہ ہوا اور یہی مقصود ہی روایت
اول فرج غصبت منا کا یعنے نکاح بجبر و اکراہ ہونا انتہی محصل قول صاحب الاستغاثہ ولیس فیہ لاہل السنۃ
من اغاثۃ ولاکن المخاطب صاحب اللہاثۃ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث وان تترکہ یلہث بالجملہ حکایت
کید عمری بھی اخبار آحاد سے ہے کہ قابل اعتماد فی الاعتقاد نہین اور اسمین ذکر بنت فاطمہ بھی جو مبحوث عنہ
بین الفریقین ہی نہین ہی پس محمول برنبت مجازی یعنی بنت ابی بکر ربیبۂ جناب امیرؑ ہونا جایز ہے واذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال **قولہ** اس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اوسی کتاب مین فرماتی ہین **اقول**
ہرگز قاضی صاحب نہین فرماتے بلکہ صاحب استغاثہ فرماتے ہین کہ متفق علیہ تمھارے محدثین کا ہے کہ
عباس نی بعد طول مطالبہ و مدافعہ اور بڑے قصے جھگڑے کے یہ نکاح کردیا ہی تو اگر ہم قول تمھارے
محدثین کا اس نکاح کے بارہ مین فرض بھی کرلین تب بھی عمر کی برائی ہی ثابت ہوتی ہی نہ بھلائی اور خود
آپ کے سبط ابن جوزی بھی اسی روایت کے قائل ہین اور خواجہ پارسا فصل الخطاب مین بھی روایت

سے لکھتے ہیں قولہ انکار کیا ہے اوسکا یہ مطلب ہے اقول جس احمق کو فارسی عبارت سمجھنے کی لیاقت
نہین ہے وہ عربی کیا سمجھیگا کفش دوز کی فارسی عبارت اگرچہ وہ بھی غلط اسلط ہی گر اوسمین بھی کوئی لفظ ایسا نہین
کہ جسکا ترجمہ یہ مطلب ہی کیا جاوی کوئی ہمارے بیان صحیح منتظم کو چھوڑ کر اس ترجمہ غیر منتظم سے جو بالکل وکھری
پچھری عبارت ہی ملاوی اور حضرت مخاطب والاخطاب گہر اولہ پور خطاب کو صد آفرین و ہزار تحسین کہی

قال المخاطب العقتا ہم ہداہ اقتبل السلام

الحاصل ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نی اپنی خوشی سی نکاح نہین کیا بلکہ حضرت عباس نے
بزبردستی نکاح کر دیا لیکن یہ قول باطل ہی چند دلیلون سی پہلی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی نی خود نکاح
نہین کیا بلکہ حضرت عباس کو اختیار دیدیا اور اونھون نے نکاح کر دیا لیکن اس سی اصل نکاح کے ہونے مین کچھ
شبہہ نرہا اگر حضرت امیر ام کلثوم کے باپ تھی تو حضرت عباس بھی ام کلثوم کے دادا ہوتے تھے اگر باپ نی نکاح
کیا نہ سہی اونکی اجازت سی دادا نی نکاح کر دیا اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین وہ ثابت ہو گیا دوسری
دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ لائق زوجیت ام کلثوم کے تھے یا نہ تھے اگر لائق زوجیت کے نہ تھے
تو حضرت عباس پر جو کہ حضرت علی مرتضی جناب سید الانبیاء کے چچا تھے اونپر معاذ اللہ سخت الزام عاید ہوتا
ہے کہ انھون نی فاطمہ کی بیٹی پیغمبر خدا کی نواسی کا نکاح ساتھ ایسے شخص سے کر دیا جو کہ صلاحیت زوجیت کی
نہین رکھتا تھا اور جو ایمان اور زہد و تقوی سی بھی بری تھا اسی عد الزام حضرت علی کی ذات پر جا شایبہ
عن فی الک موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہے وہی حضرت عباس اونکے چچا پر ہوگا تیسری دلیل وکیل اور
مختار ہونا حضرت عباس کا طرف سے حضرت علی کے معاملہ تزویج میں ان روایات سے بھی ثابت
ہوتا ہے پس شرعا و عرفا فعل وکیل کا عین فعل موکل ہی اس لیے وہ فعل حضرت عباس کا ہی وہی فعل حضرت علی کا
سمجھنا چاہیے پس گویا نکاح حضرت عباس نی کر دیا ہو مگر جبکہ وہ وکیل اور مختار جناب امیر کے ہوئے تو
یہ نکاح باجازت جناب امیر کے سمجھنا چاہیے اور اگر حضرت علی نی حضرت عباس کو اجازت نہین دی
اور وکیل نہین بنایا تو بلا اجازت اونکے حضرت عباس کا وکیل و مختار ہونا جائز نہ ٹھرا اور اس سے

سخت الزام حضرت عباس پر آتا ہے اور غصب کرنے مین معین اور مددگار ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے اور
پھر نکاح کا ہونا بلا اجازت ولی کے لازم آتا ہے اور اوسکا عدم جواز شرعًا وعرفًا ظاہر ہے اور اس سے
جو کچھ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرما دی اور
اور تھوڑی سی غیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ ان اقوال کے نتائج پر غور کرین اور جو جو خرابیان اونمین
ہین اون پر نظر فرماوین بارخدایا یہ کیسے دوست اہلبیتؑ کے ہین ورا اونکی فضیلت اور بزرگی کے کیسے
قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان بیان کرتے ہین
خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تہمتین آئمہ کے اوپر کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش
سی پنبہ غفلت نکالکر سنیے کہ یہ حضرات کیسی برائیان اہلبیت اطہار کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم و
من سوء عقیدتہم اللہم احفظنا من شرور انفسہم ومن سیات اعمالہم چوتھی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی دل سی
راضی تھے کہ نکاح ہووے لیکن حضرت عباس کے سمجھانے سے راضی ہوئے اور وہ رضامندی
کچھ خوشی سے نہ تھی بلکہ مجبوری سی تو اس سی بھی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے جسکے بچانیکے لیے
بیہادہ بنا لی گئی ہی یعنی خوف سے جان کے حضرت عباس کے کہنے کو بہ مجبوری قبول کر لیا اور جان بچانیکے
لیئے عزت دینا گوارا فرمایا و نعوذ باللہ من ذلک اور اگر خوف جان نتھا تو ایسے معاملہ مین جسمین عزت و
آبرو کی ہتک ہووے اور جس سی خاندان اہلبیت کو بٹہ لگے کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نہ تھا بلکہ لازم
تھا کہ اپنے انکار پر اصرار فرماتے اور ہزار عباس سمجھاتے ایک بات بھی اونکی نہ سنتے بلکہ صاف کہتے
کہ چچا تمکو یہ بزرگی کیا ہوا ہے جو ایسی سفارش کرتے ہو اور ہمیشہ کے لیئے اہلبیت اطہار مین داغ لگاتے ہو
بھلا ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن سی کیونکر مجھسے ہو سکتا ہے کہ اپنی بیٹی وہ بیٹی فاطمہ کے بطن سے
جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا ہی ہو اور جسکے بیٹوں بیٹوں کو سرور انبیا نے اپنا بیٹا بیٹی کہا ہے
ایک کافر یا منافق کو دیدون اور پیغمبر خدا اور فاطمہ زہرا کے روح کو ایذا دون اور اگر عمر فاروق ہاتھی
و جبر کرنے ہی پر آمادہ ہوتے تو لازم تھا کہ اسد اللہی دکھلاتے ذوالفقار کو میان سی باہر نکالتے عمر کی
اوتری ہوئی تلوار کے جوہر دکھلاتے مرحب و عنتر کی طرح غصب کرنے والیکے ایک ایک دار مین دو ٹکڑے

کرتے آخر وہ تلوار جسنے جبرائیل امین کے پر کاٹے اور وہ ذوالفقار جسنے جعفر جنی کے دو ٹکڑے کئے کسدن کے لیئے تھے اور وہ شجاعت و مردانگی جو بدر و حنین میں کفار کو دکھلائی اور وہ قوت جو جنگ خیبر میں ظاہر فرمائی کس روز کے واسطے رکھ چھوڑی تھی برائی خدا کوئی اس قتل کے دشمن فرشتے پوچھے کہ اس سے زیادہ شیر خدا کے حق میں دوسری ہتک اور بے حرمتی کی بات کیا ہوگی کہ اونکے بنات طیبات کو بجبر و اکراہ کافر فاسق لینے پر مستعد ہوں اور شیر خدا سرور اولیا سند الاصفیا سید الاوصیاء اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کافروں کے قتل کرنیوالے خیبر کے فتح کرنیوالے دشمنوں کے ایک نگاہ میں ہلاک کرنیوالے ہزار جنوں کو ایکدم وستی میں زیر و زبر کرنیوالے جنکی ذات خدا کی قدرت کی نشانی جنکا وجود الہ کے جلال و عظمت کا نمونہ جنکے نام سے کفار عجم لرزاں جنکی صورت سے شجاعان عرب ترساں کیسے علی خدا کے شیر رسول کے بھائی بتول کے شوہر نامدار حسنین کے پدر بزرگوار نظم

وصی نبی جفت پاک بتول — فروزندہ شمع دین رسول
فشانندہ جان براہ خدا — نمایندہ کفر از دین خدا
درآرندہ عمر و مرحب زپای — برآرندہ باب خیبر زجای
رہانندہ موسے از رود نیل — دمانندہ گل زنار خلیل
بساحل رسانندہ فلک نوح — کشایندہ باب ہائے فتوح
ہواخواہ او جبرئیل امین — بفرمان او آسمان و زمین
نہ کس جز نبی ہم ترازوی او — قوی دست قدرت ز بازوی او

باینہمہ شجاعت و ہیبت اور باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانے سے ڈر جاویں اور کچھ چون و چرا نہ کریں اور عار و ننگ کو اپنے اوپر گوارا کریں اور بلا رضامندی اپنی او کی گھر اپنی بیٹی لخت جگر و نور نظر کو بہا نہ دیں تف ایسے عقیدہ پر اور نفرین ایسی تہمت پر بیت گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد

وای گر از پس امروز بود فردای

بقول المتمسک بولایة علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کس بات کا ابطال فرما رہی ہین ہمنی تو نکاح کو جو بقول سنیونکے ہے فرض و تسلیم
کرلیا اب ہم حضرات اہلسنت سی کہتی ہین کہ اسمین جو قباحت لازم آئی ہوا وسکو بیان فرماکے ہمسے اوسکا
جواب لین مخاطب صاحب کہتی ہین کہ اب ضرور ہی کہ حضرت عمر کو پکا مومن متقی پرہیزگار سمجھو ہم کہتی ہین لا نسلم
اسکی کوئی ضرورت نہین ہی کہ اگر نکاح مومن متقی سی ہو تو نکاح جائز ہو ورنہ باطل ہو اس لئی کہ نکاح کفار سی
کوئی قبح عقلی نہین رکھتا ورنہ بنا بر تمھاری زعم کے تین بیٹیان پیغمبر کی تین کافر یعنے ابی العاص ورابنی ابولہب
کو نہ دیجاتین اور حضرت لوط پیغمبر کفار سی ہولا بناتی ہن اطہر لکم نفرماتی اور چونکہ اشعریہ لاشعور حسن و قبح
عقلی کے منکر ہین تو انکو کسی طرح سی نہین ہوسکتا کہ اس قبح کے قائل ہون باقی رہا قبح شرعی جو لا تنکحوا المشرکین
سی ثابت ہی پس ہم کہتی ہین کہ یہ مشروط ہی بعدم الضرورۃ اس لئی کہ کل احکام شرعیہ ایسی ہی ہین کہ جناب باری
نے فمن اضطر والا من اکرہ سی ہر مضطر اور مجبور کو مستثنے فرمایا ہے علاوہ اسکے یہ قبح شرعی مخصوص ہے
واسطی مشرکین کے اور شیعہ گو حضرت عمر کو کافر بہ کفر نفاقی جانتی ہین لیکن کافر بہ کفر اسلامی نہین جانتی ہین
اس لئی کہ باتفاق ہمارے اور تمھارے وہ مشرک بت پرست اور منکر لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ نہ تھی
گو ستر چالیس سال تک تھی مگر بالفعل تو لیس بالفعل وہ منافق تھی اور کوئی آیت اور کوئی حدیث اوپر عدم
جواز نکاح کے منافقین سی نہین دلالت کرتی اور اگر کوئی کہی کہ گو سنیون کے یہان کوئی حدیث نہین ہی مگر شیعون
کے یہان تو حدیث ہے کہ سنیون کو بیٹی نہ دو تو ہم کہینگے کہ یہ محمول ہی یا اوپر کراہت کے یا محمول ہی اوپر حرمت
کے نسبت معلن بعداوت اور منکر بفضیلت اہلبیت کے یا محمول ہی اوپر عدم ضرورت شرعیہ کے لیکن
جناب امیر علیہ السلام کو ضرورت شرعیہ موجود تھی یعنی جب عمر نے جبر واکراہ کیا تب اونحضرت کو خوف فتنہ و
فساد و خونریزی کا ہوا حالانکہ شرایط جہاد اوسوقت تک موجود نہ تھے لاجرم جو نکاح کہ حالت اختیار مین
ناجائز تھا حالت اضطرار مین جائز اور مباح اور صحیح ہوگیا بلکہ بنظر ضرورت واجب ولازم اوسکا کرنا ہوگیا
لیکن جبر واکراہ عمر کا اور بطیب خاطر جناب امیر کے نہونا پس روایات اہلسنت مین موجود ہی بلکہ جناب سید شوستری
علیہ الرحمہ نقل عبارت استغاثہ مین فرماتے ہین کہ تمیع علماء محدثین اہل سنت ہی کہ عباس نے بعد گفت و شنود بسیار
اس نکاح کو کردیا جیسا کہ ابھی خود حضرت مخاطب کی ناقل ہوئی اور سابقا ہمنے سبط ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے

اگر وہ بھی تحریم جبر ہی کا قایل ہی کہ حضرت علی نے پہلی انکار کیا جو عمر کو سخت ناگوار معلوم ہوا تب حضرت عباس نے جناب امیر
کو سمجھایا اور کہا کہ زوجہا عنہ فقد بلغنی عنہ کلام اب نکاح کر دینا مناسب ہی کیونکہ وہ کلام ہمنے عمر سے سنا ہے کہ
جس سے بڑی فساد آتی ہی برائی خدا فرمایئے کہ اس روایت میں اور اوس روایت میں جسکی باطل کرنیکا آپکو شوق
چرایا ہے فرق کیا ہے محقق دہلوی شیخ عبد الحق بھی فصل الخطاب سی یہی نقل کرتے ہین کہ خود حضرت عباس نے
جناب امیر کو سمجھا کر نکاح کر دیا بعد اسکے مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ بنا بر اسن جبر و اکراہ کے بڑی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی جناب امیر کی ہوئی پس اوس جناب کو لازم تھا کہ ذوالفقار صاعقہ کردار کھینچکر عمر کو فی النار
کر دیتے میں کہتا ہون کہ سنیون کے محدثین نے اسی نظر سے یہ روایتیں بنائی ہین کہ بے آبروئی جناب امیر
کی ثابت کرین گو عمر کا بھی فاجر و فاسق و غاصب ہونا انہین روایات جعلیہ سے ثابت ہو جائی تو بلا سے
اونکو فقط غرض جناب امیر کے اثبات جبن اور آبرو ریزی ہی ہی لیکن علمای سنیہ کو لازم تھا کہ جب ان احادیث
کی تصحیح کی تو کچھ توجیہ بھی کرتے کہ جس سے تفسیق و تجویر عمر لازم آتا نہ ہتک حرمت جناب امیر وانی لہم
ذلک افسوس ہی کہ حضرات اہل سنت ام آبان بنت عتبہ کو تو اس درجہ جری بیان کرین کہ خلیفہ کے خطبۃ النکاح
کا صاف جواب دے کہ ہم ایسے بدخو بد مزاج سی نکاح نہین کرتے جو منھ بنائی گھر مین آئے تیوری چڑھائے
باہر جائی اور خلیفہ کچھ نہ کر سکین اور اپنی خلیفہ اول کی بیٹی ام کلثوم کے جرأت دکھائین کہ خلیفہ دوم
کے نکاح سی انکار کرے اور بد مزاج بنائی اسپر خلیفہ سے کچھ نہ بن پڑے مگر جناب امیر کو با اینہمہ قدرت و شجاعت
و کثرت قوم و قبیلہ ایسا مجبور اور عاجز اور ناچار جانتے ہین کہ باوصف انکار شدید و حیلہ و حوالہ و عذر و
معذرت کے مجبور رہے کہ اپنی بیٹی کو ایسے بدخو بد مزاج بڈھے خبیث سے بیاہ دیا اور کوئی تدبیر کارگر
نہو سکی بلکہ اسدرجہ مجبور ہوئے کہ بغیر بیاہے خلیفہ صاحب کے پاس مجمع عام مین اپنی بیٹی کو بھیجدیا جسپر وہ بھی
اس بغیرتی سی پیش آیا کہ بوسہ لیا گلے سے لگایا ساق پا کھولا یہانتک کہ خود اوس لڑکی کو ان حرکات ناشایستہ
پر اوس نالایق کے غصہ آیا اور چاہا کہ ایک طمانچہ سے ناک عمر کی توڑ دے آخر اوسی غیظ و غضب میں جھنکہ چلی آئی
اور باپ سے شکایت کی کہ کسن خبیث بڈھے کے پاس مجھکو بھیجدیا اسپر بھی نہ جناب امیر ہی کو حمیت آئی نہ اور کسیکو
خاندان بنی ہاشم سے غیرت معلوم ہوئی بلکہ برعکس اسکی اوسی بڈھے سے نکاح کر دیا یا یہی چھپنا ہی نکاح قرار پایا

غرض ان شمنان خدا و رسول نے کوئی درجہ توہین و تحقیر و تذلیل اہلبیت کا اوٹھا نہ رکھا مگر یفا دیریدون لیطفئوا نور اللہ
واللہ متم نورہ خدا و رسول و اہلبیت اطہار کی عظمت زیادہ ہوتی گئی اور عمر کا فسق و فجور و جبر و قہر ثابت ہوگیا اور جناب امیرؑ کا
کچھ نہ بگڑا اس لیئے کہ عوام نے جانا کہ جناب امیرؑ کی بیٹی بادشاہ وقت سے بیاہی گئی اور خواص نے جانا کہ ایک
منافق فاجر و فاسق سے بضرورت شرعیہ بیاہی گئی اور یہ جو کہا کہ جناب امیرؑ کو ذوالفقار کھینچنا لازم تھا تو وقت
غصب خلافت زیادہ تر لازم تھا مگر ذوالفقار کو نہ کھینچا اسلیئے کہ خلاف حکم خدا و رسول تھا کیونکہ شرائط
جہاد موجود نہ تھے چنانچہ ابن ابی الحدید جو بڑے دوستان عمر سے ہے شرح نہج البلاغۃ مین لکھتا ہی کہ جناب امیر
فرماتی تھی کہ اگر چالیس آدمی بھی میرا ساتھ دینے والے ہوتے تو مین ضرور تلوار کھینچتا اور غاصبون سی جہاد
کرتا اور جناب رسول خدا تو قوت اور شجاعت اور کل صفات کمالیہ مین اولین و آخرین سی بڑھے ہوئے
تھے اور جناب امیر اور حمزہ اور عبیدہ ایسے جوانمرد بھی اونکی ساتھ تھے بلکہ حضرت عمر ایسے کافر کش
بقول آپ کے جنکے ایمان لانیسے چالیس مسلمان پورے ہو گئے تھے وہ بھی موجود تھے پھر جناب رسول خدا
نی تلوار نہ کھینچی اور غار تیرہ و تار مین معہ یار غار چھپے تو جب جناب امیر کی شجاعت مین حضور حرف زن
ہوتے ہین تو پیغمبر خدا کی شجاعت کیا بلکہ نبوت مین مثل حضرت عمر کے مانند واقعہ و حدیبیہ حرف زن ہونا ضرور
ہے اب لازم ہے ربقہ اسلام گلے سے نکالیئے اور زنار کفر گلے مین ڈالیئے لیکن اوسوقت مین بندہ
بنظر آپکی تلون مزاجی کے کہ یاد وہ تلونات عمری ہی خدمت شریف مین بصد ادب عرض کریگا کہ ؎
در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن **قولہ** ان روایات سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے اپنی خوشی
سے نکاح نہین کیا اسلئے قولہ یہ قول باطل ہی بچند دلیل **قول** یہ قول سی مراد اگر بطلان قول نکاح
ہے تو ہمارا بھی قول یہی ہی کہ اصل دعوائی نکاح ہی باطل ہی مگر سنیون کی خاطر سے ہمنے فرض کر لیا ہی
اور بعد الفرض اوسکی قباحت پوچھتے ہین اور اگر غرض یہ ہی کہ نکاح بنا رضامندی باطل ہی تو مدار
اثبات نارضامندی تمھاری ہی احادیث پر اور اقرار پر تمھارے محدثین کے ہے کہ جناب امیرؑ
ایسے ناراض تھی کہ خود متکفل اوسکی نہوئی بلکہ عباس اوسکی متکفل ہوئے پس اگر تم اپنی ہی احادیث
کو باطل کرتے ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد ہم بھی اوسکو باطل ہی جانتے ہین **قولہ** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت

علی نے خود نکاح نہین کیا **اقول** چونکہ یہ مضمون یعنی خود نکاح نہ کرنیکا تمہاری ہی احادیث مین موجود ہی تو تمکو
جھک مارکے ماننا پڑیگا پھر اس مین شیعوں پر کوئی احسان حضور کا نہین ہی اگر مانیگا تو ہمارا جواب
بفرض و تسلیم نکاح انہین احادیث سے موجود ہے اور اگر نہ مانیگا تو ہم بھی اپنی فرض و تسلیم سے ہاتھ اوٹھا لینگی
اور کہینگے کہ جسطرح تمہاری یہ احادیث غلط ہین اوسیطرح کل احادیث تمہارے دربارۂ وقوع نکاح غلط ہین
اور ہماری حدیث اس بارہ مین چونکہ ضعیف السند ہی اور خلاف عقل و نقل ہی پس مطروح ہی یا ماؤل ہی لیکن عقل سلیم
قبول نہین کرتی کہ جناب امیر نے ایسے موذی خدا و رسول کو کہ مصداق من آذاہا فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ
ہی کچھ بیٹی دی ہو لیکن نقل پس قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا اس نکاح کی مدعی دروغگو اور راہ راستی سے گمراہ ہین معارضہ
کیلئے موجود ہے **قولہ** لیکن اس سے اصل نکاح کی ہونیمین کچھ شبہہ نہ رہا **اقول** سبحان اللہ کیا فہم ہے کیا ادراک ہے اور کیسا ذہن عقل
چالاک ہی حضرت مخاطب شروع کلام کو اپنے بھول گئی خود ابتدائی کلام مین فرمایا تہا کہ دوسرا قول یعنے پہلا قول تو انکار اس
نکاح کا تہا اور دوسرا قول قبول کرنا اوسکا اور اوسکی توجیہات بیان کرنا چنانچہ بعد اسکے کچھ ہفوات
بکے فرماتے ہین اب ہم اوس قول کو بیان کرتے ہین جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے ارشاد
فرمایا ہے انتہی اب اسجگہ ابطال توجیہ جبر و اکراہ مین فرماتے ہین کہ اگر تسلیم کرلین توجیہ جبر و اکراہ کو تو اس سی
نکاح کے ہونیمین کچھ شبہہ نہ رہا ارے احمق نکاح کو تیرے خصم نے فرضاً قبول کرلیا ہے پھر اوسکے اثبات
کی کیا حاجت ہے جو کوئی کہی کہ اصل نکاح کے ہونیمین شبہہ نہ رہا شبہہ تو جب تھا اگر جب ہوتا کہ یہ بات ہمنے
بخاطر سنیان فرضاً قبول ہی کرلی ہو تو اوسکے ثابت ہونے سے توجیہ جبر و اکراہ کیونکر باطل
ہوگئی اب مخاطب کو چاہیے تھا کہ ابطال توجیہ کرے نہ یہ کہے کہ نکاح ثابت ہوگیا چہ خود ہمنے قبول
ہی کرلیا ہے ولو فرضاً اوسکے ثبوت سے کہنا کہ توجیہ باطل ہوگئی کچھ سمجھ مین نہین آتا کس ارادہ سے
ہوئی ہین معلوم کہ حضرت مخاطب ہوش مین ہین یا کسی کڑی بتول کی ترنگ مین ہین ذرا ہوش کرکے فرمائی
تو ہم سمجھین کہ آپ کیا فرماتے ہین ابھی تو جز ہذیان سرائی آپکی تقریر ہم کچھ نہین سمجھتی **قولہ** حضرت عباس
بھی ام کلثوم کے اولیا ہوتے تھے **اقول** یہ محاورہ خاص حضور کی مادری زبان کا ہی جو آپنے
اپنی اماں جان سی سیکھا ہے اور محاورۂ عرب مین باپ کے اعمام کو طبقات مین اعمام ہی کہتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے خصوصاً جد من الاب جسکے لیئے ولایت نکاح بنت الابن ہی قولہ اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہین
وہ ثابت ہو گیا اقول اصل مطلب تمھارا اس مقام پر ابطال توجیہ ہے نہ اثبات نکاح کہتے ہیے تو
بقول تمھارے اوسکو قبول ہی کر لیا ہے ذرا ہوش مین آیئے بے ٹھکانے ہذیانات نہ بکیئے اور مصداق ان الرجل
لیہجر نہو جیئے مگر یہ کہ فرمایئے کہ جب پیغمبر صاحب بقول حضرت عمر صاحب لیہجر ہوے تو ہم کیونکر نہون
قولہ دوسری دلیل حضرت عمر لایق زوجیت کے تھے یا نہ تھے اقول ہرگز ہرگز حالت اختیار مین لایق
زوجیت نہ تھے کہ حقیقت مین بے دین بے ایمان تھے گو ظاہر مین مظہر الاسلام تھے قولہ تو حضرت عباس
پر اسے قوام سخت الزام عاید ہوتا ہے اقول جب یہ نکاح بخوشی خاطر اختیار آنہ تھا بلکہ باضطرار بجبر و
اکراہ تھا تو نہ عباس پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے نہ حضرت امیر پر قولہ جو ایمان اور زہد و تقوی
سے بھی بری تھا اقول کسی کتاب مین ایمان خاص و زہد و تقوی شرط صحت نکاح نہین ہی بلکہ ظاہر الاسلام
ہونا کافی ہی ہر چند فاسق و فاجر ہو خصوصاً صحت نکاح جبری و قہری مین تو کوئی شرط نہین ہی من ادعی خلاف
ذلک فعلیہ البیان تعجب ہی حضرات اہلسنت وجماعت سے کہ امامت مین اور خلافت رسول اللہ مین
شرط عدالت نہو اور ہر فاسق و فاجر مثل فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس خلفائی رسول اللہ اور امام الجماعت
ہون اور نکاح مین شرط زہد و تقوی و عدالت ہو فما لہولاء القوم لا یکادون یفقہون قولا قولہ موافق
اصول شیعہ کے ہوتا ہے اقول اصول شیعہ یہی کہ وقت اضطرار و اکراہ مین ہر حرام حلال ہو جاتا ہے
بنا بر اسکے تو کوئی الزام نہین ہوتا ہے تعجب ہے مخاطب سے کہ توجیہ وجیہ جبر و اکراہ کا کچھ ذکر نہین کرتا
اور شتر بے مہار کیطرح گردن اوٹھا اوٹھا کر ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے قولہ تیسری دلیل کہ ولی و مختار ہونا
حضرت عباس کا اسی قول ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہی اقول ہان ان روایات سنیہ سے علاج
وکیل و مختار ہونا ثابت ہوتا ہی اسیطرح جسے یہ نکاح بنا ر رضامندی خاطر اور بجبر و اکراہ ہونا بھی ثابت
ہوتا ہے جیسا کہ خود مخاطب چند سطر پیشتر اقرار کر چکا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت علی نے اپنی خوشی سے نکاح نہین کیا انتہی اور اسی پر مدار جواب ہی کہ خوشی سے نہین کیا بلکہ بجبر و
اکراہ حالت اضطرار مین کیا اور ہر فعل ناجائز وقت اضطرار جائز ہو جاتا ہے چہ جائی فعل مکروہ کہ

Presented by Ziaraat.Com

بلا رجہ ادے جائز ہوگا قولہ باجازت جناب امیر کے اقول صحیح ہی اجازت بجبر و اکراہ ان احادیث
سنیہ سے ثابت ہے مگر تمکو اس سی کیا پھل ملا آخر غاصبیت غاصب خلافت کے جناب امیر اور عباس نی
اچھا کیا جو حالت اضطرار مین یہ نکاح کر دیا مگر غاصب خلافت نے بہت برا کیا جو ان بزرگوارون پر جبر و اکراہ
کیا قولہ جو کچھ کہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ عقلا کو معلوم ہے اقول حمقا کو کچھ نہین معلوم ہوتا ہے مگر یہ شبہہ
عقلا کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح جو حالت اضطرار مین بجبر و اکراہ غاصب خلافت سے کر دیا گیا جائز و مباح
و مستحسن بلکہ احسن تھا مگر غاصب بسبب جبر و اکراہ کے مستوجب اسفل السافلین ہو رو لعنۃ اللہ علی الظالمین
والغاصبین کا ہو گیا کیون حضرت مخاطب صاحب عقلا نے تو یہی نتیجہ نکالا اب حمقا ابھی جو اپنا نتیجہ بیان فرماوین
تو ہم اوسکو سمجھین اور جانین کہ آیا اونکی بکر فکر عقیم ہے کہ منتج نتیجہ سقیم ہے قولہ خدا حضرات شیعہ کو ذرا عقل
و انصاف عطا فرماوے اقول و باللہ التوفیق خدا حضرات سنیہ کو ذرا عقل و انصاف عطا فرماوے
اور تھوڑی سی حیا اور غیرت اور شرم عنایت کرے کہ وہ اپنے اقوال کالابوال پر نظر کرین کہ حضرت فاطمہ
کی بیٹی کو ایک شقی جبشی نی آغوش مین لیا اور کشف ساقین اور نظر الی الفخذین کیا اور اسکے نتائج پر غور کرین
اور جو خرابیان انمین ہین اون پر نظر فرماوین بار خدایا یہ کیسے دوست عمر اور علی کے ہین اور اونکی فضیلت
اور بزرگی کے کیسے قائل ہین کہ ایسی باتین اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور محبت کے پردہ مین اونکی برائیان
ظاہر کرتے ہین خدا کے لیئے کوئی انصاف کی آنکھ کھولکر دیکھے کہ وہ کیا کیا تہمتین اپنی عمر پر بخیال علی کی توہین
کے کرتے ہین اور ذرا گوش ہوش سی اپنے غفلت نکالکر سنیئے کہ حضرات اہل سنت کیسی برائیان عمر کی اور
و لتین اہلبیت اطہار علیہ السلام کی بیان کرتے ہین نعوذ باللہ من ہفواتہم الکاسدۃ و من سوء عقیدتہم الفاسدۃ اللہم
احفظنا من شرور انفسہم الشیطانیہ و من سیئات اعمالہم البکریۃ العمریۃ و العثمانیہ اگر بفحوای الحب یعمی و یصم بکل البغض
ابھی و یکل قباحت ان روایات کی نہ معلوم ہو تو اپنی سبط ابن جوزی کا قول خیال کرین جو خدا کی قسم کھا کر ان
روایات کو باطل کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اونڈیون کی نسبت بھی ایسی امور جائز نہ تھے چہ جائے کہ خانوادہ رسالت
کے ساتھ خلیفہ دوم سی یہ امور سرزد ہون قولہ جو کچھی دلیل اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی دل سی راضی نہ تھی الی قولہ
بلکہ مجبوری سی اقول جب روایات سنیہ سے یہ امر ثابت ہے تو آپکو جھک مار کے قبول کرنا پڑیگا اور اگر

اپنی احادیث کی تکذیب کرکے انکار کیجیے گا تو ہم کل احادیث سنیہ کو جو در بارۂ نکاح ہین تکذیب کر کے اصل نکاح ہی سے
انکار کرینگے اور کہینگے کہ جسطرح یہ حدیثین جھوٹھی ہین ویسی ہی حدیثین تمھاری اس بارہ مین جھوٹھی ہین والامر کذلک
فی الواقع **قولہ** تو اس سے بھی وہی الزام حضرت علی پر عائد ہوتا ہے **اقول** کوئی الزام حضرت علی پر بجز مظلومیت
کے نہین لازم آتا ہے اور مظلومیت وہ بات ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جسکی بابت فرماتے ہین کہ مرد مسلم کے لیئے کوئی عیب
نہین ہے کہ مظلوم ہو **قولہ** جسکی بچاؤ کی لیئے یہ بناوٹ کی گئی ہے **اقول** بناوٹ کرنیوالے تو محدثین اہلسنت ہین جو اقرار
بجبر واکراہ کرتے ہین اور انکی غرض ان احادیث کی وضع سے اظہار مقہوریت و مجبوریت جناب امیر اور قاہریت اور جابریت
حضرت عمر ہے یعنی جناب امیر باین عزت انکی خلیفہ صاحب کے سامنے ایسے ذلیل و خوار تھے کہ طوعاً و کرہاً انکی بیٹی اپنی نکاح
مین لی اور انکو دینا ہی پڑا **قولہ** یعنی خوف سے جان کے **اقول** کیا لکھتے ہو جو شخص ہر لحظہ و ہر آن شہادت کا منتظر
رہے اور جان ہو اوسکو جان کا خوف کیسا خود فرماتے تھے کہ واللہ ابن ابی طالب مانوس تر بموت ہے مانوس
ہونے طفل کے پستان مادر سے خوف جان کے کیا معنے خوف جان تو مردون کو بھی ہوا ہی نہین پھر شاہ مردان
اور اشجع الشجعان کو تو ہونا محال ہے خصوصاً بقول سیوطی عمر ایسے بزدل سے جو کبھی کسی لڑائی مین نہ لڑے اور
احد سے خیبر سے حنین سے بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے بلکہ جو کچھ خوف تھا خوف فتنہ و فساد اور قائم
ہونے بانی جہاد کا تھا اوسمین سے سمجھتے ہین کہ حکم خدا و رسول جہاد کرنیکا نہ تھا یعنی حکم خدا و رسول تھا کہ بے یار و انصار
جہاد کرو اسی سبب سے بقول ابن ابی الحدید جناب امیر ہمیشہ افسوس کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بھی معین پاتا تو غاصبون
کو اونکے مقر تک پہونچاتا جسطرح جناب رسول خدا کے لیئے جبتک یار و انصار بقدر ضرورت کا ہم نہ پہنچے
حکم استتار فی الغار ہوا حالانکہ قوت اور شجاعت اور رجولیت و مردی مین وہ حضرت اضعاف مضاعف اولین
و آخرین تھے **قولہ** اور جان بچانے کے لیئے عزت دینا گوارا فرمایا **اقول** فض اللہ فاک و جعل النار مثواک
کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا جو عزت خداوند عز و جل نے بقول خود وللہ العزۃ ولرسولہ
وللمؤمنین مومنین موقنین کو اپنی فضل و کرم سے بخشی ہے وہ ظالمین ملعونین کے ظلم و ستم سے ہرگز نہین جا سکتی ہے بلکہ
ظالمین کا جسقدر ظلم بڑھتا ہے اوتنا ہی بھاری طوق لعنت بھی تا بقیامت اونکے گلے مین بقول خدا الا لعنۃ اللہ
علی الظالمین و علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین و یلعنہم اللاعنون بڑھتا ہی اور اعزاز و اکرام بزرگان دین کا

Presented by Ziaraat.Com

بقولہ بلکہ ہم عقیدہ ہوکر ہوان دنیا و آخرت مین بڑھتا ہے قولہ جس مین عزت و آبرو کی ہتک ہووے اور خاندان
اہلبیت کو بٹا لگے اقول ہم نے سابق مین بتفصیل بیان کیا کہ مضمون ہتک آبرو اور خاندان مین بٹا لگنے کا محض غلط اور
خام خیالی اہل سنت ہی کہ جسکو واقعیت سی سر مو علاقہ نہین ہی اسلیئے کہ ظاہر ہین اپنی بیٹی ایک بادشاہ ذی اقتدار
فرمانروائی عرب و عجم کو بیاہ دی جسکی وصلت کی خواہش بنظر عزت سلطنت دنیاوی کے اہل دنیا رکہتے تھے بلکہ
مایہ افتخار و سرمایہ شرف و عزت و اعتبار اپنی ہزار پشت کا جانتے تھے یہ نظر ظاہر تہا اور حقیقت مین ایک بے دین
و بے ایمان ستمگر ظلم و عدوان سی بضرورت شرعیہ بیٹی کو بیاہ دیا اور یہ بیاہ دینا نظر خواص مین انسب بلکہ
الزم اور اوجب تہا اسلیئے کہ بغیر اسکے ضرور تہا کہ خونریزی اور جہاد کرنا پڑے اور سوقت مین کہ حکم جہاد رب العباد
نے نہین دیا تہا اور رسول خدا بہی منع فرما گئے تھے کہ اے علی جبتک لوگ مجتمع نہون ہرگز جہاد نہ کرنا جیسا کہ آگے
آتا ہے ہمیں ایسے وقت مین ایک منافق مرتد کافر غیر مشرک سی بیاہ دینا کہ شرعاً جائز تہا بہت آسان تر تہا
نسبت اسکے کہ مخالفت خدا و رسول کر کے معصوم معاذ اللہ عاصی ہو جائے بنا بر اس بیان کے نہ عوام کے
نزدیک نہ خواص کے نزدیک ہتک آبرو ہوئی اور نہ خاندان مین بٹا لگا اور یہ مضمون از سرتاپا غلط ہو گیا
قولہ کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نہ تہا بلکہ لازم تہا **اقول** کہنا حضرت عباس کا ماننا ضرور تہا بلکہ لازم تہا
کہ ماننے اسکے کہ اونکا کہنا مطابق مرضی خدا اور رسول تہا کیونکہ وقت جہاد نہین ہے جہاد نکرو اور بجبر و اکراہ
خواہی نخواہی بیٹی کو بیاہ دو کہ اسمین تمہارا بہلا اور غاصب کا برا ہے **قولہ** اپنے انکار پر اصرار فرمانا **اقول**
پہر انکار پر اصرار کرنا کار جہلا ہے جیسے ابوجہل کو باوجود دیکھنے دلائل نبوت کے پہر انکار پر اصرار رہا **قولہ**
داغ لگائے ہوا **اقول** داغ لگنا یا اس راہ سے تہا کہ حضرت عمر جاریہ زادے تہے جیسا کہ جناب امیر
اونکو ابن الصہاک الحبشیہ فرماتے تھے یا اس لحاظ سے کہ اونکی طیب ولادت مین کلام ہے جیسا کہ آپ بعد
اسکے لکھتے ہین بہر حال الضرورات تبیح المحظورات بعض حالات مین نظر بضرورت شرعیہ ایسے داغ قبول کیے جاتے
ہین مگر نتیجہ اس داغ کا اوس داغی باغی کو ملتا ہے جو مماثل فرعون بنتا ہے نہ اون لوگونکو جو نور خدا ہین یا وہ تم عیب
[illegible] ویطہرکم تطہیرا **قولہ** ہر ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خائن ہی **اقول** جناب بالا
[illegible] فرماتے ہین اور [illegible] اور کہئے شیعہ تو ان کل القاب عالیہ سے اونکو ملقب اور ساتہہ کل ان تشنیعات

سایہ کے اونکو مشرف جانتے ہین وہ ایسے جامہ زیب ہین کہ ہر لباس اونکے قد رعنائی طویل پر راست بلا کم و
کاست اور وقت شرب شراب نبیذی ہر تکلیف اونسے برخاست ہے اور ہر بلا و بخار اونکو دفع ہست
ہی خواہ لحم و شحم خنزیری ہی خواہ اوسکا شیر اور راست ہی حضور معاف کیجیئے گا یہ فقرہ آخر فقط قافیہ بلائی اور
جناب والا کے ہنسانے کیواسطے الحمد یا ہے کچھ تو حضور کا غیظ و غضب شیعون پر کم ہو جاوی مجھی یقین ہی کہ
ضرور آپ فرماینگے کہ سید مسخر این کرتا ہی تو یہ خاکسار بصد انکسار عرض کریگا جو حضرت نوحؑ کفار سے
کہتی تھی کہ انا نسخر منکم کما تسخرون **قولہ** جسکی اولاد کو پیغمبر خدا نے اپنی اولاد فرمایا اور جسکی بیٹون اور بیٹیون
کو سرور انبیا نے اپنا بیٹا بیٹی کہا **اقول** یہ سب سچ ہے مگر حضرت عمر اور ابوبکر نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور
پیغمبر کے اولاد امجاد با لیاقت و فضیلت و رشاد کے موجود ہوتے خود مالک سلطنت رسول اللہ ہو گئی اور
اونکو یہانتک محروم کیا کہ باغ فدک تک بھی غاصبین نی چھین لیا اس ظلم و ستم کی کچھ انتہا ہی فلعنۃ اللہ علی
الظالمین کما قال رب العالمین فی کتابہ المبین **قولہ** تو لازم تھا کہ اسد اللہی کہلاتے ذوالفقار کو میان سی باہر نکالتی
اقول اسوقت حضرت مخاطب بڑے جوش و خروش مسخرگی مین ہین اپنی سیف زبان کو میدان بیان مین چمکاتی ہین
اور بیچاری شیعون پر بجلیان ملامت کی مداحی جناب امیرؑ مین گراتے ہین حالانکہ جو آپ کے زبان سی نکلا ہے وہ ایک
قطرہ ہے بحار فضائل حیدر کرار غیر فرار سے بلکہ ایک رشاشہ ہی اوس قطرہ سے اور اوسی رشاشہ سے ہی جو بعض محققین
نی کہا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ میگویند ٭ بدو انگشت خیبر اندازد ٭ ہمہ قدرت ترا گر تو بطرح افلاک دیگر اندازد
دوسرا مداح کہتا ہے **قطعہ** این نہ وصف تو شد کہ طوفان گفت بطرح افلاک دیگر اندازد ٭ طرح افلاک را بفرمانش
میتواند کہ قبر اندازد ٭ حضرت مخاطب تو اسکو سنکے ساتون آسمان سر پر اوٹھا لینگے اور جوش و خروش اپنا از زمین
تا عرش برین پہونچاوینگی اور فرماوینگے کہ جو ایسا صاحب اقتدار اور اختیار ہی اور اقتدار اوسکا زینہ
قدرت کردگار ہی اور چاہے تو ایک اشارہ مین طبقات ہفت زمین الٹجائین اور ساتون آسمان کے
پردے پھٹجائین عقل اسکو محال جانتی ہی کہ ابوبکر اور عمر ایسے بودون نزدلون سی ڈرجائی اور اونکو
ایک اشارہ سی خاک مین نہ ملائی یہ خاکسار ذرہ بمقدار بصد عجز و انکسار عرض کرتا ہی کہ بس اب جوش و
خروش تابہ کجا خدا کے واسطے ایک ذرا بھی زمام توسن بدلگام زبان کو کام ناکام مین تھام کیجیے چونکہ

پھر ہی تلی دھم لیجئے تو مین بھی کچھ عرض کرون کہ ہم قائل اور معتقد اسکی ہین کہ انبیا و اوصیا موصوف بہمہ این صفات
تھی مگر یہ قدرت و قوت و طاقت اونکے خود ذاتی نہ تھے بلکہ باعانت قادر علے الاطلاق تھی اور یہ حضرات
مقربان بارگاہ رب العزة تھے باینہمہ مقام عبودیت مین علی وجہ الکمال طالب رضائی ایزد متعال علی کل حال
رہتی تھی اور اوس مالک حقیقی کیطرف انکا ہر دم روی نیاز تھا اور اپنی عبودیت اور بندگی پر ہزار ہزار فخر و
ناز تھا اگر یکبار بگوید بندۂ من تا بعرش رسد خندۂ من جناب ختمی مآب ہر تشہد نماز مین فرماتی تھی اشہد ان
محمدا عبدہ و رسولہ پس حبیب اشارہ اپنی مالک کا پاتے تو زمین و آسمان کا الٹ دینا ایک ادنا اونکا کام تھا اور
سارے دنیا کو خاک و سیاہ کر دینا کافی اونکا تھا نام تھا شیعون کا اعتقاد سراپا ارشاد یون ہی کہ جناب رسولخدا کے
مناقب اور فضائل اضعاف مضاعفت فضائل جناب امیر تھے کہ وہ بادشاہ تھے اور یہ وزیر تھے لیکن
کبھی تو ایسا تھا کہ رسولخدا کے اشارہ سے آفتاب نے رجعت قہقری کی اور جمادات اور نباتات اور حیوانات
نے اونکے فرمان بری کی ایک مشت خاک سی تیس ہزار کا لشکر زیر و زبر اور ایک اشارۂ انگشت پاک سی
شق قمر کیا ہیبت چو نقش برانگیخت شمشیر بیم بجز میان قمر زد دو نیم۔ اور کبھی ایسا تھا کہ اونکے
فرق مبارک پر ابوجہل و ابولہب کوڑا اور خاک اور خس و خاشاک ڈالتی تھی اور کبھی اشقیا کے ظلم و ستم سے
از سر تا قدم خون مین شرابور اور دندان مبارک ہدف سنگ جور ہوتے تھے کبھی غار تیرہ و تار مین یا بغار
پنہان کبھی شعب زیدا لقم مین نہان ہوتے تھے جناب امیر کو تو آپکی زبان مخالف ازبیان سی فقط خطاب
اسد اللّٰہی ملا مگر جناب رسولخدا کو تو بدلیل ید اللہ فوق ایدیہم پیشتر اس ہی خطاب ید اللّٰہی عنایت ہوا تھا کہ
جس سی دست عثمان کو آپ کے پیشواؤن نی دست خدا بنایا تھا جنہے مانا کہ اسد اللہ نے اسد اللّٰہی دکھائی تو آپکو
معلوم ہو گیا کہ شیعون نی اس لقب سی ملقب کر نہین خطا کی مگر یہ تو کہیئے ید اللہ نے جب خس و خاشاک سر پر
پڑا اور غار تیرہ و تار مین نہان ہوئی زور ید اللّٰہی کیون نہ دکھایا اسکی کیا وجہ ہوئی وہ زور ید اللّٰہی ایسی بُری
وقتون مین نہ دکھایا تو پھر کس دن کے واسطے رکھ چھوڑ رکھا ابولہب اور ابوجہل مثل عمر اور ابوبکر کے سلطنت
عرب و عجم نہ رکھتے تھے کہ اونسے ڈر جاتے وہ انگشت جس سی قمر دو ٹکڑے ہوا دو کافرون کا اونسے دو ٹکڑے
کر دینا کیا بات تھی جب خس و خاشاک کے نیچے دبے وہ خاک مشت جس سی تیس ہزار بھاگے اوس سی سو یا پچاس

کافرون کو بھگا دینا کیا مشکل تھا جو غار مین چھپے اب ہم کہانتک کہین شُبل مخاطب سکے ہر ملحد و زندیق خدا پر اعتراضا
کر سکتا ہے کہ شیطان کو کیون مہلت دی فرعون کو چار سو برس تک دعوائی خدائی کیون کرنے دیا انگریزون کو
ہندوستان پر کیون مسلط ہونے دیا کہ سلطنت طیموریہ غارت کرین روسیون کو کیون اسقدر اقتدار دیا کہ
سلطان روم جو سُنیون کا امام زمانہ اور امیر المومنین ہی اوسکی تخلیلی کرین ہم تو مسلمان کامل العقیدہ ہین اتنا خوب
سمجھتے ہین کہ جو کچھ خدا و رسول اور امام کرتے ہین مصلحت وقت و تقاضا ہوتی ہی سے امور مملکت خویش خسروان دانند
اگر خاص ایسی حالت کی نظیر چاہتے ہین تو اسد الغابہ و اصابہ و تاریخ خمیس ملاحظہ کرین کہ اوسمین عائشہ سی
منقول ہی کہ اسلام نے باوجودیکہ زینب بنت رسول اللہ اور ابو العاص کافر مین تفریق کر دی تھی مگر رسول اللہ
اسپر قادر نہ تھے کہ دونو کو جدا کرتے کیونکہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے حلال و حرام کو جاری نہ کر سکتے تھے
کیون حضرت جناب رسول اللہ باینہمہ قوت و شوکت و صولت و شجاعت کہ خود اسے ابو العاص کو ایکدفعہ
قید بھی کر لیا اسپر قادر نہوی کہ اپنی بیٹی کو ایک کافر کے تصرف سی نکالین تو جناب امیرؑ اگر ایسے مجبور رہے کہ
بفرض تسلیم ایک منافق سی بیٹی بیاہ دین تو کیون تعجب ہوتا ہی **قولہ** مرحب و انتر کی طرح غصب کرنیوالو تکے
ایک ایک وارمین دو ٹکڑے کرتے **اقول** آپ سمجھی نہین وجہ اسکی یہ تھی کہ مرحب و انتر مرد میدان تھے
بھگوڑے بودے بزدے مثل ثلثہ کے نہ تھے اور مردون کا دستور ہے کہ مردون ہی تلوار کرتی ہین اور
نامردون پر تلوار کھینچنا مردون کے لئے موجب ننگ و عار ہی اس لئے غصب کرنیوالون کے دو ٹکڑے
نکئے **قولہ** جعفر جنی کے دو ٹکڑے کئے **اقول** ہمنے زعفر جنی سنا ہے مگر اوسکے دو ٹکڑے ہونا محض
جھوٹھ ہی اور جعفر جنی کوئی ابوبکر کے سر کا بھتنا ہوگا کہ آن لی شیطانا یعتریني فرماتے تھے یعنی ایک
شیطان ابوبکر کے سر پر سوار ہوتا ہے مگر اوسکا بھی دو ٹکڑے ہونا جھوٹھ ہی ورنہ خلیفہ جی کے سر پر
کون کھیلتا **قولہ** کس دن کے لئے **اقول** دو دن کے لئے تھے ایک تو وہ دن کہ جس دن حضرات ثلثہ
بسبب دغابازی و نمک حرامی و نامردی و بزدلی پیغمبر کو بنرغہ کفار نابکار مین چھوڑ کر رو بفرار ہو کر صدہا
قصد بار بغصب ہوجائین اوس دن انہین حضرت کے زور تلوار سے دین اسلام قائم رہتا تھا دوسرا وہ
دن کہ جس دن شرائط جہاد مجتمع ہوجائین جیسے معاویہ کے قتل مین **قولہ** برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن خسر

سے پوچھیے الی قولہ بیحرمتی کی بات کیا ہوگی اقول برائی خدا کوئی اس عقل کی دشمن خدا کے دشمن رسولؐ کے
دشمن امام سے دشمن ہی پوچھی کہ بیٹی کو ایک ظاہری مسلمان مسلمانون کے بادشاہ سے بیاہ دینی مین بیحرمتی کیا ہے
گو از راہ باطن وہ منافق و مرتد و فاسق و فاجر بھی ہو شرع ظاہر پرست ہی بطون کا علم خدا کو ہی عوام کیا
جانین اور جن خواص پر فی جاتا اونکو بھی معلوم ہوا کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ بضرورت شرعیہ ہوا ہی اور اسپر روایات
اہلسنت بھی گواہی دیتی ہین کہ بجبر و اکراہ ہوا باقی رہا یہ امر کہ صاحب شجاعت نے بجبر و اکراہ کیون گوارا
کیا پس اسکی وجہ مکرر بیان ہوئی کہ شرائط جہاد مفقود تھے جیسا کہ جناب رسولخداؐ کے خس و خاشاک سر پر ڈلوانی
اور غار مین چھپ جانے سے ظاہر ہوا اگر وہ حضرت شجاع ترین اولین و آخرین تھی اور جسکو اسمین شک
ہو وہ کافر ترین اولین و آخرین ہی قولہ بجبر و اکراہ کافر و فاسق لینی پر مستعد ہوا اقول ظاہر کا مسلم مکلف
و تصنیع عوام کے نزدیک عادل نیکوکار متقی پرہیزگار بنا ہوا یہ باطن منافق بجبر و اکراہ نکاح لینی پر مستعد ہوا
نہ بسفاح لینی پر مستعد ہوا اگر بسفاح لینے پر مستعد ہوتا تو ضرور سفی النار کرنیکی لائق ہو جاتا اور مردونکی
تلوار نامردون پر نہ کبھی چلی ہے چلتی مگر کوئی غلام مثل لولو کے کھڑا ہو جاتا اور ایک چھری سی کام تمام کر دیتا
قولہ باینہمہ شجاعت و ہیبت و باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانی سی ڈر جاوین اقول پیغمبر خدا باینہمہ
شجاعت و ہیبت و جلالت و عظمت کہ ضعاف مضاعفت جناب امیرؑ تھی ایک ابوجہل کے ڈرانے سی ڈر جاوین
اور گھر سے نکل کر غار میں جا رہین باوجود تقویت یار غار تین دن تک چھپین اور یار غار کو باوجود گزندگی مار
رونے سیٹنے غل مچانے سے منع فرماوین اور کچھ چون و چرا لب پر نہ لاوین اور ننگ و عار استتار فی الغار کو
اپنی اوپر گوارا کرین اگر سنیونکا یہی عقیدہ ہی تو تف ایسے عقیدہ پر اور ہزار ہزار نفرین و تحسین اس فہم و
دانست پر شیعون کا تو یہ عقیدہ حمیدہ عقلا کا پسندیدہ یہی کہ جناب رسولخداؐ اور علی مرتضیؑ بجز اپنی خدا کے
کل موجودات سے کبھی ڈرے ہی نہین مگر جس حالت مین حکم خدا جہاد کرنیکا نہ تھا تو تابع اوسکی مرضی کے ہو کر کفار سے
اور اون منافقین سے جنکو خدا ایذا دون اللہ و رسولہ فرماتا ہی اذیتین کھینچتی تھی و رلرضا اللہ صبر کرتی تھی
شان خدا ہی جو شخص سرحد کی او رہجرت سے نہ ڈرے اوسکو کچھ سمجھا اولاد الحرقا کہین کہ فلان ایسے بچہ سے
بوسے نہ ڈرے سے جو ہر لڑائی مین کفار کو بچھا دیکر موالی وریہ ہوا کرے ڈر گئے ارے حضرت شیعون نے

اب کہا کہ ڈرے وہ تو یہی کہتے ہیں کہ چونکہ شرائط جہاد نہیں پائی گئی تھی اسلیئے نہ لڑے اور ظلم و جبر غاصبین خلافت پر صبر کرتے رہے الغرض صبر کرنا انبیائی اولے العزم کا جفاہائی کفار پر اور صبر کرنا اوصیا اولے الجزم والحزم کا ظلم و ستم منافقین غدار پر حضرات اہلسنت محمول اوپر جبن اور بزدلی اور ڈرجانے کے کرتے ہیں ٹھری ہی ٹھری ہی ایسی عقیدوں پر اور لاکھ لعنتیں اور ہزار نفرین ایسی تہمتوں پر ہے گر مسلمانی ہمین است کہ سعدی دارد وائے بروے کہ بود تبرا زوے بیمائے

قال المخاطب الفمقام هداه الله سبل السلام

پانچویں دلیل دکھنی سی کتب معتبرہ شیعہ کے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ صلاحیت وکالت جناب امیر کی نہ رکھتی تھی کیونکہ وہ حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل تھی اگرچہ ہمارا یہ لکھنا حضرات کو ناگوار گذریگا اور نا واقفوں کو بہت حیرت و تعجب ہوگا لیکن ہمارا قصور نہیں ہی ہم یا ہمارے علما معاذ اللہ اونکی نسبت ایسا نہیں کہتی بلکہ حضرات شیعہ کے محدثین اور مجتہدین اونکا حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ علامہ طبرسی علماء شیعہ سے اپنی کتاب احتجاج میں حضرت علی مرتضی سی روایت کرتے ہیں کہ ذہب من کنت اعتضد بہم علی دین اللہ من اہل بیتی وبقیت بین حضرین قریبی العہد بجاہلیۃ عقیل وعباس کہ وہ لوگ میرے اہلبیت کے جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسا تھا اور اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے رہگئی ہیں یعنی عقیل اور عباس پس حضرت علی اونکو خوار و ذلیل کہتی ہیں اور اونکو جاہل سمجھتی ہیں تو کیونکر اونکو اپنا وکیل ایسی اہم معاملے میں کرتے اور کسلیئے اونکی بات ایسی بڑے معاملے میں سُنتی اور کیوں اونکے کہنی پر جاتے شاید حضرات شیعہ نے اسیواسطے حضرت عباس کے اوپر بار نکاح کرا دینے کا رکھدیا ہے کہ وہ بقول مرتضوی خوار و ذلیل تھی اسیواسطی ایسی ذلت کی باتیں کیا کرتے مگر تعجب ہی حضرت امیر علیہ السلام سی کہ اونہوں نے ایسے ذلیلونکی بات کیوں سُنی اور کیوں اونکی کہنی پر عمل فرمایا اور یہ کوئی شیعہ خیال نکریگا کہ فقط خوار و ذلیل کہدینی پر جناب امیر نے قناعت کی ہی بلکہ اگر اونکے کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو صاف گالیاں سُنائی ہیں ورنہ معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر نے حضرت عباس کو ولد الزنا بنایا ہی اگر کسی کو شک ہووے

دعاو رد حصہ کلینی اور حیات القلوب کو ملاحظہ کریں مولانا و بالفضل اولانا مولوی علی بخش خان صاحب اپنی ایک
رسالہ میں اوسکی نقل کرتے ہیں ہم اوس سے کچھ منتخب کرکے مشتاقین کو سناتے ہیں وہو ہذہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں
لکھا ہی کہ ابوجعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ فضیل . مادر عباس کنیز بود و زبیر و ابوطالب
و عبداللہ ابنای عبدالمطلب بود عبدالمطلب با و مقارنت کرد و عباس ازان بہمرسید زبیر با عبدالمطلب دعوی کردہ و
بہ پرخاش برآمد کہ این کنیز از مادر ما بمیراث رسیدہ است تو بے رخصت ما با او مقارنت کردی و این
فرزندی کہ بہمرسید یعنی عباس بندہ ماست پس عبدالمطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد وی فرستاد کہ
تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسے کہ ما و فرزندان
ما نشستہ باشند نہ نشینند و در ہیچ امری با ما شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و
اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود پس اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت
عباس معاذ اللہ کنیزک زادی اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے اور اونکی کنیزک زادگی وغیرہ کی سند مہری
دستخطی ائمہ کے پاس موجود تھی شاید اسی وجہ سے حضرت عباس نے حضرت علی کو ایسا ذلیل کیا کہ اونکی بیٹی ام کلثوم
کا جبر و اکراہ نکاح عمر کے ساتھ کرا دیا اور جبکہ بروایت اہل تشیع حضرت عباس کے نسبت ولد الزنا ہونا و حاشا
حاشا چہ جای ذلک ثابت ہوا تو لامحالہ اونکا دشمن اہلبیت ہونا بھی لازم ہوا اسلئے کہ ہزارہا احادیث اور
اقوال سے ثابت ہے کہ ولد الزنا کا کوئی عمل مقبول نہیں نہ وہ کبھی دوستی ساتھ اہلبیت کے رکھیگا اسکو ہم
بحار الانوار اور علل الشرائع اور احتجاج طبرسی اور تالیفات قاضی نور اللہ شوستری سے آئندہ ثابت کرینگے
انشاء اللہ تعالے الملک یہ بات ایسی مشہور ہے کہ عوام و خواص مومنین اس سے واقف ہیں اونکی بچون کی
زبان پر یہی کلمہ جاری ہی کما قال قائلہم طیب محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفت
است پای مادر او - کوئی صاحب مومنین سے شبہہ نہ کریں کہ یہی ایک روایت حضرت عباس کے نسبت
ہوگی بلکہ علاوہ اسکے بہت سے احادیث و اخبار اونکی شان میں موجود ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی حیات القلوب
میں بسند معتبر فرماتی ہیں کہ حضرت امام زین العابدین فرمود کہ در حق عبداللہ ابن عباس و پدرش این آیہ نازل
شد من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی پس یہ تو صاف باپ بیٹی دونون کا دنیا و عاقبت میں اندھا ہونا

Presented by Ziaraat.Com

اونکی کتابون سی نکل آیا بلکہ خدا کی شہادت سی ان دونو یعنی عباس اور اونکی بیٹی عبد اللہ کا اعمی اور بے بصیرت
ہونا ثابت ہوگیا استغفر اللہ استغفر اللہ تشیع بھی عجب مذہب ہی کی ملامت سی کوئی نہین بچا اصحاب کو تو
کافر اور منافق پہلی ہی بنا چکے البتہ رہگئے تھے وہ بھی لعن طعن سی نہ بچی خدایا تشیع دین مذہب ہے یا الحاد و
زندقہ ہے جسکے بانی نہ رسول کا خیال کرتے ہین نہ اہلبیت کا لحاظ رکھتی ہین نہ اصحاب کو برا بھلا کہنی سی
چھوڑتے ہین نہ حضرت کے قرابتمندوں کو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ہین بس جو سامنے آیا اوسکو برا بھلا کہنا
شروع کیا جسکا ذکر آیا اسی پر تبرا کرنے لگے کسی کو صراحتًا کافر بنایا کسی کو اشارۃً منافق کہا کسیکو یقینًا فاسق
ٹھہرایا کسیکو ولد الزنا کسی کو اندھا فرمایا واہ کیا دین ہی اور کیا مذہب جسکی طعن و تشنیع سے کوئی نہ بچا تو
ایسے بانیان مذہب کی شکایت ہم صرف اصحاب کے برا بھلا کہنے پر کیا کرین بہت گھائل ہیرے نظر کا
منبع وگہر ایک ہے زخمی تجھ ایک بندہ درگاہ ہی نہین ہے - اگر کوئی مومن حضرت عباسؓ کے اون فضائل اور
کمالات کو اس روایت کے معارضہ مین پیش کرے اور اس زخم پر مرہم رکھے تو اوسکو چاہیے کہ اس خیال
محال سی درگذرے اور ملا باقر مجلسی کے فیصلہ کو جو حیات القلوب مین انہون نی کردیا ہے دیکھ لے کہ وہ
فرماتے ہین کہ بدانکہ در باب احوال عباس مدح و ذم او احادیث متعارض است و اکثر علماء بخوبی او میل نمودہ اند
و آنچہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ او در مرتبہ کمال ایمان نبودہ است پس ملا صاحب نے سب جھگڑا قصہ ہی
طی کردیا اور حضرت عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا شاید اونکی نقص ایمان کا سبب سب سی
زیادہ یہی تصور کیا گیا ہو کہ اونہون نی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کر دیا

یقول المتعصب لولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حضرت مخاطب اب تک تو جناب امیر کے طرف متوجہ تھی اور عیاذًا باللہ جہالت و بے غیرتی اور جبن و نامردی
کی اونحضرت کے طرف نسبت دی رہی تھی حالانکہ ان اوصاف کے ابو بکر و عمر البتہ سزاوار ہین کہ فرار
عن الزحف انکا شعار تھا فجعلہ اللہ مقطوع اللسان بمقاریض النیران اب متوجہ حضرت عباس کے جانب
ہوئی اور اونکی چند اوصاف ذمیمہ اپنی ناقص ہی سمجھ بیان فرماتے ہین ایک یہ کہ جناب امیر کے نظرون مین معزز و

اگر تم مثل حضرت حمزہ و حضرت جعفر کے نہ تھے بلکہ ذلیل و حقیر تھے دوسرے یہ کہ وہ ولد الزنا تھی تیسرے یہ کہ عقاید دینیہ
و معارف یقینیہ میں وہ بسبب بصیرت واعمی تھی جو تھی یہ کہ اونکا ایمان کامل نہتھا بلکہ ناقص الایمان تھی اور جو شخص متصف
باین صفات ذمیمہ ہوا وسکو کسی کام میں لیاقت اور صلاحیت وکالت نہین ہی پس جو نکاح عمر کا بوکالت اونکے
ہوا وہ باطل ہی بندہ کہتا ہی کہ یہ کل ہذیانات تمہاری ہین اور انکا انکار نہین مخاطب باعزو تمکین کے
انشاء اللہ ثابتہ فضول ہی دخل بیجا دخول ہین اولاً یہ کہ شیعون نی وکالت عباس تمہاری ہی راویان کذا بین
سی بفرض تسلیم قبول کر لیا ہی نہ حقیقتہً کیونکہ شیعہ ابتدا سے منکر اصل واقعہ کا ذبہ کے ہین اور خود تمہاری
روایات سے اپنے انکار کو ثابت کرتے ہین پس روی عتاب بنی راویان کذاب کیطرف چاہیے تھا کہ
تمنی نکاح عمری مین ایسی نامعقول کو کہ جسکو شیعہ بزعم فاسد مخاطب ایسا ایسا سمجھتے ہین کیون وکیل کیا جب جعفر و حمزہ
پرکمر باندھی تو دنیا جہان مین بہت لوگ قابل وکالت ملسکتے تھی انہین پر وکالت منحصر کرنیکی کیا ضرورت تھی
شیعو نکا اس مین کیا قصور ہے اونہون نی تو جس بات کو وہ خود محض باطل سمجھتی تھی تمہارے کہنے سے کہ یہ
نکاح بنا رضامندی جناب امیر عباس کی وکالت سی ہوا فرضاً قبول کر لیا اسکا الزام کہ وکیل بُرا تھا یا بھلا
شیعو نکو کیون دیتی ہو اونہین لوگو نکو دو جنہون نی انکو وکیل بنایا ہی ثانیاً یہ کہ شیعون نے تو بقول تمہاری
راویو نکے یہ نکاح بنا رضامندی جناب امیر بجبر و اکراہ بتوسط عباس ہوا تھا لکہا کہ جناب امیر ایسے نا رضا
تھے کہ خود متکفل اس نکاح کی نہوی بلکہ عباس کو متکفل کیا کہ اونہین نی ساز و سامان اسکا کر دیا یہ کب شیعو نکا
کہنا کہ وکیل صیغہ عقد نکاح پڑہنی کا عباس کو کیا تھا پس بقول تمہاری اگر ایک کافر فاسق یا ولد الزنا بھی متکفل
متکفل ساز و سامان نکاح ہو تو وہ نکاح باطل کیونکر ہو اثانیاً تسلیماً کہ عباس وکیل صیغہ عقد کے تھے مگر تمہاری
کسی کتاب سی ثابت کیجیے کہ وکیل عقد صاحب ان صفات ذمیمہ کا نہین ہو سکتا ورنہ نکاح باطل ہو جائیگا

قواعد الاحکام علامہ علیہ الرحمہ مین موجود ہی و یصح ان یکون الوکیل فاسقا ولو فی ایجاب النکاح او کافرا
باذن مولاہ ولو ارتد المسلم لم تبطل وکالتہ یعنی صحیح ہی یہ کہ ہو وکیل فاسق اگرچہ ایجاب نکاح مین ہو یا
باعلام باذن اپنی آقا کے اور اگر مرتد ہو جاوی مسلمان تو وکالت اوسکی باطل نہوگی ہماری کتاب سی
دیکہا کہ اگر عباس فاسق و کافر و مرتد بھی ہوتے تب بھی نکاح کے جواز مین کچھ کلام نہین خیر ہماری کتاب جانے

اپنی ہی کسی کتاب سے ثابت کیجیے کہ صحت وکالت مین شرط ہی کہ وکیل معزز و مکرم ہو اور کسی کے نظر مین ذلیل و حقیر نہو
اور طاہر المولد ہو تعجب ہے کہ وکالت مین مثل امامت نماز کے شرط طاہر المولد ہونیکی ہوا ور زنازادگان بنی امیہ و بنی عباس
خلیفہ رسول اللہ بنائے جاوین اور یہ بھی کسی اپنی کتاب مین دکھائیے کہ جو مثل حضرت عمر کے ولد الجاریہ ہو اوسکی بھی
وکالت جایز نہین اور ابن الصہاک الحبشیہ ہونا حضرت عمر کا فقط قول جناب امیر سے ثابت نہین ہی بلکہ کلبی مفسر
نی اپنی کتاب مثالب مین علی الفضل تصریح اسکی کی ہی اور عمر عاص نے بھی بقول خود کہ مین جاریہ زادہ نہین ہون
بہ کنایہ ابلغ من التصریح اس مضمون صداقت مشحون کیطرف تلمیح فرمائی ہی اور حضرت عمر نے اوسکے جواب مین
فرمایا کہ جب مرغی خاکستر مین لوٹتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کما فی النہایہ و رہی کسی اپنی ہی کتاب مین دکھائیے
کہ کامل الایمان ہونا شرط صحت وکالت ہی الحاصل بے سند کوئی بات کہنا حضرت مخاطب کے لغویت کی پوری
دلیل ہی ہمکو اس بے سر و پا بکنے سے اونکی خوب ثابت ہو گیا کہ مقصود اصلی ذات شریف کا انہی بہائیون
کنجڑے قصائیون کے نزدیک برائی مذہب شیع کی ثابت کرنا ہے یعنے یہ ایسا برا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر
اور عمر کو تو یہ لوگ منافق بتاتے ہی ہین یا یہ سسرے سالے تو اکطرف پیغمبر صاحب کے چچا کو بھی برا بھلا کہتے ہین
غافل اس سے کہ شیعو نکے مذہب کا مدار او پر سسرے سالے گورے کالے چچا بچا کے اچھا بچا جاننے پر نہین ہی بلکہ
مدار مذہب شیعہ اوپر اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسولخدا اور خلافت ائمہ ہدا کے ہے اور عباس خواہ
مثل ابوجہل اور ابولہب کے کہ جسکے شان مین تبت یدا ابی لہب ہی اور پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا تھے کافر ہون
خواہ مثل ابوبکر و عمر کے منافق ہون شیعو نکے مذہب کا کوئی ضرر نہین ہی اور یہ جو مخاطب نے فرمایا کہ عباس اہلبیت
سی ہین کون مسخرا عباس کو اہلبیت کہتا ہے جز ایک بی ایمان زید بن ارقم کے کہ بسبب اسی بے ایمانی وقت استشہاد
جناب امیر بحدیث من کنت مولاہ اوسنے سکوت اختیار کیا اور بددعای جناب امیر کی سزا دنیا ہی مین پائی
ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی وہ بے ایمان کہتا ہی کہ ازواج تو اہلبیت نہین ہین مگر من حرم علیہم الصدقۃ اہلبیت
مین پہلی بات تو اوسنے سچ کہی ہی کہ ازواج اہلبیت نہین ہین اور اسکو ہمنی بحث نجوم مین بدلائل قطعیہ عقلیہ
نقلیہ بخوبی ثابت کیا ہے لیکن دوسری بات اوسکی کہ اہلبیت وہ ہین کہ جنپر صدقہ حرام ہے غلط ہے اسلیئے کہ
بنی عبدالمطلب پر صدقہ حرام ہی پس ابولہب اور اوسکے فرزندان عتبہ عتیبہ اور فرزندان فرزندان سب

داخل اہل بیت ہو گئے پس اگر عباس بھی داخل اہل بیت ہو گئے تو کیا فخر و نازش اور ابولہب سے کیا امتیاز ہوا لیکن وہ اہل بیت
جو مورد عصمت و طہارت اور مصداق آیۂ تطہیر ہیں سوائے چہاردہ معصوم علیہم السلام کے کوئی نہیں ہو سکتا کما اثبتناہ
فی حدیث النجوم مستقصا یہ تھا جواب اجمالی اب حضرات شیعہ کی مطالب سے انکی فقرات بشست توڑے جاتے ہیں قال المستفا
وہو خیر معین و بہ نستعین قولہ صلاحیت وکالت نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ حضرت علی کے نزدیک خوار و ذلیل تھے
اقول ذلیل کا کلام منتظم ہونا ضرور ہے اور ذلیل و خوار صلاحیت وکالت نہیں رکھتا ہی یہ بات محض دروغ
بیفروغ اور کذب بے فروغ ہے اگر شیعوں کی کتابوں ہی سے نہیں تو کیسے سنیوں ہی کی کتابوں سے ثابت فرماتے اور مثل بنی
سطور کے اپنے منہ کو جھوٹ بولنے سے کالا نکرتے تو البتہ حضرات شیعہ کو ناگوار گزریگا اقول عجب حماقت ہی
کہ شیعوں کو ناگوار گزریگا شیعوں کو چہاردہ معصوم کے کسی ہی اعتقاد عصمت و طہارت نہیں ہی شیعوں نے کسی بت پرست
کو اپنا پیر نہیں بنایا ہے اگر عباس ایسے ہزار شخص مثل ابوجہل و ابولہب کے کافر یا مثل ابوبکر و عمر کے منافق ہوں
شیعوں کی مذہب کا کیا ضرر ہے شیعوں کی بلا سے قولہ ہمارا قصور نہیں ہی اقول ہاں آپکا قصور نہیں بلکہ فہم و ادراک
کا قصور اور دماغ میں جام صبوحی کا فتور ہی تو آپ بیچارے کیا کریں جن عبارتوں سے آپ ذلت و خواری اور ولد الزنا
ہونا ثابت کرتے ہیں ہرگز ان عبارتوں کو کوئی دلالت آپکے مقصود پر نہیں ہی بلکہ خود غلط فہمی و غلط اندیشی حضور
ہے ... و غلط انشا غلط اندر غلط جیسا کہ آگے ظاہر ہوا جاتا ہی فانتظروا قولہ علی مرتضی سے روایت کرتے
ہیں اقول اصل حدیث میں لفظ خاضعین ہی اسکی نسبت بجعفرین کے اور ترجمہ میں اسکا حقیرین لکھ کر بمعنی خوار و
ذلیل کہا اس شخص سے کوئی پوچھی کہ کس جگہ شخص نے حقیرین کے معنی ذلیل و خوار کے کہا ہے یا کسی کتاب لغت کی
بتا دیجئے یا حکایت خاص ہے اور سمجھ نہ رکھتا کہ ... ہو جائی یعنی خاضعین کے برہنہ پا کی ہیں اور
مقصود اوس سے بیجہ سرو سامانی انکی یا اصحاب حزم و حزم نہ ہونا انکا ہے حضرت افسوس فرماتی ہیں شہادت
حضرت حمزہ اور جعفر طیار پر کہ صاحبان حزم و حزم تھے اور فرماتے ہیں کہ انکا ان عقیدین لما ... فیہما ...
دو نوجوان ... العزی این فرزند ہوتے تو ابوبکر و عمر غصب خلافت کی طمع نہ کرتے جو لوگ میرے
گھر رہنے کے اور ہے قوت بازو ... وہ جاتے رہتے اور باقی رہگئے دو ...
کہ صاحب حزم و حزم نہیں ... عقیل و عباس ... العہد بالجاہلیت انکو سلیقی کہا کہ ایمان لانا انکا سبب

متاخر تھا یعنے عقیل و عباس طوعاً وکرہاً بعد فتح مکہ ایمان لائے اور اون مہاجرین مین نہوئی جو بخوشی خاطر مہاجر
الی اللہ والرسول تھی عقیل نی جناب رسولخدا کے مکانات مکہ کے بیچڈالے عباس بدر مین شریک کفار ہوکر گرفتار ہوے
گر جناب رسولخدا نے کہ رحمۃ للعالمین و خلق مجسم تھی عفو فرمایا غرضکہ مفہوم ذلت و خواری جو لفظ حقیر سے مخاطب
سمجھا وہ لفظ اونکا یا اونکی موچی صاحب کا تراشیدہ ہی وجبکہ علامہ عینی وغیرہ نے قائل کلمہ لیہجر کو کہ حضرت عمر
تھی قریب العہد بالجاہلیۃ کہا ہی اور بروایت اصحاب صحاح ستہ جناب رسالتمآب نے قوم عایشہ کو یعنی ابو بکر
یقیناً و محل تھی قریب العہد بالجاہلیۃ فرمایا ہے تو حضرت عقیل و عباس کے نسبت ایسے لفظ کے استعمال
سی کیونکر اعتراض ہوسکتا ہی مع ان الفرق بینہما ظاہر **قولہ** و نکو جاہل سمجھتی تو کیونکر اونکو اپنا وکیل ایسی اہم معاملہ
مین کرتے **اقول** کسی شیعہ سنی نے نہین لکھا کہ وکیل کو عالم ہونا شرط صحت وکالت ہی اور وکالت
جاہل مطلقاً باطل ہی **قولہ** ایسی ذلت کی باتین کیا کرتے **اقول** تم ایسے ذلیلونکو ہر بات ذلت ہی کے
نظر آتی ہی و نہون نے کوئی بات ذلت کی نہین کی بلکہ جو بات کی بمقتضای مصلحت وقت کے **قولہ** اور کیون اونکے
کہنے پر عمل فرمایا **اقول** نظر بمصلحت وقت عمل فرمایا **قولہ** حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو
اقول خدا انکی مار ایسے کذاب افترا اور بہتان صریح پر ایک روایت ضعیف امام جعفر صادق کیطرف
منسوب ہی جناب امیر کا اوسمین ذکر نہین ہم نہین سمجھتی کہ حضرت مخاطب کیا جھک مارتے ہین اور جناب امیر
پر کیون بہتان کرتے ہین **قولہ** صاف گالیان سنائی ہین **اقول** ہم تو تجھ جیسونکو صاف گالیان نہین سنا سکتے
مگر اپنے دلمین جو کہنا ہے کہ لیتے ہین روایت مین بیان ایک امر واقع کا ہی بطور اخبار احاد کے محتمل الصدق
والکذب ہے نہ کہین اوسمین گالیان ہین نہ ولد الزنا ہے پھر ولد الزنا سمجھنا دلیل حلال زادگی ہی **قولہ**
نقل کفر کفر نباشد **اقول** چونکہ اصل کفر ہے نہین تو نقل بی اصل حقیقت مین کفر ہے **قولہ** حضرت عباس
کو ولد الزنا بنایا ہے **اقول** جو عبارت حضرت مخاطب والاخطاب نے نقل فرمائی اوسمین نہ لفظ
ولد الزنا ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے کہ جس سے معنی ولد الزنا کے نکلین پس ولد الزنا کوئی حلال زادہ
نہ کہیگا **قولہ** مولانا دبالفضل ولانا **اقول** اگر آپکے مولانا بولانا نے اس روایت سے معنی ولد الزنا نکالی ہین
تو خدا اونکو اوسکی جزا دوے سے جزاء الکلاب العاویات وقد فعل — اور اگر آپ نے نکالا ہے تو خدا آپ

دنیا و آخرت مین سمجھے اللھم اینٔ محمد و آلہ الطاہرین **قولہ** پس اس روایت سے **اقول** یہ روایت اخبار احادی ہے اور بکار آمد اعتقاد نہین اور خود مولانا ئی مجلسی اسکی تضعیف کرتے ہین اور اسکو عجیب و غریب فرماتے ہین اور سند موثق و معتبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکے رواۃ مین کچھ سُنّی بھی ہون پس قابل قبول نہوگی **قولہ** صاف ثابت ہوا کہ حضرت عباس معاذ اللہ معاذ اللہ کنیزک زادے **اقول** کنیزک زادگی کوئی عیب حقیقۃً نہین ہی بلکہ ایک امر اعتباری ہی اکثر شرفا و نجبا و امرا و رؤسا و وزرا و سلاطین کی بیٹی بیٹیان لونڈی غلام بنائی گئی اور بکے اور مول لیئے گئے حضرت یوسف غلام بناکر مصر کے بازار مین بکے حضرت ہاجرہ بادشاہ کی بیٹی کنیزی حضرت ابراہیم مین دی گئین پھر اُنمین کیا بُرائی ہوئی یہ کنیزک زادگی کیا ویسی تھی جیسے عمر کی کنیزک زادگی تھی جسکو جناب امیر ابن الصہاک الحبشیہ فرماتے تھے اور خالد بن ولید ہمیشہ ابن الحنتمہ کہتے تھے باپکے طرف کبھی نسبت نہ کرتے تھے اور جب عمر عاص عالی نسب نے تعریض کیا کہ وہ شخص ابن الجاریہ نہین ہی تب حضرت عمر یون گڑگڑائی کہ جب مُرغی خاکستر مین لوٹ کر انڈے دیتی ہی تب اوسکے انڈے کہلاتے ہین کما فی النہایہ **قولہ** اور توبہ توبہ ولد الزنا تھے **اقول** توبہ توبہ تیجیے سے کیئے گا پہلے اپنے خلیفہ صاحب کی حلال زادگی کی خبر لیجیے زبان شمشیری آپ او نہین کیا فرما چکی ہین اور اقرار اپنی مجہول النسبی کا خود زبان حضرت عمر سے ازالۃ الخفا مین دیکھ لیجیے اور بڑے بیچدار رشتے ہیں پشتی کہ جسمین دادی نانی ہو اور ماں بہن ہو اور ماموں باپ ہو زبان اہل سنت سے کتاب روض الانف سہیلی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ اور تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین ملاحظہ فرمائیے اور یہی سبب تھا کہ جب ابو ہریرہ نے حدیث ولد الزنا شر الثلثہ یعنے ولد الزنا زانی و زانیہ سے بدتر ہی بیان فرمائی تو عبد اللہ عمر نے اوسکو روکے فرمایا بل ہو خیر الثلثہ یعنے ولد الزنا تینون مین بہتر ہے جیسا کہ کنز العمال مین ہی اور بنا بر اسکے ولد الزنا نجیب کا قاعدہ اہل سنت کے یہان بنایا گیا ہی جیسا کہ محاضرات راغب اصفہانی مین ہی کہ کہا قدما نے کہ اولاد زنا نجیب ہے اسلیئے کہ زانی برغبت تمام و نشاط کامل ہمبستر ہوا کرتا ہے پس خروج نطفہ کامل سے ولد کامل پیدا ہوگا بخلاف زوجہ حلال کہ مقاربت اوس سے بتکلف و تصنع ہوتی ہی لہٰذا لڑکا ضرور ناقص ہوگا اور علامہ قطب الاقطاب سینوں کے قطب الدین شیرازی بھی اپنے نزہۃ القلوب مین اسی قاعدہ سے نزہۃ القلوب اپنی معتقدین کے فرماتے ہین بہر کیف دعوای حضرت عمالب

کہ اس روایت سی صاف ولد الزنا ہونا ثابت ہو محض کاذب و باطل و دروغ بیفروغ ہی اس روایت کے
کسی لفظ کو دلالت ولد الزنا ہونے پر نہین ہی اس لیئی کہ غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ جاریہ اونکے بیٹونکی میراث
ماوری تھی کیون نہین جائز ہے کہ باجازت تخواہ اپنے بیٹونکے اوس سی مقاربت کی ہو اسلیئے کہ اولاد
لائق ضرور اطاعت والدین کرتی ہی اور اونکی افعال اور احکام پر بصد جان و دل راضی ہوتی ہی چنانچہ
حضرت عبد اللہ والد ماجد جناب رسولخدا نی اور حضرت ابیطالب والد ماجد علی مرتضی نی کوئی تعرض اس امر مین
نہین کیا ایک زبیر نے نالائقی کی کہ اپنی پدر والاقدر مغفرت اللہ لہما عنہ پر بعد از فعل معترض ہوا پس معترض ہونا
بعد فعل کے دلالت کرنیوالا اوپر ناجائز ہونے فعل کے جو قبل از اعتراض ہوا نہین ہوسکتا تو اس صورت مین
کہانسے ولد الزنا ہونا ثابت ہوگا علاوہ اسکے جب وہ جاریہ میراث مین بیٹونکی پہونچی تھی تو لاریب ربع
اوسکا حق زوجیت مین عبد المطلب کو پہونچا ہوگا اسلیئے کہ شوہر نصف مال زوجہ کا وقت عدم الولد وارث
ہوتا ہی و ربع کا مع الولد پس اس ایک ربع اور دو بیٹونکے جو راضی فعل والد بہ تھے دو ربع یعنی تین ربع
مالک حضرت عبد المطلب تھی فقط ایک ربع کا مالک زبیر ہوا پس دعوائی نالائقی اوسکا عبد بیت کل عباس
کا محض لغو اور باطل ہوا اور جائز ہے کہ حسب شریعت پر وہ تھے اوسمین تصرف جاریہ کا تین ربع کے مالک کو
بلا نکیر جائز ہوا اور اگر ہم فرض کرین کہ مطابق ہماری شریعت کے جائز بھی نہو تو تصرف جاریہ مشترکہ زنا نہین
ہے ورنہ متصرف جاریہ مشترکہ پر حد زنا جاری ہوتی حالانکہ باتفاق فقہائی شیعہ و سُنّی حد زنا جاری کرنا اوسپر
جائز نہین ہی اور جب زنا نہوا تو ولد الزنا ہونا عباس کا ثابت نہوا اور اگر ہم بخلاف کل فقہائی شیعہ و
سُنّی کے فرض کر لین کہ تصرف جاریہ مشترکہ زنا ہے تو کیون نہین جائز ہے کہ بفتوائی حضرت ابی حنیفہ حضرت
عبد المطلب نے اوس سی نکاح کر لیا ہو اسلیئے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ماہن سے بھی آدمی باوجود علم بحرمت
کے نکاح کر کے دخول کیا کرے تو وہ ہرگز زنا نہین ہی اور حد زنا جاری کرنا اوسپر جائز نہین ہی جیسا کہ ہدایہ اور
فتاوی قاضی خان مین اسکی تصریح موجود ہی و رجب محی الدین عربی عموما فروج بنی آدم کو حلال کہتی ہین تو
اہل سُنّت کو اس کنیز کے تصرف مین یا اپنی بنات وغیرہ مین کیا عذر ہوسکتا ہے اور مسئلہ لواطت صریحہ بھی
شائقین کے لیئے کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہے ولو جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لم تثبت الحرمۃ

یعنے اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر کسی عورت سے جماع کرے تو حرام نہین ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ وہ جاریہ
ملفوف الذکر بالحریر تصرف مین آئی ہو پھر کیف اس عبارت سے کسطرح عباس کے ولد الزنا ہونیکا ثبوت تو ہوا
مگر اونکو ولد الزنا کسیو الونکا اس حدیث سے نطفہ ناپاک و نطفہ شیطان اور نطفہ سوقت ہونا بخوبی ثابت
ہوگیا ہمکو بہت افسوس ہوتا ہی کہ اہل سنت ایسی روایات غریبہ غیر موثوقہ پر تو اسقدر نازان ہوتے ہین اور یہ نہین
خیال کرتے کہ خود بدولت نے ایک حضرت عمر کے پالائش اور ریچ مین کیا کیا قیامت ڈھا رکھی ہی معاذ اللہ جناب
رسالتمآب کے نسب مین سفاح ثابت کیا ہی اور کس چرب زبانی سے اوس نسب اطہر و انفس پر معترض ہوتے ہین حالانکہ بدرجہا
انکے بالکل وہی حالت بیان ہی قائم کرتے ہین جن لوگون سے حضرت عمر کا نسب نامہ جسکو اپنا تھا ایک ہی عالم اسکا قائل
نہین ہی بہت سے علمائے انکی جو حقیقۃ شیطان مجسم تھے اس بلا مین مبتلا ہو کر اپنی نامہ اعمال کو مثل روئے نحس سیاہ کیا ہے ہم
بخوف طوالت منجملہ مخالفین اسلام اون تصریحات کو نہین لکھتے مگر اتنا کہتے ہین کہ وہی روض الانف سہیلی اور کتاب المعارف
ابن قتیبہ کو بنظر غور دیکھیے پس بالفرض اگر حضرت عباس کا نسب مخدوش ہوا تو کیا ہوا تم تو نسب نبی کو مخدوش اور
غیر صحیح بتاتی ہو ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا خدا کے واسطے اب بھی شرم کرو حیائی عثمانی سے کام لو
ورنہ ہمکو مجبوری آپکے عثمان بن عفان معاویہ بن ابی سفیان عمرو عاص مغیرہ بن شعبہ طلحہ زبیر ابو عبیدہ جراح سعید
بن زید بن خطاب وغیرہ کے نسب نامہ کو حضرت عمر کے نسب نامہ سے ملانا پڑیگا **قولہ** تو اونکا لامحالہ دشمن اہلبیت
ہونا بھی لازم ہوا **اقول** جبکہ اونکا ولد الزنا ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ہمنی بشرح و بسط بیان کیا تو اونکا
دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت ہوا مگر حضور کے محبوب میان عمر صاحب تو بیشک دشمن اہلبیت تھی خلافت کو فدک کو چھینا
گھر جلانیکو آگ لکڑیان جمع کین بغض علی علامۃ معروفۃ مکتوبۃ علے جبہات اولاد الزنا بغض علی
یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام ایک نشانی ہی کہ لکھی گئی ہی اولاد زنا کی پیشانیون پر **قولہ** آئندہ ثابت کرینگے
اقول کچھ ضرورت ثابت کرنیکی نہین ہی ہمکو بے ثابت کیے ہوئے بصد جان و دل منظور اور قبول ہے
اور صرف ہماری ہی بیان پر روایت نہین ہی بلکہ ملک العلماء دولت آبادی آپکی ہدایۃ السعداء مین بہت سی روایتین خود
اپنی بیان کی لکھتے ہین کہ دشمن علی ہوگا مگر ولد الزنا بہ تعین بیان معاد احادیث مین آپ سے کسیقدر کوتاہی ہوئی ہی
یہی مضمون صدق مشحون بعض احادیث کا یہ ہے کہ دشمن اہلبیت ولد الحرام ہی یا وہ کہ جسکے نطفہ مین شیطان شریک

ہوا ہے راوی نے عرض کی کہ آیا آدمی کی نطفہ مین شیطان بھی شریک ہوتا ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان ہوتا ہی کیا تو نے
نہین سُنا ہے قول خداوند عزوجل کہ فرماتا ہے کہ شارکھم فی الاموال والاولاد نہتی اور حدیث مین ہی کہ ترک تسمیہ
عند المقاربۃ یہی باعث شرکت شیطان ہی پس اقسام اہل عداوت صاحبان فراست سمجھ سکتی ہین آپ خود اپنی حقیقت
غور فرما لیجیے کہ کس احتمال کا محل ہوسکتا ہی وان لم تعلم فاسئل اپاک **قولہ** اونکی بچونکی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی **اقول** ہان بچون کی زبان پر
بلکہ کل سچون کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی **بیت** شعر کہ بگذر دار ہفت چرخ افسر او ✦ اگر غلام علی نیست
خاک بر سر او ✦ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او **قولہ** اعمی و بے بصیرت
ہونا ثابت ہوگیا **اقول** پہلی کسی دلیل عقلی نقلی سی کامل الایمانی ور فیع المکانی اور جمرہ عبیدہ ثانی ہونا عباس و
عبد اللہ اونکی فرزند کا آپ ثابت کر لیتے تب ان اخبار احاد پر جو شیعونکے نزدیک بکار آمد اعتقاد نہین ہین
کچھ اعتراض کرتے اور کہتے کہ یہ حدیث چونکہ اونکی ناقص البصیرتی فی الدین پر دلالت کرتی ہی تو اونکی کامل الایمانی
قطعی کے خلاف ہی تو اوسوقت ہم کہتے کہ اخبار احاد سے ہے نہ قابل اعتماد ہی نہ لائق اعتقاد اور جب آپنے
کامل الایمانی اونکی ثابت ہی نہین کی تو پھر اس حدیث پر آپکا اعتراض کرنا بیت جھک مارنا ہی **قولہ** استغفر اللہ
تشیع عجیب مذہب ہی **اقول** ہمکو چونکہ حضرت مخاطب ایسے شیاطین کا بھگانا منظور رہے اسلیے ہم کہتے
ہین کہ لاحول ولا قوۃ لاحول ولا قوۃ مذہب سنن بھی عجیب و غریب مذہب ہی کہ ہر ناقص کو کامل اور ہر کامل کو خامل
ہر دنی کو فاضل اور ہر فاضل کو غافل ہر باطل کو حق اور ہر حق کو باطل بناتی ہین یہی ابن عباس ہین جنکو آپکی خلیفہ برحق
عبد اللہ بن زبیر فاجر کہتی ہین اور حضرت عباس کو آپکے خلیفہ دوم اپنی مجلس سی نکلواتے ہین **قولہ** اصحاب کو تو
کافر اور منافق **اقول** تمام اصحاب کو نہکہیے بلکہ خاص اصحاب ثلثہ اور انکی اتباع کو فرمائیے تو سچ ہی ورنہ سراپا
جھوٹھ ہے **قولہ** اہل بیت رہگئے تھے وہ بھی ان طعن سی نہ بچی **اقول** کس احمق نے عباس کو اہلبیت بنایا جو
زیادہ رقم کیگا اوسنے ہی اُنکو کو تو اہلبیت سی خارج کیا مگر عباس اور ابولہب اور اوسکی اولاد کو اہلبیت مین داخل
کیا اور ہم بحث حدیث نجوم مین بدلائل عقلیہ نقلیہ پوری طرح سے ثابت کر چکے کہ سوا انکی چار دہ معصومین کے
دنیا مین کوئی مصداق انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا کا نہین ہوسکتا پا انہمہ جب آپ
ایسے عاقل و رموز جی صاحب ایسے فاضل کے دوسرا کوئی ان روایات سی لعن سمجھتا ہی نہ طعن **قولہ**

مذہب یا تشیع دین و مذہب ہے یا الحاد و زندقہ اقول خدا یا تسنن دین و مذہب ہے یا منافقین کا الحاد و زندقہ ہے جسکا بانی
سبائی نہ رسول کا خیال کرتا ہے کہ اونکو بیمبر کہنے سے زبان کو بناتا ہے نہ اہلبیتؑ کا لحاظ کرتا ہے کہ اونکے
گھر جلانیکو آگ لکڑیان منگاتا ہی نہ اصحاب کا کچھ پاس و ادب کرتا ہے کہ ابوہریرہ ایسے صحابی کو جب ناقل حدیث
ولد الزنا ہوا تو بحیلہ تقلب ال بحرین اونکو اتنی کوڑے لگواتا ہے کہ اوس بیچارے کے پیٹھ کے اوپر سے نیچے
تک لہو بہاتا ہے کما فی کتاب العقد علی ما فی عبقات الانوار **قولہ** نہ حضرت کے قریبونکو لعن و ملامت سے
محفوظ رکھتے ہین **اقول** جو حضرت کے قریبون مین فقط رشتہ ازار بندی رکھتے ہین اور نفاق کی پابندی
یا ابولہب اور ابوجہل کیطرح کفر مین سربلندی رکھتے ہین اونکو بیشک لعنت و ملامت کرنا بہت اچھی بات
ہے **قولہ** پس جو سامنے آیا اوسی کو برا بھلا کہنا شروع کیا **اقول** سچ ہے اگر برا سامنے آیا تو اوسکو برا
کہنا شروع کیا اور اگر بھلا سامنے آیا تو اوسکو بھلا کہنا شروع کیا ایمان کے تو دو ہی جزو ہین تولا اور تبرا لا الٰہ
تبرا ہی کل معبودان باطل سی الا اللہ تولا ہی معبود برحق سی یہ بات بے ایمانونکو نہین معلوم اسی سی وہ سب
تولا کرتے ہین یہانتک کہ شیطان سی بھی تبرا نہین کرتے اور کیونکر کرین کہ وہی تو اونکا مرشد کامل ہی جسکی تحریک
سے یہ سب پیدا ہوئے ہین جیسا کہ جناب باری نے اوس سی فرمایا تھا کہ شارکہم فی الاموال والاولاد ولقد صدق علیہم
ابلیس ظنہ **قولہ** اوسی پر تبرا کرنے لگے **اقول** حاشا و کلا کسی پر تبرا نہین کرتے سوا ای دو تین منافق اور
اونکی اتباع کے **قولہ** کسیکو صراحۃً کافر بنایا کسیکو اشارۃً **اقول** جو کچھ کہا صراحۃً یا اشارۃً یا کنایۃً کافر منافق
یا مرتد سب اونہین منافقین اور اونکے اتباع کو کہا من اولہم الی آخرہم **قولہ** کسیکو تقیۃً فاسق ٹھہرایا **اقول** غلط
ہے تقیۃً کسیکو فاسق نہین کہا بلکہ تقیۃً فاسق کو سابق کہا **قولہ** کسیکو ولد الزنا **اقول** سوا اوس شخص کے
جو در حقیقت ولد الزنا ہے اوسی کو ولد الزنا کہا اور کسی کو نہین کہا اور وہ بھی بزبان اہل التسنن کہا جیسے ائمہ
بھی اونکو بزبان اہل التشیع کہا **قولہ** واہ کیا دین ہی اور کیا مذہب **اقول** واہ واہ واہ واہ کیا دین ہی
اور کیا مذہب ہے اہل التسنن کا اپنے ثلثہ کے عیب پوشی کے لیے اونکے طعن و تشنیع سی نہ خدا بچا نہ کوئی نبی
بچا نہ کوئی امام بچا ثلثہ کے عیب چہل سالہ کے چھپانے کے لیئے یہ عذر ڈالا کہ سبکے دلمین خدا ہے تو کفر و نفاق
پیدا کر دیتا ہے وہ تو مجبور ہین یہ پہلا جبر ہوا دوسری زبردستی یہ ہی کہ پھر خود ہی اون بیچارے مجبورونکو

Presented by Ziaraat.Com

کہ ایمان لاؤ اور جب وہ مجبور ایمان نہین لاسکتے تو تیسری زبردستی یہ ہی کہ اب انکو جہنم کی آگ مین ابدالاباد جلاتا ہے غرض اوس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین ہی کہ کل افعال قبیحہ کو بندون مین خود پیدا کر دیتا ہے اور پھر اونکو آگ مین جلاتا ہی اور اسمین اوسکے لیے کوئی عیب اور کوئی نقص نہین ہی اسلئے کہ جب مالک تصرف اپنے ملک مین کرتا ہی تو جو جی چاہے وہ کرے کیا کوئی اوسپر حاکم ہے ایسے ایسے قاعدے خلفا کے عیب پوشی کے لیئے بنائے گئی ہین اور ثلثہ کے عیب رذالت نسبی کے چھپانیکے لیئے معاذ اللہ پیغمبرونکے نسب مین دہبا لگایا ثلثہ کے عیب و کذب وخیانت کے چھپانیکے لیئے کذبات ثلثہ ابراہیمی کے قائل ہوئے ثلثہ کے عیب خطاکاری کے چھپانیکے لیئے کل انبیا کی خطائین از آدم تا خاتم ثابت کین تخطیۃ الانبیا لکھی بضعہ رسول کو دعوائی فدک مین جھوٹھا کیا جناب امیرؑ بلکہ کل آئمہ طاہرین پر کیا کیا طوفان لگائی جیساکہ منتہی الکلام اور تحفہ مسروقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی فجزاہم اللہ عن انبیاہ واولیایہ شر الجزا ایسے باحیا و باغیرت فرقہ کی شکایت ہم صرف دشمنی اور بدگوئی اور اہانت اہلبیت پر کیا کرین **بیت** گھائل تری نظر کا خدا اوسی ہر ایک ؛ زخمی جگر ایک بندہ درگاہ ہی نہین **قولہ** اس زخم پر مرہم رکھے **اقول** واللہ ثم واللہ کہ شیعونکا دل ہرگز ہرگز زخمی نہین ہی کہ اونکی پیشوا اون معصومین علیہم السلام کو ہر شخص جھک مارکے گلا گھٹا کے زبان سے اچھا ہی کہتا ہے کو دلمین بقدر ایک حبہ ہی کے بغض جناب امیرؑ سے بسبب عدم نصرت عثمان کے اور اونکے قاتلین کو اپنے مصاحبین کرنے سے رکھتا ہو مگر دل سنیونکا بسبب اسکی کہ شیعون نے اونکے ثلثہ کو ہدف سنان طعن وسہام ملام کیا ہے افگار وزخمدار ہی کہ دن رات فکر مین اوسکی مرہم پٹی کے رہتے ہین مگر لعنایات خدا وہ ایسے ناسور رکھتے ہین کہ کوئی دوا اور کوئی مرہم اوسپر کارگر نہین انشاء اللہ تا قیامت شیعہ سنا مین مارینگے اور سنیونکے ناسور کو بڑھائینگے **قولہ** حضرت عباس کے ناقص الایمان ہونے پر فتوی دیدیا **اقول** پھر کیا قباحت لازم آئی ہمسے صاف صاف سن لیجئے کہ شیعونکو فقط اپنے چہاردہ معصوم سے کام ہے اور جز اونکے دین و دنیا مین کسی سی اونکو سروکار نہین آپکے ثلثہ ایسے ہزار مرتد و منافق ہوجائین ہوا کرین عباس و رعبداللہ ایسے ہزار مسلمان ناقص الایمان ہوجائین ہوا کرین ابولہب اور ابوجہل ایسی ہزار قرابتمند مشرک و بت پرست ہوجائین ہماری جوتی سی ہماری بلا سی ہم نہین سمجھتی کہ آپنے کیا بک لگا رکہی ہی اگر عباس ابولہب ہی کے بھائی ہوئی اور ابوجہل کے

ساتھ بدر میں جا کر مشرکین کیسوا ہیں تو شیعوں کی مذہب میں کیا برائی لازم آئی اگر نیچے ڈاڑھی چڑھا کے بچھو کی سی ہیٹ
کرتے ہیں جب آپنے جاکٹ پتلون پہنا تو ڈاڑھی کی ناحق فضیحت کرواتے ہیں ایسی ڈاڑھی حضرت معاویہ کی کتیا
کے پیشاب سے ہی مونڈ ڈالنی چاہیے اس لیے کہ آنحضرت نے بھی ایسی اور اپنے کل لشکر کی ڈاڑھی مونڈوا دی تھی
جیسا کہ مورخین نے اولیات معاویہ میں لکھا ہے **قولہ** کہ اونہوں نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ کرا دیا
اقول عباس کے نکاح کرا دینے کے خود اہلسنت روایت کرتے ہیں و شیعہ بفرض تسلیم روایت سفینہ محجوب
ہوتی ہیں اور در اصل شیعوں کو نکاح ہی سے انکار بحث ہے نہ بواسطہ نہ بلا واسطہ پس اگر یہ نکاح بسبب ضعیف الایمانی عباس
ہی تو تمہاری ہی روایات سے ہی اور ہم اون روایات کو محض افتراات سمجھتے ہیں گو بفرض اوسکے بھی اخبار
جوابات سخت درشت سے تمہاری دندان شکنی کرتے ہیں

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

چھٹویں دلیل اگرچہ حضرات شیعہ نے واسطے جواز نکاح کے اسلام ظاہری سے حضرت عمر کے اقرار کیا اور
اونکو متمسک بکمال شریعت قرار دیا لیکن ولا یصلح العطار ما افسدہ الدھر جو زخم حضرت عمر کے ایمان میں اونکے
بزرگوں نے ڈالا ہے وہ اب اونکے بند کرنے سے بند نہیں ہوتا اور بغیر ترک مذہب تشیع اور اقرار فضیلت
حضرت عمر کے اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ حضرت عمر
رضی اللہ تعالے عنہ موافق عقاید شیعوں کی ایمان اور اسلام سے بے بہرہ تھے و معاذ اللہ منافق اور مرتد
تھے اور وہ دشمن اہلبیت کے اور ناصبیوں کے پیشوا تھے اور ناصبیوں کے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز ہی نہیں ہے
پس نکاح حضرت عمر کا کہ کفر اور نفاق اور عداوت اہلبیت میں بڑھکر سب سے تھے ساتھ ام کلثوم کے جو عترت
اور بزرگی اور سیادت میں تمام جہان کی بہتر تھیں کیونکر جائز ہوتا چنانچہ ان دو امر کو ہم کتب شیعہ سے ثابت
کرتے ہیں امر اول حضرت عمر کا مومن نہ ہونا امر دوم ناصبی کے ساتھ نکاح مومنہ کا جائز نہ ہونا امر اول کہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالے عنہ مطابق اصول شیعہ کے مومن نہ تھے کافر اور منافق اور دشمن اہلبیت کے تھے
ایسا صاف لکھا ہوا ہے کہ حاجت سند اور دلیل و شاہد کی نہیں ہے لیکن عبرۃ للناظرین دو ایک روایتیں

اونکی بہانکی بیان کرتے ہین روایت اول زاد المعاد مین ملا باقر مجلسی حذیفہ بن یمان سی نقل کرتے ہین کہ جب مین نے
فضائل روز قتل عمر کے حضرت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ و الثنا کے زبان سی سُنی تب سی مین اونکی کفر پر یقین رکھتا تھا چنانکہ
عبارت اوس کتاب کی بلفظہا یہی ہی حذیفہ گفت پس برخاستم و برخاست حضرت رسول خدا و بخانہ ام سلمہ رفت و من
برگشتم و صاحب الیقین بودم در کفر عمر تا آنکہ بعد از وفات حضرت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دیدم کہ او چہ فتنہا
برانگیخت و کفر اصلی خود را اظہار کرد و از دین برگشت و دامان بیحیائی و وقاحت برای غصب امامت و خلافت
برزد و قرآن را تحریف کرد و آتش در خانہ وحی و رسالت زد و بدعتہا در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغیر
داد و سنت آن حضرت را بدل کرد و نصاری و مجوس را از خود راضی کرد و نور دیدہ مصطفے را خشم آورد و تدبیر
کشتن امیر المومنین کرد و جور و ستم در میانہ مردم علانیہ کرد و ہر چہ خدا حلال کردہ بود حرام کرد و ہر چہ حرام کردہ
حلال کرد الی آخر ہذیانات المجلسی غرضکہ اس روایت سے صاف کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کا و نعوذ باللہ
من ذلک ثابت ہوا اور اونکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا اور مرتد ہو جانا اور قرآن کا تحریف کرنا اور نصاری اور
مجوس کو راضی کرنا ثابت ہوا تو اب وہ دعوای جو بعض مجتہدین نے کیا تھا کہ وہ اسلام کے دائرہ سی خارج
نہین ہوی باطل ہوا روایت دوم ملا باقر مجلسی رسالہ رجعتیہ مین لاتے ہین کہ امام مہدی علیہ السلام نے
ایک سائل کے جواب مین فرمایا کہ ابوبکر و عمر بظاہر کلمہ گو تھے اور بطمع دنیا اسلام کے مظہر ہوئی تھی جب اونہون
نی دیکھا کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ و الثنائی اونکو کوئی حکومت نہ دی تب پیغمبر صاحب کے قتل و ہلاک پر آمادہ ہوئے
وہو ہذہ عبارتہ بلفظہ ایشان یعنی ابوبکر و عمر از روی گفتہ بودہ بظاہر کلمتین گفتند از برائی اینکہ شاید ولایتے
و حکومتے حضرت بایشان دہد و در باطن کافر بودند چون در آخر مایوس شدند با منافقان بربالا عقبہ رفتند
و دہن ہائی خود را بستند کہ کسے ایشان را نشناسد و دبہا انداختند کہ شتر آن حضرت را رم دہند و حضرت
را ہلاک کنند پس خدا جبرئیل را فرستاد و پیغمبر خود را از شر ایشان حفظ کرد پس اس قول سی شیعون کے امام مہدی
کے ثابت ہوا کہ شیخین پیغمبر کے سامنے ہی بسبب یاس کے درپے قتل رسول ہو گئے تھے اور حضرت کے
ہلاک کرنیکی تدبیر کر چکے تھے تو جو شخص پیغمبر خدا کے قتل پر مستعد ہوئے اوس سی زیادہ کفر اور کسکا ہوگا آوردن
یہ جرم حضرات شیخین پر امام مہدی فرضی کے زبان ہی سی ثابت ہو گیا تو امام کے قول کو کون رد کر سکیگا روایت سوم

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار میں ایک حدیث کافی کی نقل کی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص جلی امامت مرتضوی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے چنانچہ ہم اوس حدیث کو استقصار الافحام سے نقل کرتے ہیں بیان قولہ علیہ السلام

من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ وتکلم بالشہادتین فابقاہم علی ظاہر الاسلام کان صلاحا للامۃ لیکون لہم ولاولادہم طریق الی قبول الحق والی الدخول فی الایمان فی کرور الازمان وہذا لا ینافی ما مر وسیاتی ان الناس ارتدوا الا ثلثۃ لان المراد فیہا ارتدادہم عن الدین واقعا وہذا محمول علی بقاہم علی صورۃ الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیۃ فی حکم الکفار فخص ہذا بمن لم یسمع النص علی امیر المومنین علیہ السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئا من ذلک فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکفر ظاہرا ایضا ولم یبق لہ شیٔ من احکام الاسلام ووجب قتلہ انتہی بلفظہ یعنی یہ فرمایا ہے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے کہ جناب امیر علیہ السلام نے دعوے امامت کا اس خوف سے نہ کیا کہ ایسا نہو کہ اصحاب اوسکو نہ قبول کریں اور اسلام چھوڑ دیں اور مرتد ہو جاویں اور مرتد ہو جانے سے غرض یہ ہے کہ ظاہر اسلام کو چھوڑ دین اور کلمہ شہادت سے منکر ہو جاوین اسلیے اونکا اسلام ظاہری پر باقی رکھنا امت کے حق میں بہتر تھا کہ شاید وے یا اونکے اولاد میں سے کوئی حق کو قبول کرے اور کسی آئندہ زمانے میں مومن ہو جاوے اور یہ مخالف اوس روایت کے نہیں ہے کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے تھے مگر تین اس لیے کہ مراد اس ارتداد سے واقعی ہے اور ارتداد جسکا ذکر امام نے کیا ہے پھر نا اونکا ظاہری اسلام کے نظر سے ہے اگرچہ وے اکثر احکام واقعی میں حکم کفار میں داخل تھے لیکن یہ اسلام ظاہری بھی صرف اونہیں لوگونکی نسبت ہے جنہوں نے نص امامت امیر المومنین علیہ السلام کو نہیں سنا اور اونسے دشمنی اور عداوت نہیں رکھی اور جسنے نص امامت سنکر اوس سے انکار کیا یا عداوت رکھی تو وہ پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ کے قول سے انکار کیا اور ظاہر میں بھی کافر ہو گیا اور کوئی حکم اسلام کا اوسکے لیے باقی نہیں رہا اور اوسکا قتل کرنا واجب ہو گیا فقط اور صاحب استقصاء الافحام اس حدیث کے لکھنے کے بعد خود یہ فرماتے ہیں کہ اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معنی است کہ صاحب بحار ثلثہ واتباع ایشان را کافر ومرتد می داند پس البتہ این معنی بسر وچشم مقبول است اصلا جای استنکاف وانکار نیست پس بااقرار صاحب بحار الانوار اور صاحب استقصار کے کافر ہونا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کا ثابت ہوا

اور اونکا اسلام ظاہری بھی اونکی قول سی جاتا رہا تو اب درمیان کفر اور ایمان کے کوئی واسطہ تیسرا جسکو
اسلام کے نام سے تعبیر کرتے ہین باقی نرہا اور حسب کافر ہونا اونکا نعوذ باللہ ثابت ہوا تو نکاح ام کلثوم کا
کافر کے ساتھ لازم آیا تو اب کہان رہا قول سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا جو اونہون نے شافی اور تنزیہ الانبیاء مین فرمایا
ہے کہ حضرت عمر مظہر اسلام اور متمسک بہ تمام شریعت تھی بوجہ اسکی اونکی ساتھ نکاح کر دینے مین کچھ خلل دینی
نتھا اور باطل ہو گیا قول صاحب نزہہ اثنا عشریہ کا جو اونہون نے جواب مین تحفہ کے فرمایا ہے کہ کسی امامیہ
کا یہ قول نہین ہی کہ حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹی کافر کو دی ہو بلکہ بدعتی اور مظہر اسلام اور منافق کو دی
ہی اور ممنوع اور حرام نکاح کرنا ساتھ مشرک کے ہے نہ کہ بدعتی اور منافق کے اسلیئے کہ انکی امام فرضی کی زبان سی
موافق روایت بحار الانوار کے صاف کفر خلفائے ثلثہ کا اور واجب القتل ہونا اونکا ثابت ہوتا ہے عجب حال ہی
علماء شیعہ کا کہ جیسا جیسا موقع ہوتا ہی ویسا ہی کہنی لگتے ہین جیسی ضرورت ہوتی ہی ویسی ہی حدیثین بنا لیتی ہین کبھی تو
حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام اور واجب القتل کہتی ہین کبھی ویکو مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتے
ہین جو کہ امر اول یعنی کفر حضرت عمر کا ونعوذ باللہ منہ موافق روایات صحاح اہل تشیع کے ثابت ہو گیا اب ہمکو
اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ ہم اس مسئلہ کو ثابت کرین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام
ہو جائز نہین ہی لیکن تا کہ وے لوگ جو ان روایات کو غلط سمجھین اور کفر ظاہری کے قائل ہوون اور اسلام
کا حکم حضرت عمر پر جاری رکھین موافق اپنی اصول کے اس نکاح کو جائز نہ سمجھین ہم اس مسئلہ کو بھی بیان کرتے
ہین امر دوم یعنی نہ جائز ہونا نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے روی الکلینی عن الفضیل ابن یسار قال سألت ابا عبد اللہ
عن نکاح الناصب فقال لا واللہ ما یحل قال فضیل ثم سألتہ مرۃ اخری فقلت جعلت فداک ما تقول فی نکاحہم قال
والمرأۃ العارفۃ قلت نعم قال ان العارفۃ لا توضع الا عند عارف کلینی مین روایت ہے کہ فضیل کہتی ہین
کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سی پوچھا کہ ناصبی کا نکاح جائز ہی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہرگز
حلال نہین ہی پھر دوسری مرتبہ مین نے پوچھا تو امام نے فرمایا کہ عورت عارفہ ہی یعنی مومنہ ہی مین نے کہا
کہ ہان تب امام نے فرمایا کہ عارفہ نہین رہیگی مگر پاس عارف کے یعنی مومنہ کا مومن کے نکاح مین ہونا چاہیے
پس اس روایت سی صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت امام کے ارشاد کے مطابق نکاح عارفہ کا نہین جائز ہے

اگر ساتھ عارف کے ہیں یا حضرت عمر کو مومن اور عارف کہیں یا حضرت ام کلثوم کو ایمان اور معرفت کے دائرہ سے
خارج کریں ونعوذ باللہ منہ غرضکہ اب موافق قول امام کے سوائے ان دو حالتوں کے تیسری حالت متصور باقی نہیں رہی
حقیقت یہ ہے کہ اس قول سے امام کے حضرت عمر کا عارف اور کامل الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اسیلئے کہ اگر وہ
ایسے نہ ہوتے تو ام کلثوم کا نکاح حضرت امیر انکے ساتھ کسی حالت میں گو کہ اسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے
تعبیر کریں نہونے دیتے کیا جناب امیر اس آیت کے مضمون سے واقف نہ تھے الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات
والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات اور کیا حضرت علی اس حدیث سے جو امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھے کہ
العارفۃ لاتوضع الا عند عارف پس باوجود ہونے ایسی آیت اور قول امام کے کیونکر حضرت علی اوسکی خلاف کرتے
جبکہ ہم اس امر کو ثابت کر چکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہیں ہوا تو ہم کو ضرورت اوس قول ناپاک سے بحث کرنیکی نہیں
رہی جسکو علماء شیعہ نے امام کیطرف منسوب کیا ہے کہ امام نے فرمایا کہ ہو اول فرج غصبت منا کہ یہ پہلی
شرمگاہ ہے جو غصب کی گئی لیکن عبرۃ للسامعین اسکو بھی بغیر بحث کے چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

حاصل اس کلام سراپا ملام کا جو دیوانوں کی بک اور مجنونوں کی جھک ہے یہ ہے کہ شیعوں نے اسلام عمر کو واسطے جواز نکاح
کے قبول کر لیا مگر انکے روایات سے اونکا کافر اور منافق ہونا ثابت ہے اور ناصبی اور دشمن اہلبیت ہونا بھی ثابت
ہے اور بنابر اونکی اصول کے نہ کافر سے نکاح درست ہے نہ ناصبی سے پس نکاح ام کلثوم باطل ہو گیا جواب اسکا
یہ ہی کہ کافر اسلامی سے یعنی جو مشرک بت پرست اور منکر شہادتین ہے بمقتضائے لاتنکحوا المشرکین نکاح ناجائز ہے
اور حضرت عمر کو قبل از اظہار اسلام ایسے ہی تھے شعر چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاجش ز [illegible] نگشت
لیکن جیسی بانی لا الہ الا اللہ کا ہر چند تصدیق جنانی نہ تھی مگر پھر اسکے منکر نہیں ہوئے اور کفر جحودیت میں
باوجود میلان یہودیت جیسا کہ جلد اول میں گزرا گرفتار نہیں ہوئے بلکہ بسبب عدم تصدیق جنانی نفاق باطنی
میں تا دم مرگ مبتلا رہے اور جو سندیں آپ نے اونکی کفر کی بیان کیں کسی میں تصریح کفر اسلامی نہیں ہے جو لا الہ الا اللہ
کے انکار سے ہوتا ہے بلکہ کفر نفاقی مراد ہے جو بسبب عدم تصدیق جنانی اور عدم تصدیق ایمانی کے ہوتا ہے

اور آپ خود اسی صفحہ کے سطر (۲۴) مین فرماتی ہین کہ حضرت عمر مطابق اصول شیعہ مومن نہ تھی کافر اور منافق دشمن
اہلبیت علیہم السلام تھی انتہی اور ممکن نہین ہی کہ کافر منافق کافر اسلامی ہو اسلیے کہ کافر اسلامی مین شرط ہے کہ منکر
لا الہ الا اللہ ہو اور کافر نفاقی مین شرط ہی کہ مقر لا الہ الا اللہ ہو پس اجتماع دونو کا اجتماع النقیضین ہوگا اور
آپ خود مقر اسکی ہین کہ کفر و نفاق کے احکام مین فرق ہی چنانچہ صفحہ (۱۳۵) کے سطر (۲۱) مین آپ فرماتی ہین
کہ باقی رہا امر احکام منافقین کے نسبت کا فرق تو ظاہر شریعت مین بحث نہین ہین اسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ منافق
ظاہر مین اپنی تئین مسلمان کہتی ہین اور احکام شریعت ظاہری پر جاری ہین اسلیے وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہین انتہی
اور جب وہ قتل وغیرہ سے محفوظ رہی تو بحسب ظاہر شرع باتفاق فریقین اونسی مواصلت و مخالطت و مناکحت بھی
جاری فی الاسلام تھی ورنہ خدائے جہان لا تنکحوا المشرکین فرمایا تھا وہان لا تنکحوا المنافقین نہین فرمایا تھا اور جب حضرت
عمر کا منافق ہونا شیعونکے نزدیک آپ کے اقرار سے ثابت ہوا تو آپ نے جو اس مقام پر افادہ فرمایا
کہ منافق ظاہر مین اپنے آپکو مسلمان کہتی تھی اور احکام شریعت ظاہر پر جاری تھی اسلیے وہ قتل وغیرہ سے
محفوظ رہے گو حقیقت مین منافق و فاجر الفجرہ تھی مگر بسبب ظاہر الاسلام ہونے کے اونسے نکاح درست تھا
باقی رہی ناصبیت اونکی مین ناصب معلن بعداوت سے ہی باتفاق علماء امامیہ مخالطت ناجایز فضلاً عن المناکحہ
مگر بضرورت شرعیہ جیسا کہ اظہار کفر بدلیل الا من اکرہ جایز ہے ویسا ہی نکاح مشرکین سی اور معلنین بعداوت
آئمہ طاہرین سی بھی جایز ہی لیکن جو ناصبی کہ غیر معلن بعداوت ہی پس بعض علماء شیعہ نے اوس سی نکاح
جایز جانا ہی اور نہی فی الاحادیث کو محمول بکراہت کیا ہے اور بعض علمانے ناجایز اور نہی کو محمول
بر حرمت جانا ہی لیکن باتفاق کل علماء امامیہ وقت ضرورت شرعیہ نہ کراہت رہیگی نہ حرمت اب
حضرت عمر کو ہمارے مخاطب صاحب جس قسم کے ناصبی مین چاہین داخل کرین مگر جب اونہین کے روایات سی
ثابت ہی کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ ہوا تو تحت الا من اکرہ اور تحت فمن اضطر داخل ہو کے بے شک و شبہ جایز اور مباح ہوگا
پس جو کچھ مخاطب نے عدم جواز نکاح پر متفرع کیا سب کالائی بد بریش بالش حضرت عمر خواہد بود اب جواب تفصیلی
مخاطب کیطرف توجہ کیجاتی ہی **قولہ** اسلام ظاہری ہی حضرت عمر نے اقرار کیا **اقول** حقیقت مین شیعون نے
تم اور تمہارے عمر پر احسان کیا اگر عمر کو ان نعمت کا انتم ظاہر کرتے ہو بہت اچھا عمر منافق نہین سہی بلکہ

تمہاری رضامندی آئی ہین یہی کہ وہ مشرک بت پرست شکر تمہاری تمہین از ابتدا تا انتہا تھا اچھا یہی ہی حقیقت ہی وہ ایسا ہی
تھا اگر سمجھین تو شک نہین کہ بمکر و فریب اظہار اسلام کرتا تھا اسکے لڑون نے جو بظاہر مسلمان تھی اسکو اپنا افسر
بنایا تھا اور ہزارون اوسکو افسر مسلمانونکا آجتک سمجھتی ہین پہلی ہی منافق کو اگر جناب امیر نے بجبر و اکراہ
بحکم الا من اکرہ اور مجبوری و ناچاری بمقتضائی فمن اضطر اپنی بیٹی بیاہ دی تو کیا قباحت لازم آئی **قوله** تمسک
بحبال شریعت قرار دیا **اقول** غرض شیعونکی یہ نہین ہی کہ حقیقت مین وہ متمسک بہ شریعت تھا بلکہ غرض یہ ہی کہ
حقیقت مین تو وہ منافق تھا مگر بمکر و خدع و فریب ظاہر مین بڑا متشرع بنتا تھا جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین خود
اونہین کے زبان صدق ترجمان سی ہی کہ جناب امیر و عباس انکو کاذب غادر خائن آثم سمجھتے تھی **قوله**
ولاکن لا یصلح العطار **اقول** حضرات اہل سنت بہ نکاح فرضی ام کلثوم سوہم عمر کو ہزار واسطے سو بن بنا دیتے
ولاکن لن یصلح العطار ما افسده الدہر **قوله** انکی بزرگون فی ڈالا ہی **اقول** جہان انکے بزرگون نے ڈالا ہی
وہ بھی ڈال لیتی جائینگے انشاء اللہ تعالی انکو کیا غرض بند کرینگی بلکہ اگر حضرات اہلسنت اوس رخنہ کو بند کرنا چاہینگے
تو وہ سو رخنہ نکال لینگے **قوله** اقرار فضیلت حضرت عمر کے **اقول** استغفر اللہ کیا بکتے ہو ہم تمہاری ہی زبان سی
کہتے ہین کہ جسکو شیعہ ایسا منافق و طیب الولادہ سمجھینگے پھر اوسکی فضیلت کا اقرار کیونکر کرینگے خفا ہو جیئے گا
مین اپنی دل سی نہین کہتا آپہی کی زبان سی کہتا ہون **قوله** اس نکاح کا جواز موافق اصول مذہب شیعہ کے
ثابت نہین ہو سکتا **اقول** موافق اصول اصیلہ مذہب شیعہ کے نکاح حالت جبر و اکراہ مین ہو سکتا ہے
بدلیل الا من اکرہ و فمن اضطر جیسا ہم کہہ چکے مجال نہین ہی کہ اس اصل اصیل کو کہ مصداق اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء
ہی دلیل سی باطل کر دیجئے آپ ہزار مکر و کید کیجئے مگر کچھ شبہ نہین ہی ان اللہ موہن کید الکافرین **قوله** حضرت عمر
موافق قاعدہ شیعونکی ایمان و اسلام سے بے بہرہ تھی **اقول** لا ریب ایمان و اسلام حقیقی سی بے بہرہ
تھے مگر اسلام ظاہری سی اپنی جان و مال کی حفاظت کی تھی ورنہ عمرو بن عبدود کے ہمپہلو ہو جاتے اور اسی مکر و
فریب سے تو خلافت ہاتھ لگی تھی اگر اسلام ظاہری کو بھی چھوڑ دیتے تو خلیفہ کیونکر بنتے **قوله** اور معاذ اللہ
منافق اور مرتد تھے **اقول** و اللہ ثم باللہ کہ ایسے ہی تھی **قوله** اور دشمن اہلبیت کے **اقول** بیشک ٹھیک
ہی خلافت اور فدک چھین لینی کیواسطے سب دشمنی تھی **قوله** اور ناصبیونکے پیشوا تھی **اقول** بہت درست

فرماتی ہیں حضور کے ضرور وہ پیشوا تھی اور لوگ کہتے ہیں کہ سیوطی کے نزدیک پیشوا بھی تھی چونکہ ہماری جد امجد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سُسر بھی اور سُسر سالوں سے دگنی معمولی بات ہی آپ برا نہ مانیے گا **قولہ** اور ناصبیوں کے ساتھ
نکاح مومنہ کا جائز ہی نہیں ہی **اقول** یہ بات سچ ہے مگر حالت اختیار میں نہ حالت جبر و اضطرار میں **قولہ**
کیونکر جائز ہوتا **اقول** بوجہ اضطرار **قولہ** امر اول حضرت عمر کا مومن ہونا امر دوئم ناصبی کے ساتھ نکاح جائز ہونا
اقول یہ دونوں باتیں مسلم ہیں انکی اثبات کی کوئی ضرورت نہیں ہی ناحق ناحق اپنی اور ہماری اوقات ضایع
کرتے ہو انشاء اللہ خدا تمکو ایسی بلا میں مبتلا کریگا کہ تم سب ہذیان سرائی اور ہرزہ درآئی بھول جاوگے **قولہ** عبرتا
للناظرین **اقول** یہ حدیثیں بی بی عائشہ اور ابوہریرہ سے اشخاص کی نہیں ہیں بلکہ اہلبیت طاہرین کی ہیں فاعتبروا
یا اولے الابصار **قولہ** اس روایت سی صاف کفر حضرت عمر **اقول** بلکہ ہر ایک کفر سے بڑھکر یہ ہی کہ از کفر چند
آنچہ مسلمان کردند **قولہ** اور انکا کفر اصلی کا ظاہر کرنا **اقول** یعنے مقتضیات کفر اصلی کو ظاہر کرنا نہ یہ کہ لات و
عزی پرستی کرنا ورنہ خلیفہ مسلمانان کیونکر بنتے **قولہ** اور مرتد ہو جانا **اقول** یعنی مرتد بارتداد ایمانی ہو جانا نہ کہ
مرتد بارتداد اسلامی ہو جانا اور مشرک بت پرست بنجانا چنانچہ پیشتر حدیث صحیح بخاری گزر چکی ہی کہ جناب رسولخدا
نے اصحاب سی خطاب کرکے فرمایا کہ انی لا اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولاکن اخشی علیکم الدنیا یعنے میں نہیں ڈرتا ہوں
تمہارے لیئے اس بات سی کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاوگے بلکہ ڈرتا ہوں اس بات سی کہ محبت دنیا تمکو گمراہ کریگی
فی الواقع مشرک تو کوئی نہیں ہوا مگر محبت دنیا سی دین میں ہزاروں شرکوں سی بڑھکر ہو گئی جیسا کہ حدیث اصحابی سی ظاہر ہی کہ
کہ ملائکہ بروز قیامت عرض کرینگے یا حضرت یہ اصحاب آپ کے بعد آپکے مرتد ہو گئے **قولہ** اب وہ دعوی جو شیعوں نے
کیا تھا الٹے **قولہ** باطل ہو گیا **اقول** ہرگز باطل نہیں ہوا اسلیئے کہ غرض ہماری یہ ہے کہ اسلام ظاہری سے وہ دائرہ سی
خارج نہیں ہوتی یعنی ظاہر بظاہر مشرک و بت پرست نہیں ہوئے اور اس حیثیت سے کسی لفظ کو دلالت اسپر نہیں کہ
حضرات ثلثہ ظاہر بظاہر مشرک و بت پرست ہو گئے گو حقیقت میں وہ بت پرستوں سے بڑھکر تھے اور وہ ایذا جو انہوں نے
اہلبیت پیغمبر کو پہنچائیں کہ جنکا عشر عشیر بھی مشرکان ظاہری سی نہیں پہونچا **قولہ** ظاہرا کلمہ گو تھے اور بظاہر دنیا اسلام سے
متظاہر ہوتے تھے **اقول** لاریب وہ ایسے ہی تھے اور یہی مذہب کل شیعوں کا ہی اور بعض مجتہدین نے جو دعوی
کیا کہ وہ اسلام کے دائرہ سی خارج نہیں غرض انکی بھی یہی ہے کہ بظاہر کلمہ گو تھے اور اسلام ظاہری سی خارج نہیں ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

کو حقیقت باطن کی اطلاع ہی الکفر الکفر تھی الحمد للہ کہ اس حدیث مین اونکی اسلام ظاہری اور کفر باطنی کی تصریح ہو گئی اور
اسیقدر مقصود بعض مجتہدین بلکہ مقصود کل شیعہ ہی پس آپکا دعوی کہ قول بعض مجتہدین باطل ہو گیا خود آپکے دلیل بطلان
سی باطل ہو گیا **قولہ** در پئے قتل رسول ہو گئی تھی **اقول** بیشک ہو گئے تھے آپکے محدثین نی بھی منافقین کے
دبہ لڑھکانیکی روایتین لکھی ہین بعد جنگ تبوک مگر کسیکا نام نہین بتاتے کہ وہ کون کون حضرات تھی پس سنیون کا
نام چھپانا اور شیعون کا نام بتانا واقعات کے ساتھ مطابق ہی یقینًا ثابت کرتا ہے کہ یہی لوگ تھی **قولہ** ہلاک کرنیکی
تدبیر کیے تھے **اقول** ہان تدبیر کی مگر تقدیر نے موافقت نکی **قولہ** اوس سے زیادہ کفر اور کسکا ہوگا
اقول سچ ہی گو زبان سی مثل شمر و یزید کے اظہار اسلام کیا کرے جب رسول اللہ فی الحال منافقون کو منافق
ہی کہا ہی تو دوسرا کون ایسا ہی جو اونکے نفاق سی انکار کرے یا اونکے کفر ظاہری پر اصرار کرے **قولہ** امام کے
قول کو کون رد کر سکیگا **اقول** تم ایسا خارجی و ناصبی **قولہ** اس حدیث کو تم استقصاء الافحام سی نقل کرتے ہین **اقول**
سنا ہے کہ ایک میان جی صاحب دھوبی کے گدھے کو جونپور کا قاضی بنا دیتی تھی افسوس یہ ہی کہ کوئی میانجی ایسا بھی
نہ ملا کہ اگر قاضی نہ بناتا تو ہماری حضرت مخاطب کو کچھ فہم تو بنا دیتا ارے حضرت یہ حدیث نہین ہی یہ کلام صدوق
الافحام مولانا مجلسی علیہ الرحمہ کا ہے اگر ثنا بیان لکھا گو توضیح ایسا لفظ حدیث کی فرماتی ہین بہرحال اس عبارت
توضیح کو بھی دلالت اوپر کفر اسلامی ثلثہ کے نہین ہی یعنی ثلثہ مشرک بت پرست اور بظاہر بزبان منکر لا الہ الا اللہ کے نہ
تھے کسی لفظ کو اس عبارت کے دلالت اس معنی پر نہین بلکہ غایۃ الامر یہ ہی کہ کفر نفاقی اونکا ظاہر ہو گیا تھا اور
بعد ظہور کفر نفاقی کے منافق پر احکام اسلام کو محفوظ رہنا اوسکی جان و مال کا باقی نہین رہتی بلکہ مثل بت پرستون کے
عند الجہاد واجب القتل ہوتا ہے چنانچہ خلیفہ اول نے قوم مالک بن نویرہ کے ساتھ بسبب نکرنے بیعت خلافت
کے ایسا ہی کیا کہ اون مظلومون پر تہمت انکار زکوۃ لگا کر مثل کفار کے قتل و غارت کیا اور غنائم کو بخلاف رائی
عمر مسلمانون پر تقسیم کیا اور عورتون اور لڑکون کو غلام لونڈی بنایا حالانکہ وہ اذانون میں پکار پکار کر اشہد
ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتی تھی اور اونکی گواہی لشکر والون نی خصوصًا عبداللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری
ایسی عدول نی بھی دی مگر حکم خلیفہ اول خالد ولید نے کسی کا کہنا نہ سنا اور اون مظلومون کو بمکر و فریب
مشکین باندھکر قتل کیا جیسا کہ مفصل بیان اسکا مقدمہ میں گزرا بالجملہ کفر نفاقی کے ظہور مین احکام اسلام

جاری ہونا اور بات ہی اور کفر اسلامی یعنی مشرک و بت پرست ہونا اور بات ہی اور ہمکو انکار ثلثہ کے کفر اسلامی
سی ہی بایں معنی کہ بعد رسول اللہ وہ مشرک بت پرست نہین بنی ورنہ خلافت اور افسری مسلمانون کی کیونکر
نصیب ہوتی اور ہمکو اسکا انکار نہین ہی کہ بعد رسول اللہ اونسے ظہور کفر نفاقی بھی نہین ہوا اور واجب القتل
بھی نہین ہوئی بلکہ ہم یہ کہتی ہین کہ ہماری نزدیک وہ ایسے تھی کہ اگر کوئی منافق ایکدفعہ قتل کیا جاتا تو وہ ہزار مرتبہ
فی جذوع النخل سولی دی جاتی اور ہزار مرتبہ آگ مین جلائی جاتی جب بھی کم تھا اور انشاء اللہ صاحب الامر عجل اللہ
ظہورہ و انجم نورہ اونکو قبرونسے نکالکر ایسا ہی کرینگے یا مولای یا صاحب الزمان فدیتک بامی و ابی شعر
تنہا اند در مدینہ اسلام کے رواست لات و جبل برآرو بدار عقاب کش۔ اور اگر غاصبین خلافت نظہور
کفر نفاقی لائق گردن زدنی ہوتی تو جناب امیرؑ کیونکر فرماتے کہ اگر چالیس معین بھی پاتا تو غاصبین خلافت
سی جہاد کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو دوستان عمر سے ہی روایت کرتا ہی **قولہ** اور جسنے نص امامت سنکر
اوس سی انکار کیا **اقول** مراد جناب مولانائی مجلسی کی یہ ہی کہ نص امامت سنکر ظاہر بظاہر انکار کیا مع قرار
کونہ نصاً محکماً غیر منسوخ جیسا کہ ثعلبی نی اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ حارث بن نعمان فہری نی نص غدیری سنکر
ظاہر بظاہر انکار کیا اور کہا کہ اگر پیغمبر سچے ہین تو خدا اوس شقی پر عذاب نازل کرے خدا نی اوسیوقت اوپر
عذاب نازل فرمایا اور ابھی اپنی ناقہ پر سوار ہونے نپایا تھا کہ ایک سنگریزہ آسمان سی اوسکی سر پر گرا
اور اسفل سی نکلگیا بعد اسکے خدا عزوجل نے سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع نازل فرمایا
انتہی محصلاً اور آپکے حضرات ثلثہ نے ظاہر بظاہر انکار نص غدیر سے نہین کیا بلکہ کل اصحاب نی بالخصوص حضرت عمر نے
بلکہ ابوبکر نے بھی مبارکبادی جناب امیرؑ کو دی جیسا کہ معارج النبوۃ اور روضۃ الصفا اور حبیب السیر مین ہی
اور ابن مغازلی شافعی نی کتاب مناقب مین لکھا ہی اور دوسرون نی دیگر کتب مین بھی لکھا ہی کہ حضرت عمر
جناب امیرؑ کے پاس آکر کہنے لگے بخٍ بخٍ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ اور مشکوۃ
مین اور علامہ نیشاپوری کی روایت مین بجائی بخٍ بخٍ ہنیالک یا ابن ابیطالب ہی یعنی مبارک ہو آپکو ای ابن ابیطالب
کہ آج سی آپ ہماری اور کل مومن و مومنہ کے مولے ہوئی اوسوقت تو یہ کہا لیکن جب وقت غصب خلافت
آیا تب اس نص کا انکار تو نہین کیا مگر اوسکے تاویلین اور توجیہین جو سراسر پوچ اور باطل تھین کرنے لگے

اور بطمع زخارف دنیوی دین کو بعوض دنیا بیچا اور حق صریح سی رو گردانی عوام کو بہکایا خوب جال مکر و فریب کا پھیلایا
کسی سی کہا کہ غرض جناب رسولخدا کی روز غدیر من کنت مولاہ سی فقط دوستی جناب امیر تھی اور اونکو خلیفہ کرنا منظور نتھا
چنانچہ اپنی جد امجد کے سکھائی پڑھائی ہوئی بات ابھی تک سینونکو یاد ہی اور تا قیامت یہی کہی جائینگی گو شیعہ ہزار ہزار دلیلین
عقلی نقلی لائین اور کتاب الفین تصنیف فرمائین اور کتنی جلدین ضخیم مانند عبقات الانوار کے لکھدین اور کالصباح اذا لاح
ظاہر اور روشن کردین کہ مقصود پیغمبر از حدیث من کنت مولاہ سی خلافت اسد اللہ ہی مگر قول پر اپنی جد امجد کے
حضرات اہلسنت کے نگاہ ہی روز روشن سی اپنی آنکھونکو بند کرلین گے اور فرمائینگے کہ کچھ نہین دنیا سیاہ ہی
اور دعوائی سفیدی صبح فقط شیعونکا اشتباہ ہی اور سوائی اپنی مذہب کے کسی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھنا گناہ ہی
اور جو کتب شیعہ دیکھی وہ گمراہ ہی شیعہ کہتی ہین بیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ - کچھ
لوگون سی تو حضرت عمر نے یہ تاویل علیل بیان فرمائی اور کچھ لوگون سی یہ کہا کہ ہان آنحضرت نی روز غدیر تو خلیفہ کیا
مگر بعد اوسکے اوس حکم کو منسوخ کردیا اور فرمایا کہ الخلافۃ والنبوۃ لاتجتمعان فی بیت واحد یعنی خلافت اور نبوت ایک
گھر مین نہین جمع ہوسکتی اور یہ بھی فرمایا کہ آل ابی طالب لیسوا لی باولیاء یعنی اولاد ابی طالب یعنی جناب امیر اور انکی
عترت طاہرین متولی میرے امور کے نہین ہین چنانچہ یہ حدیث باعتراف شارحین و ابن ابی الحدید صحیح بخاری
مین تھی مگر متاخرین اہل سنت نی مثل دیگر احادیث کے جیسے بندریا کے رجم کے حدیث اور تحریف احتلام کی
حدیث تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی معرض حذف و اسقاط مین ڈالا اور بعض سی کچھ الفاظ کو
نکالا جیسے اس حدیث مذکور مین لفظ طالب کو نکالڈالا اور آل ابی رہنی دیا اور بعضون نے بجائی طالب کی
لفظ فلان لکھدیا اور بعضون نی اوس جگہہ سفیدی چھوڑدی اوسکو کچھ لوگون نے آل ابی فلان پڑھا مگر
امثال ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل حدیث آل ابی طالب ہی الغرض ایسی احادیث موضوعہ سی حضرت عمر مدعی
منسوخیت حکم غدیری ہوئی ہر چند نسبت اس قول کے حاشیہ تحفہ مسروقہ مین شاہ جی نے طرف نواصب کے
دی ہی مگر بیشک نواصب نی اپنی جد امجد ہی سی لیا ہی اور ان احادیث کا ذمہ جو لوگ اونسے سازوباز
رکھتی تھی اونہون نے جھوٹی گواہی دی جیسا عبد اللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کے سامنے حواب کے کتے کے
بھونکنے کے وقت پچاس آدمیون سے جھوٹی گواہی دلوائی تھی کہ یہ حواب نہین ہی جیسا کہ کل مورخین نے لکھا ہے

بالجملہ بعضون سی کہا کہ ہر چند جناب رسولخدا اونکو خلیفہ کر گئے تھے مگر انکو خلافت کرنا خود منظور نہین ہی ورنہ اس مجمع
مین ضرور حاضر ہوتے حالانکہ وہ حضرت مشغول تجہیز و تکفین رسول اللہ تھی اور یہ لوگ آنحضرت کو بے غسل و کفن
چھوڑ کے سقیفہ بندی خلافت مین تھی جیسا کہ کتاب ملل و نحل اہل سنت مین موجود ہے اور جو لوگ ان فریبون مین نہ آئے
اونکو بوعدہ ہائی حکومت شام و یمن و مصر رام کیا بالجملہ ہماری مخاطب عالیمقام کا مقصود یعنی ادعائی کفر ظاہری
ثلثہ جب ثابت ہوتا کہ اونکی بت پرستی بعد رسول اللہ یا اونکا منکر نص غدیر ہی مثل انکار حارث بن نعمان فہری
کے ظاہر بظاہر ہونا کتب شیعہ سی ثابت کرتے و اذ لیس فلیس باقی رہا شیعونکی کتابون مین جو انکا کفر و ارتداد موجود
ہے اوس سی مراد اونکا کفر واقعی اور کفر نفاقی اور ارتداد ایمانی ہی نہ کفر اسلامی اور ارتداد اسلامی **قولہ**
اور کوئی حکم اسلام کا اوسکے لیئے باقی نہین رہا **اقول** یہ شبہ ہم کہتی ہین کہ جسکا انکار ظاہر بظاہر مثل انکار
حارث بن نعمان ہی اسکی لیئی حکم باقی نہین ہی یعنی وہ واجب القتل ہوگا بلکہ خدا ہی اوسکو قتل کریگا لیکن آپکو ضرور ہے
کہ انکار ثلثہ کو مماثل انکار حارث ہونا آپ ثابت کیجیئے حالانکہ حارث کا انکار صریحی تہا اور ثلثہ کا انکار نفاقی کہ
ظاہر مین اقرار کرنا اور بخ بخ کہنا اور باطن مین انکار کرنا غایۃ الامر یہہ ہی کہ منافق وقت ظہور نفاق واجب القتل
ہو جائیگا اور حکم اسلام سی کہ صیانت جان و مال ہی نکلجاویگا مگر اس سی اوسکا مشرک بت پرست ہونا لازم نہین آتا
جیسی اہل سنت شیعہ کے نزدیک بسبب انکار عدل خدا و امامت ائمہ ہدیٰ قابل گردن زدنی ہین اور شیعہ بھی بسبب
تبرے کے خلفائی ثلثہ سی سنیونکے نزدیک بھی ایسی ہی ہین مگر احد ہما دوسری کو مشرک بت پرست نہین جانتا اور مسلمان
کہتا ہے اور جناب رسولخدا نے کسی منافق کو باوجود ظہور نفاق قتل نہین کیا بلکہ جس منافق نے تقسیم غنایم مین حضرتکو
اعدل یا محمد فانک لم تعدل یعنی تقسیم مین ای محمد تم بے انصافی کرتے ہو اور حضرت عمر نے تلوار کہینچی اور فرمایا کہ حکم
دیجیئے کہ مین اس منافق کو قتل کرون تو حضرت نے فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمداً یقتل اصحابہ کما فی صحیح البخاری
یعنی چھوڑ دے اسکو تا کہ لوگ نہ کہین کہ محمد اپنی اصحاب کو قتل کرتے ہین بلکہ ابن ابی کا باتفاق کل منافق تہا اور
نفاق اوسکا سبکے نزدیک ظاہر ہوگیا تہا حضرت نے بمصلحت وقت اوسکی جنازہ پر نماز پڑہی اور سر اوسکا گود مین
لیا منہ مین لعاب دہن مبارک دیا اپنا کرتا پہنایا اور عمر نے آنحضرت کا دامن پکڑ کے کہینچا اور کہا کہ منافق کے جنازہ
نماز نہ پڑہو مگر آنحضرت نے عمر کا کہنا نہ سنا اور اونکو دو تکار دیا جیسا کہ تفسیر اس سی ذکر کر چکی الغرض جب آپ کہینگی کہ تہا

نزدیک عمر واجب القتل تھی تو ہم کہینگے کہ وا اشد کشتنی سوختنی باشد وگردن زدنی ہے اور جب آپ فرمائینگے کہ تمہاری نزدیک
حضرات ثلثہ مشرک بت پرست اور زبان سے منکر لا الہ الا اللہ تھے تب ہم کہینگے کہ ہرگز نہین بلکہ چالیس برس تک
مشرک بت پرست تھے اور بعد اسکے زبان سے لا الہ الا اللہ کہتے تھے مگر دل سے منکر تھے ورنہ جو پوچھا ہے سیالت
سے کیا وہ ہرگز نکرتے بلکہ کسی مشرک بت پرست نے وہ نہین کیا جو اونہون نے کیا ہے ہیچ کافر نکند آنچہ اینہا مسلمانان
کردند پس حقیقت مین ہزارون کافرون سے بڑھ گئے گو بظاہر مسلمان رہے جیسا کہ دیگر منافق بھی بظاہر مسلم باطن مین کافر
تھی **قولہ** صاحب استقصاء الافحام اسکے لکھنے کے بعد **اقول** جو کچھ جناب صاحب استقصا فرماتی ہین یعنی
ثلثہ کا فر و مشرک تھے [illegible] بھی این معنی بسر و چشم مقبول است واصلا جائے استنکاف وانکار نیست لیکن کفر و ارتداد
اسلامی یعنی منکر لا الہ الا اللہ ہونا اس سے کہان سے نکلا **قولہ** اونکا اسلام ظاہری بھی اونکے قول سے جاتا رہا **اقول**
اسلام ظاہری تو نہین گیا مگر حکم اسلام ظاہری کہ صیانت جان ومال تھی جاتا رہا بشرطیکہ آپ اونکی انکار کو مثل
انکار ظاہری عمارت بن [illegible] ثابت کر دیجئے آپ سے تو مماثلت ثابت نہو سکے گی ہمنے تو عدم مماثلت ثابت کر دی
کہ ایک کا انکار صریحی تھا اور دوسرے کا انکار بہ مکر وفریب ودغابازی تھا اور اگر آپ اسکو نہ مانئے اور فرمائیے
کہ نہین یہ دونو انکار یکسان تھے اور دونو حکم مشرک بت پرست مین تھے اور واجب القتل تھی تو ہم بہت
خوشی سے آپکی رضامندی کے لیئے اس بات کو مان لینگے اور ہمارا کوئی ضرر نہین ہے اسلیئے کہ حضور مدعی ہین
کہ ایسون سے نکاح نہین جایز ہے ہم کہتے ہین کہ لا نسلم کہ جبر واکراہ بھی نہین جایز ہے اب اسکا ثبوت آپ پر لازم
ہے کہ عدم جواز بجبر واکراہ کو کسی دلیل سے ثابت کیجیے اور بغیر اسکے بیکار مثل [illegible] بیہودن اور حضرت معاویہ
کے سگونکی طرح عبث عبث عو عو ہوتے ہے اور ہم دلیل لا چکے ہین جواز پر آیۂ الا من اکرہ اور فمن اضطر سے
کلام **قولہ** تو اب کہان رہا قول سید مرتضی علم الہدی **اقول** جو جناب سید علی اللہ مقامہ شافی اور تنزیہ مین
فرمایا ہے گو بمکر وفریب آپنے اونکی آدہی عبارت یہان لکھی اور آدہی چھوڑ دی جسمین کچھ گنجایش رد کی
اونکے کلام بلاغت نظام مین تھا دی لیکن بمقتضای آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد آپ خود ہی صفحہ (۱۳۲)
سطر (۲۵) مین پورا قول اونکا نقل فرما چکے ہین باین الفاظ یعنی حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح
ساتھ عمر کے منظور نہین کیا مگر بسبب اسکے کہ عمر نے اونکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا حضرت عباس نے

دیکھا کہ فتنہ و فساد ہوا چاہتا ہے تب حضرت امیر نے اس کام کو اپنے اختیار مین لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح
عمر کے ساتھہ کردیا اور ہم یہ بیان کرچکے ہین کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہی کہ بجبر و اکراہ لڑکے کا نکاح اوس شخص کے
ساتھہ کردیا جاوی جسکی ساتھہ حالت اختیار مین جایز نہو خصوصاً خلیفہ ثانی سی شخص کے ساتھہ کہ وہ اسلام بھی ظاہر
کرتا تھا اور ظاہر مین تمام شریعت کا پابند تھا انتہی اس عبارت سی جسکی آپ خود ہی ناقل ہین صاف صاف ظاہر ہی
کہ عمر اسلام کو فقط ظاہر کرتا تھا اور بتصنع پابند شریعت تھا لیکن درحقیقت مسلمان نہ تھا اور ایسے شخص سی گو مدعی
اسلام ہو نکاح باختیار جایز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ حالت اضطرار مین جایز ہوگیا اسی دلیل لا من اکرہ و من اضطر
سے جیسا کہ ہمنے قول سابق مین اشارہ کیا ہم نہین سمجھتی کہ دنیا مین کوئی الو کا پٹھا ایسا بھی ہوگا جو اس عبارت
سے جواز نکاح بلا جبر و اکراہ بھی نکالے ہماری حضرت مخاطب کو اختیار ہے کہ جو چاہین فرمائین قلم اونکی اختیار
مین ہی اونکی بیباکی چلا رہی ہے سب آمنا و صدقنا کہنے کو موجود ہین فقط شیعون نے اگر طعن و تشنیع
کی تو کیا مضایقہ **قولہ** باطل ہوگیا قول صاحب تنزیہ اثناعشریہ کا **اقول** آپ نے خود آخر صفحہ (۱۴۲) مین قول
صاحب تحفہ و صاحب نزہہ نقل فرمایا ہے جسکا محصل یہ ہی کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی شیعون پر تہمت
کی کہتی ہین کہ حضرات علیہم السلام اپنی بیٹیونکو کفرہ فجرہ کے نکاح مین دیتی تھی صاحب نزہہ اعلی اللہ مقامہ اوسکے
جواب مین فرماتے ہین کہ اگر تمہاری مراد کفرہ فجرہ سی مشرکین منکرین اسلام ہین تو قول تمہارا ممنوع ہی یعنی مسلم
نہین ہے اسلیے کہ افترای محض ہی اور اگر مراد تمہاری کفرہ فجرہ سے مشرکین منکرین اسلام نہین ہین بلکہ وہ
مبتدعین ہین کہ جنکی بدعت ایسی نہین ہی کہ اونکو لوگ ظاہر بظاہر کافر کہین گو حقیقت مین کافر ہون یا مراد
تمہاری کفرہ فجرہ سی منافقین ہین کہ ظاہر مین مظہر اسلام و پابند احکام اسلام ہین گو حقیقت مین فی الدرک الاسفل
من النار ہین پس قول تمہارا مسلم ہے مگر ایسے کافرون سے ممنوعیت نکاح پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی ہی اور
آیۂ لا تنکحوا المشرکین کو دلالت فقط اسیقدر ہے کہ مشرکین سی نکاح حرام ہی اور اس قسم کے کفار کو مشرک نہین کہتی
ہین گو حقیقت مین مشرکون سی بھی کفر انکا زیادہ ہو اور مثل مشرکین کے واجب القتل بھی ہون مگر جب عرف مین
اونکو مشرک نہین کہتی ہین تو مضمون آیۂ لا تنکحوا المشرکین اونکو شامل نہوگا یہی محصل کلام اسمقام ہے ہماری مخاطب
والا مقام اسی کی رد و ابطال مین فرماتے ہین کہ ہمنے کفر خلفائے ثلثہ اور واجب القتل ہونا اونکا شیعونکی کتاب سے

ثابت کر دیا پس قول صاحب نزھہ باطل ہو گیا بہت ٹھیک مثل ہے مارین گھٹنا پھوٹے آنکھ ارے صاحب کچھ بھی تو
بات کو سمجھو صاحب نزھہ خود ثلثہ کو لائق گردن زدنی اور سوختنی سمجھتے ہین مگر فیر باقی ہین کہ چونکہ اونپر اطلاق لفظ مشرک
عرف مین نہین ہوتا اور معنی قرآن وحدیث بحسب عرف لیے جاتے ہین تو تحت آیہ لا تنکحوا المشرکین داخل نہونگی
اب آپکو ضرور ہے کہ مشرک بت پرست ہونا حضرت عمر کا کہین سے ثابت کر دیجیے تو بیشک قول صاحب نزھہ
باطل ہو جائیگا اور ہم آپ کے نہایت شکر گذار ہونگے کہ جو شیعون سے نہو سکا آپ نے کیا گو قول صاحب نزھہ
باطل ہو جائی بلا سے مگر ایک مشرک حقیقی مشرک ظاہری تو ہو جائیگا لیکن اتنا خیال مبارک مین رہے کہ قصہ
نکاح ام کلثوم اوس سے باطل نہوگی اسلیئے کہ ہم اوسوقت کہینگے کہ بت اچھا منافق سے نہین بلکہ ایک مشرک سے
نکاح جبرا وقہرا بضرورت داعیہ شرعیہ ہوا اور مقصود آیہ لا تنکحوا المشرکین سے یہی ہے کہ بخوشی و رضامندی یہ کام نکرو
اور یہ مطلب نہین ہے کہ صورت جبر و اکراہ مین بھی نکرو والغرض مشرک بنانے سے ثلثہ کو فقط ثلثہ ہی آپکے ہاتھ لگینگے
باقی خیر قولہ عجب حال ہے علمائے شیعہ کا اقول عجب حال ہے علمائے سنیہ کا کہ کبھی عمر کو کاذب و غادر و خائن و آثم
زبان مرتضوی سے بتاتے ہین اور جناب سیدہ کو تا دم مرگ ناراض و غضبناک بتاتے ہین کبھی باہم خلت و محبت
بتلاتے ہین کبھی چار برس کے لڑکی ایک بڈھے کو دلواتے ہین کبھی اوسکو وکیا ایماندار زاہد و متقی فرماتے ہین کبھی اوس سے
فسق و فجور کشف ساقین کراتے ہین جہان جیسا موقع ملا ویسے ہی حدیث بنالی اسلیئے کہ دروغگو را حافظہ
نباشد قولہ کبھی تو حضرت عمر کو کافر اور منکر اسلام اقول کافر تو کہا مگر منکر اسلام ظاہری اور مشرک بت پرست
نہین کہا اب آپکی زبانی یہ بھی سہی لیکن اس سے شیعون کا ایک بال بھی نہین کندہ ہونیوالا ہے اسلیئے کہ ہمارا قول یہی
کہ جو لوگ ایسے ہین بلاضرورت نکاح نہین جائز ہے اور ایسے بضرورت شرعیہ جائز ہے گو مظہر کفر و نفاق اور واجب القتل ہون
قولہ مظہر اسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتے ہین اقول مظہر اسلام اور متمسک باحکام اسلام ہونا بخدع و فریب تھا
کہ ظاہر مین مسلمان اور سر گروہ مسلمانان بنے اور حقیقت مین منافق و واجب القتل تھے خصوصا وقت ظہور نفاق باطنی قولہ
کفر حضرت عمر کا اسلئے قولہ ثابت ہو گیا اقول ہان حضرت ایسا ہی ہے سکا منکر کون ہے باطن مین منافق ظاہر مین بخدع و فریب
مظہر اسلام تھے اور بعد ظہور نفاق واجب القتل بھی تھے مگر کوئی قتل کرنیوالا نہ تھا جناب امیر علیہ السلام بسبب عدم اجتماع شرائط جہاد
مثل جناب رسول خدا کہ ابتدائے بعثت مین ممنوع جہاد تھے پھر کون منافقین کافرین کو عند ظہور الکفر فی النار کرنے والا تھا

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اسکو جواز اور عدم جواز نکاح جبری سی جو بضرورت داعیہ شرعیہ ہوگیا او اسطرہان برضا و رغبت وقت ظہور کفر و
نفاق نکاح ناجایز ہوگا مگر جب ہمنی جبر و اکراہ تمہاری ہی کتابون سی ثابت کر دیا تو پھر تمہاری محنت و مشقت
اثبات کفر و نفاق عمری مین بیکار ہی **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے گو وہ مظہر اسلام ہو جایز نہین ہے
اقول عدم جواز باتفاق شیعہ حالت اختیار مین برضا و رغبت و بخوشی خاطر ہے لیکن حالت اضطرار مین بجبر و
اکراہ بلاشبہہ جایز ہے **قولہ** جو ان روایات کو غلط سمجھین او رکفر ظاہری کے قایل نہون **اقول** ہم ان
روایات کو بہت صحیح سمجھتی ہین لیکن کسی مین کفر ظاہر یعنی کفر بت پرستی کی تصریح نہین ہی بس محمول و پر کفر و فسوق
نفاق کے ہین اور نکاح منافقین سی شرعاً جایز اور عمر ایسے منافق مظہر النفاق سی حالت ضرورت مین جبراً
و قہراً جایز ہے نہ حالت اختیار مین **قولہ** موافق اپنے اصول کے اس نکاح کو جایز نہ سمجھین **اقول** ہمارے
اصول سی ہی کہ نکاح جب معلن بعداوت سی بخوشی خاطر جایز نہین اور غیر معلن سی بھی بخوشی خاطر یا مکروہ
یا حرام ہی لیکن بجبر و اکراہ دونو سے جایز ہے **قولہ** نکاح عارفہ کا نہین جایز ہے مگر ساتھ عارف کے
اقول مراد امام علیہ السلام کے اس کلام سے عدم جواز بخوشی خاطر ہے نہ بجبر و اکراہ لقولہ الا من اکرہ و فی
اضطراب ہمارے حضرت مخاطب یا اپنے راویونکو جو راوی نکاح بجبر و اکراہ ہوئی کاذب مفتری کہین یا کافر عنید
سے نکاح بجبر و اکراہ صحیح سمجھین غرض بنا بر قول تمہارے راویونکے تمہارے لیے سوائی ان دو حالتونکے
تیسری حالت منتظرہ باقی نہین رہی لیکن شیعونکے لیئے بحمد اللہ تیسری حالت ہے یعنے یہ نکاح فرض کر لینا فقط
تمہارے منھ توڑنے کے لیئے ہے اور حقیقت مین تمہارے راوی جھوٹے مفتری دغاباز اور یہ نکاح واقع
ہی نہین ہوا اور ان مفتریون نے ام کلثوم بنت جرول خزاعی یا ام کلثوم بنت عقبہ یا ام کلثوم بنت ابی بکر کو بکذب
و دروغ بنت فاطمہ بنایا ہے **قولہ** گو اسکو حضرات شیعہ جبر و اکراہ سے تعبیر کرین نہونے دیتے **اقول**
جبر و اکراہ کا بیان کرنے والے تمہاری ہی رواۃ ہین پس اگر وہ بیان جبر و اکراہ مین جھوٹے ہین تو روایت
اصل نکاح ہی مین کیون نہ جھوٹے ہون جیسا کہ حقیقۃً کل شیعونکا اعتقاد یہی کہ رواۃ سنیہ کذاب و مفتری
و دجال ہین اور تمہارے کتنے دجال ہی بھی ہمنی اونکی کذاب و دجال ہونے کا نشان دیا اور اگر اونکو سچا سمجھتی
ہو تو جواب دندان شکن اپنا زبان سے اپنے راویون کے پاس پہنچا دیا پھر کیا ان جھوٹھوں سے سر ٹکرا رکھی ہے

قوله الخبیثات للخبیثین اقول مخاطب ہماری حضرت نوح اور حضرت لوط کو کیا سمجھتے ہیں اور امرأة نوح اور
امرأة لوط جنکی حق میں خداوند تعالے کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاہما فرماتا ہے کیا سمجھتی ہیں اور
ذرا اسکو بھی غور کرلیں کہ ان دو نو عورتوں کا ذکر بغرض تمثیل بی بی عائشہ و حفصہ ہے جس سے ان دونو کی خیانت
ظاہر ہے پس یہاں توجیہ کوئی خبیثہ ہوگا وہی الخبیثات للخبیثین پڑھیگا قوله والطیبات للطیبین اقول جناب امیر
نے باتفاق ہمارے و تمہارے اہل سنت سے تو انکار کیا اپنی بیٹی طیبہ کو ایک بد خبیث کو دینے سے فرق اتنا ہے کہ ہماری
راوی کہتی ہیں کہ ہرگز نہیں دیا اور تمہاری راوی کہتی ہیں کہ بعد انکار و اصرار بجبر و اکراہ دیا تھی فرض کرلیا کہ بمقتضائے
الضرورات تبیح المحظورات ایسا کیا تو جبر کیا قباحت لازم آئی قوله کیا حضرت علی اس حدیث سے جو
امام جعفر صادق نے فرمائی منکر تھی اقول ہرگز منکر نہ تھے ورنہ انکار اس نکاح سے کیوں کرتے کہ بقول
تمہاری بمصداق الا من اکره بجبر و اکراہ قبول کرلیا ہو تو اس سے منکر ہونا نہیں لازم آتا ہے ہاں اگر منکر ہوتے
تو بطیب خاطر قبول کرلیتے والتیس فلیس قوله جب ہم اس امر کو ثابت کرچکے کہ یہ نکاح بجبر و اکراہ نہیں ہوا
اقول ہمکو نہیں معلوم کہ تمہی خاطر ہونیکا ثبوت با انکار اپنی احادیث جبر و اکراہ سے ہے یا انکار احادیث شیعہ
اگر با انکار احادیث شیعہ ہے تو شیعہ خود اون روایات کو صحیح نہیں سمجھتی ہیں اور احادیث انکار از نکاح
کے معتقد ہیں اور اگر با انکار از احادیث اہل سنت ہے جو جبر و اکراہ پر دلالت صریح رکھتی ہیں جیسا کہ بعض اوس سے
ابتدائی بحث میں ہمنے بیان کیا پس جواب فرضی و تسلیمی شیعوں کا منظور نہیں احادیث جبر و اکراہ سے تھا کہ جسکو تمہارے
علما بھی تصحیح کرتے ہیں اور جب تمنے اپنی احادیث صحاح کو دربارہ جبر و اکراہ باطل سمجھا تو شیعہ تمہاری نہیں
احادیث کو دربارہ اصل وقوع نکاح باطل سمجھینگے اور احادیث ائمہ اطہار کو دربارہ انکار و وقوع نکاح صحیح جانینگے
اور جواب الزامی سے دست بردار ہو جائینگے یعنی جب تمنے اپنی احادیث صحاح کی … انکار کیا تو ہمنے
بھی جواب فرضی و تسلیمی سے دست برداری کی لیکن جب کسی سنی نے احادیث جبر و اکراہ کا انکار نہیں کیا بلکہ سلف نے
اوسکی روایت کی تو فقط تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے قوله ضرورت اس قول ناپاک سے بحث
کرنیکی نہیں رہی اقول قول ناپاک وہی قول جبر و اکراہ ہے جو تمہارے راویوں نے روایت کیا اور
تمہارے ناپاکون نے اوسکی تصحیح کی اور حدیث غصب فرج بھی اسی قول ناپاک جبر و اکراہ پر دلالت کرتی ہی اسی

ہمارے علما نے اوسکی تصحیح نہین کی اور غیر صحیح کہا اور احادیث اذکار ائمہ اطہار کے تصدیق اور تصحیح کی حضور والا
پہلی اپنی نا یا کو انکی تصحیح کو مٹا لین پھر دوسری لوگون کی تصحیح اگر کہین پایئے گا تو مٹایئے گا اور جن بقا مو کو بزعم باطل اپنی
آپ تصحیح سمجھی ہین اونہین عبارتون سے اونکا فرضی تسلیمی ہونا بھی ثابت کر دیا اور بدیہی ہے کہ تصحیح فرضی تصحیح حقیقی نہین
ہے پس ہم تم دونو عدم تصحیح احادیث جبر و اکراہ مین شریک ہو گئے اب آؤ ہم تم ملکر باتفاق یکدگر مصححین احادیث جبر و
اکراہ پر ہزار ہزار جوتے تمہارے سوچی صاحب کے نرمی استر اور ادھوڑی استر کے لگا دین اور لعنۃ اللہ
علی الکاذبین وعلیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین کہین

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

پوشیدہ نرہے کہ محدثین شیعہ روایت کرتے ہین کہ امام صادق علیہ السلام سے کسی نے اس نکاح کے نسبت
سوال کیا تو امام نے فرمایا کہ یہ اول فرج غصب شد صاحب تحفہ قدس سرہ اس بحث مین لکھتے ہین سبحان اللہ
چہ کلمہ ایست کہ از زبان ایشان برمے آید نزدیک است کہ آسمان فرو افتد و زمین بشگافد اول در حق آن
سیدہ پاک بضعۃ الرسول فلذہ کبد البتول چہ فحش و سوء ادب است و کدام خصلت خبیثہ را بدامن پاک آن طاہرہ
مطہرہ می بندند دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین چہ قدر بیحیائی و بے ناموسی ثابت میکنند و در حق حضرت
صادق کہ این کلمہ را بجناب شان نسبت می نمایند چہ قدر تحقیر و تشہیر فی اعتقاد دارند این لفظ را اول بزرگان
بر زبان می آرند علی الخصوص ذکر این بضعۂ نور الائمہ نہ مسمی از اقارب بلکہ بزرگان خود امریست کہ
اراذل و اوباش نیز ازان احتراز واجب دانند اسکا جواب علامہ کشمیری نے تنزیہ مین چند طرح پر دیا ہے
کما قال مردود است بچند وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آن آنچہ افادہ فرمودہ
تسویل و تخویل بیش نیست اس عبارت سے علامہ کشمیری کے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کی صحت انکے
نزدیک مسلم نہین ہے حالانکہ بر تقدیر تسلیم صحت کہنا عوام کو دھوکا دینا ہے اس لئے کہ یہ حدیث چند طرق سے واقع
اصول شیعہ کے ثابت ہے اول یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب کہتے ہین انہین الفاظ
سے امام صادق سے مروی ہے دوسرے قاضی نوراللہ شوشتری نے مصائب مین اس حدیث کو چند جگہ نقل

گیا ہے چنانچہ جہاں بحث فاروق و اُم کلثوم کی لکھی ہی اوسکی بحث تجمل میں بھی جا بجا اوسکا ذکر کیا ہے اور کسی جگہ اوس سے
انکار نہیں کیا چنانچہ ترجمہ فارسی اوسکا کہ منقول فی ازالۃ الغین یہ ہے و اما خامساً پس واسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام
کہ این اول فرجے است کہ غصب کردہ شدہ از ما مستلزم وقوع زنا نیست اور پھر اسی بحث میں قول صاحب استغاثہ
کو نقل کرکے اس طرح فرماتے ہیں و ترجمۂ فے الفارسیۃ ہکذا خبر دادہ اند مارا جماعتے از مشائخ ثقات ما از ایشان
جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی است از احمد ابن فضل از محمد ابن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم
جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجی است کہ غصب کردہ شدہ از ما
اور بعد اسکے پھر قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ شاکل روایتے است کہ از صادق علم نقل کردہ اند کہ گفتہ کہ این اول فرجی
است کہ از ما غصب کردہ اند اور پھر جہاں جناب امیر علم کے صبر و تحمل پر وصیت رسول کا ذکر کیا ہے وہاں قاضی صاحب
موصوف فرماتے ہیں و ترجمۂ فے الفارسیۃ ہکذا چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او
قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم از اطاعت رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس تسلیم انہ درین حال اصلح بود از قتل و بیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر
او را بخدا و دانستہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کردہ از انکار حق و قعود بجای رسول خدا و
تغیر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا چنانچہ گذشت اعظم است نزد حق تعالٰی و افظع و اشنع است از غصب این فرج
پس تسلیم کرد و صبر نمود اور علاوہ اسکے اور طرق سے بھی شکستہ سی ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے پس علامہ کشمیری کا بر تقدیر
تسلیم صحت کہنا صرف دھوکا دینا ہی ہے کہ شعار قدیم علماء متقدمین شیعہ کا ہے اگر یہ الفاظ امام نے نہیں فرمائے اور
اونکی کتابوں میں مذکور نہ تھی تو چاہیئے تھا کہ صاف انکار کرتے اور اگر مذکور تھی تو اوسکا اقرار کرتے بر تقدیر تسلیم صحت کہنا کیا معنی

قول المتمسک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس حقیر فقیر کو مخاطب تحریر کی کسی تقریر پر جہالت اور کسی تحریر پر سفاہت و بطالت و رذالت پر تعجب نہیں ہوتا
اس لیے کہ خود اس زمانے کے علمائی اعلام اہلسنت اونکو اور اونکے اوستاد گردن مٹروڑی مرغیان لڑانیوالے
کو جاہل و سفیہ اور رذیل و غبی سمجھتا اور شراب خوار و فاسق از دائرہ اسلام خارج سمجھتے ہیں مگر تعجب ہی تحریر جناب شاہ صاحب

Presented by Ziaraat.Com

دہلوی ہی کہ جنکو اہل سنت اپنی زمانہ کا پیران پیر اور پیر دستگیر سمجھتے ہین اور محدثیت مین بے نظیر کہتی ہین ایسی سنیون کے بزرگ و سترگ و باران دیدہ گرگ بنا بر ایک حدیث غیر صحیح کے کہ جسکو علمای شیعہ قبول نہین کرتے اور خود اوسکی تصدیق اور تصحیح نہین کرتے زمین اور آسمان ایک کیے دیتی ہین اور آسمان کو اپنی سر پر گراتی ہین اور زمین کو شگافتہ کرکے اوسمین سماتی ہین خیر پہلی تصحیح اوس حدیث کی زبان ہی کسی عالم کے علمای شیعہ ہی ثابت فرما لیتے تب کچھ تیز زبانی کرتے تو اوسکے جواب مین ہم کہتی کہ تمھاری علمائی بھی صحیح احادیث جبر و اکراہ فی النکاح کی ہی جیسا کہ سابق مین ہمنے بیان کیا اور اونہین احادیث و صحیحہ مین مضمون ضم الصدر و التقبیل یعنی بوس و کنار کا ہی اور بعد اوسکے مضمون کشف الساقین کہ مستلزم نظر الی اصل الفخذین و الزنا بالعینین و الیدین ہی موجود ہے اب فرمایئے کہ مضمون غضب فدک صحیح علمای شیعہ اقبح و اشنع ہی یا جبر و اکراہ یا بوس و کنار کشف ساقین و زنا بالعینین جو صحیح علمای سنیہ ہی اقبح و اشنع ہی پیروان شاہ صاحب سی تو امید انصاف نہین ہی مگر دنیا منصفین سی خالی بھی نہین اسلئے اگر ہم کالائی مذہب [illegible] پیش کرین اور یون کہین تو بیجا نہین ہی کہ سبحان اللہ چہ کلمات ست کہ از زبان ایشان برمی آید تکاد السموات یتفطرن و تنشق [illegible] الجبال نزدیک ہست کہ آسمان فرود افتند بر صحیحین این اخبار کاذبہ و زمین بشگافد کہ ایشان درو فرو روند اول این ناپاکان در حق آن سیدۂ پاک بضعۃ الرسول فلذہ کبد البتول چہ فحش و چہ بی ادب است کہ میکنند و کدام خصلت خبیثہ را بدامن پاکان طاہرہ مطہرہ می بندند کہ اہل ایمان را از ان مو بر تن میخیزد دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین و عباس و عقیل و سایر بنی ہاشم چہ قدر بی حفاظتی و بی ناموسی ثابت می کنند و دیگر در حق حضرت عمر این حرکات ناشایستہ بر ایشان تہمت می نمایند چہ قدر بیحیائی و بیغیرتی کہ و چہ قدر فسق و فجور اعتقاد دارند این افعال را اول با غیر ایشان بر زبان می آرند چہ جائی کردن علی الخصوص ذکر کشف ساقین و نظر الی الفخذین کہ مستلزم نظر بمستور الاسم و [illegible] است و این خود امریست کہ اراذل و اوباش نیز از ان احتراز واجب می دانند بندہ کہتا ہی کہ نقل صحیح ظاہر ان افعال ناشایستہ کے سبط ابن جوزی کو حمیت و غیرت اسلامی کا جوش آیا اور بعد نقل اس قسم کی احادیث صحیحین کی تصحیح کی تغلیط کی اور راویونکی راویونکو کاذب و مفتری سمجھکر کہا قلت ہذا اقبح واللہ لو کانت امتہ لما فعل بہا ہذا یعنی خدا کی قسم بہت قبیح بات ہی اگر کوئی لونڈی ہوتے تو اوسکے ساتھ ایسا نہین ہو سکتا چہ جائی اسکہ ایک معظمہ خاندان رسالت کے ساتھ ایسا ہو و قد مر ذکرہ الحاصل جب شیعہ حقیقۃ [illegible] انکا [illegible] واضح ہین تو ایسے احادیث کو جو دال [illegible] ہین [illegible] اگر [illegible] قبول کرینگی خصوصاً ایسی

وقتیکہ نفس حدیث مین ذکر بنت فاطمہ بھی نہو لیکن قبول کرنا فرضاً وتنزلاً دلالت اوسپر قبول حقیقی کے نہین کرتا پس جسطرح
مخالفین کے احادیث جبر واکراہ کو ہمنی فرضاً وتسلیماً قبول کرلیا اوسیطرح ان احادیث جبر واکراہ کو بھی فرضاً قبول کرلیا ہی
کہ اوسی سی یہ حدیث غصب بھی ہاں لیئی کہ مستلزم جبر واکراہ ہی کیونکہ غصب لغت مین بمعنی اخذ الشئ ظلماً کے ہے کما فی
القاموس والصراح اور نکاح بجبر واکراہ پر چونکہ بنا رضامندی ہی اخذ الشئ ظلماً صادق ہی کیونکہ ظلم نزدیک اہلسنت کے
تصرف ملک غیر مین بلا رضامندی مالک ہی لیکن جبکہ بنا نکاح درمیان نہین ہی تو اس سفاح سی کوئی واسطہ نہین ہے
اور بایہ نکاح درمیان مین ہونا خود ابتدائی حدیث مین موجود ہی کہ سئل عن نکاح ام کلثوم اور بعد نکاح اگرچہ خوشی
خاطر نہو بلکہ بجبر واکراہ ہو شائبہ سفاح نہین ہی اور کل مضامین ہتک حرمت وبیغیرتی وبی ناموسی کی جو شائقین صحابہ
اور اونکے چیلے بیان کرتے ہین سفاح مین ہین نہ نکاح مین بلکہ نکاح ایک بادشاہ ہی نظر عوام مین موجب عزت
وحرمت ہے گو نظر خواص مین وہ بادشاہ الکفر الکفرہ والفجر الفجرہ ہو اور نکاح اوس سی بضرورت شرعیہ جائز
ہوا اور بلا ضرورت شرعیہ جائز نہو پس باطل ہوا قول شاہ جی اور اونکے چیلون کا لزوم فحش وسوء ادب
اور بیغیرتی اور بی ناموسی کا اسلئے کہ یہ سب متفرع بر سفاح ہی نہ متفرع بر نکاح حالانکہ حدیث مین صریحاً لفظ
نکاح موجود ہی فہذا افک مبین وقاتلہم اللہ انی یؤفکون ہماری مخاطب والا خطاب نے جب دیکھا کہ اگر شیعہ
انکار از تصحیح حدیث غصب کرین تو اونکی شاہ جی کی تقویت اور نہ لیت اور ظرافت اور سخافت سب پر عیان
ہوجائیگی اسلئے انکر تصحیح حدیث مین پڑے اور چند مقامات مین ذکر روایت متنازع فیہ کرنا علما کا دلیل تصحیح
ٹھہرائی غافل اس سی کہ ان عبارتون مین کہین ذکر تصحیح نہین ہی بلکہ جبکہ احادیث سنیہ کو جو دال بر جبر واکراہ ہین فرضاً
وتسلیماً ذکر کیا تو اس حدیث غصب کو بھی جو دال بر جبر واکراہ ہے ذکر کیا پس ذکر کرنا اسکا مثل احادیث سنیہ کے
فرضاً وتسلیماً ہے نہ از راہ تصحیح حقیقی اور بالخصوص قول مولانائی شوستری ہی کہ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
[illegible] وس نکاح کی اونکے نزدیک بہم ثابت کرچکے اور قول فرضی وتسلیمی کو قول حقیقی سمجھنا دادا
[illegible] ایک حدیث کا موجود ہونا دلیل تصحیح اور مقبولیت علما کے نہین ہوسکتا جب
[illegible] موجود ہوسکی ہم تامل ان پر تعجب ہی کہ تصحیح احادیث نکاح بجبر واکراہ
[illegible] مستلزم سفاح نہ اور حدیث نکاح [illegible] کہ بمعنی اخذ الشئ ظلماً ہی باوجود عدم تصحیح
تصحیح مستلزم

سفاح ہوا اور اُن احادیث پر با وجود مشتمل ہونیکی اوپر افعال قبیحہ منکرہ کے کوئی تفریع نہوا اور اسپر تفریعات عجیبہ غریبہ
ہوں ان ہذا الشئی عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** یہ حدیث چند طرحسے موافق اصول شیعہ کے ثابت ہی
اقول اصول شیعہ سی تو نکاح عمر کیا انکار ہے پس اقول مخالف و موافق سے ہمنے بشیر اس سی ثابت کیا
پھر اس حدیث کی صحت موافق اصول شیعہ کے دعوای باطل و دروغگوئیم بر روئی تو ہی **قولہ** جسکو حضرات شیعہ
اصح الکتب کہتی ہیں **اقول** اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری ہی کہ جسکے کل احادیث کی صحت مجمع علیہ
اہلسنت ہے اسطرح کہ تعلیق طلاق اوسکی صحت پر موجب وقوع طلاق ہی اور کوئی شیعہ نسبت احادیث
کافی قایل اسکا نہین ہی بلکہ اوسکی احادیث مین کچھ صحاح اور کچھ حسان اور کچھ ضعاف ہین جیساکہ استقصاء الافحام
مین مفصلا مذکور ہے اور اونہین ضعاف سی یہ حدیث بھی ہی بلکہ درحقیقت یہ دسوسات اور الحاقات و تحریفات
اہل سنت سے ہے اور راوی مجہول ہے اسکا کوئی ستنی ہی ہے پس فرمانا علامہ دہلوی کا بر تقدیر تسلیم صحت بہت صحیح
اور مخاطب کا دعوای صحت محض غلط **قولہ** انہین الفاظ سے امام صادق سی مروی ہی **اقول** انہین لفاظ سی
مروی ہونا دلیل محفوظیت الفاظ نہین ہی اس لئی کہ ہزارون حدیثین راویون نے نقل بالمعنی کی ہین اور بہت
حدیثون مین راویونکو اجازت نقل بالمعنی ائمہ علیہم السلام نے دی ہی پس جائز ہے کہ امام نے مضمون نکاح جبر و
اکراہ کو ان الفاظ سے بیان نکیا ہو اور راوی نے اوس مضمون کو اپنے الفاظ سے بطور نقل بالمعنی ادا کیا ہو اسلئی
کہ نکاح جبر و اکراہ کو اخذ الشئی ظلما لازم ہے اور یہی معنی غصب کے ہین اور نکاح غصبی کو سفاح غصبی عند الفریقین
لازم نہین ہی اور جائز ہے کہ راوی نی کل لفظ حدیث کو نقل کیا ہو مگر یہ کل ذلک فشاء اللہ سین باطل ہوا کلام
مخاطب دربارہ محفوظیت الفاظ اور صحیح ہوا قول علامہ دہلوی علیہ الرحمہ بر تقدیر صحت و محفوظ بودن آن
قولہ اس حدیث کو چند جگہہ نقل کیا **اقول** اگر کوئی شخص ایک حدیث ضعیف کو چند جگہ نقل کرے تو وہ ضعیف
صحیح نہو جائیگی جبتک کہ شروط صحت اوسمین پائی نجائین عجب ہے شخص ہی کا کام ہے کہ جسکو ہنوز تشخیص و تمیز
حدیث صحیح و ضعیف نہین ہی افسوس ہے کہ روایت غضب باب سیدہ و غصب فدک پر جو ساتھ جگہہ صحیح بخاری
صحیح مسلم مین منقول ہی مولوی حیدر علی کے نزدیک موضوع قرار پائی اور یہ روایت صرف نقل قاضی صاحب
سے جسکو اثنائی تقریر مین چند جگہہ نقل کیا ہے نزد بطور محدثین صحیح و یقینی ہو جاسے یہ نیا انصاف ہی **قولہ**

پر جو کہ جبر و اکراہ پر دلالت کرتی ہین اور یہ حدیث بھی بربنای فرض و تسلیم ہی پس بعد فرض و تسلیم انکار کی کیا وجہ ہی ہان جب جواب تحقیقی دینگے تو بشبہہ حقیقت حال ظاہر ہو جائیگی اور جن جن وجوہ سے اختلال ہوگا اوسکی تفصیل کرینگے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا اور جواب فرضی تسلیمی مین کوئی وجہ انکار کی نہین ہی **قولہ** علاوہ اسکے اور طرق متکثرہ سے ثبوت ان الفاظ کا ہوتا ہے **اقول** انتہائی بعقلی و نافہمی ہی کہ ایک کتاب مین ایک شخص فی اثنائی تقریر مناظرہ مین بغرض جواب تسلیمی ایک حدیث غیر صحیح کو چند جگہ ذکر کیا مخاطب صاحب ہر جگہ کے ذکر کو ایک طریقہ طرق متکثرہ حدیث سے قرار دیتے ہین اور نہین سمجھتے کہ طریق واحد اور طرق متکثرہ حدیث کس جانور کا نام ہے ایک حدیث صحیح اگر ایک کتاب مین یا چند کتابون مین بطور نقل کتاب واحد سے بغرض رد و انکار یا فرض و تسلیم چند جگہ ذکر ہووے تو وہ صحیح کیونکر ہوگئی اور طرق متکثرہ اوسکے کہانسے نکل آئے بلکہ اگر ایک حدیث کے لیے طرق متکثرہ بھی ہون لیکن سب طریقہ ضعیف ہون جب بھی وہ صحیح نہین کہلاتی جیسا کہ ماہرین فن حدیث پر مخفی نہین ہی لیکن جہالت مرض لاعلاج ہے اور مختل الدماغ تنقیہ بحبل الطائر کا محتاج ہی **قولہ** دھوکا دینا ہی **اقول** دھوکا دینا اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کار علمائی متقدمین و متاخرین اہلسنت ہی دیکھو اسی مقام پر نکاح کو سفاح بنا کر دھوکا دیتی ہین حالانکہ علمائی شیعہ تصریح کرتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جو بنا بر مصلحت وقت ہو وہ مستلزم زنا نہین ہی اور ابو حنیفہ بھی یہی کہتا ہی کہ طلاق و نکاح باکراہ زنا نہین ہی کما سیجئی مگر منہین نہ نازنا تا پکارتے ہین

اور اپنے مریدونکو دام مکر و فریب مین لاتی ہین و لایحیق المکر السیٔ الا باہلہ

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہہ نہ رہا اب ہم توجیہہ اور تاویل علماء شیعہ کی جو اس لفظ کے نسبت کی ہی بیان کرتے ہین علامہ کشمیری نزہہ مین لکھتی ہین کہ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاح است کہ از خاندان عالی بغیر طیب خاطر ادلیا بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن باجبار و اکراہ تعبیر [illegible] مودہ اند و درین معنی ہیچ گونہ شناعتی نیست و مع وضوح المرام لا عبرۃ بالالفاظ

وعقدنکاح چیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست خلاصہ اس توجیہ کا یہ ہی کہ غصب بمعنے عدم رضا کے ہے اور مطلب
اول فرج غصبت منا ہوا امام نے فرمایا ہے یہ ہے کہ یہ پہلا نکاح ہی کہ خاندان اہلبیت اطہار سی بلا رضامندی لی کے
بجبر و اکراہ ہوا اور لفظ غصبت مستلزم زنا نہیں ہے لیکن یہ توجیہ بجائی خود نہیں ہی اس لیی کہ اگر یہی حضرت
امام کے دل مین ہی تو چاہیے تہا کہ اونہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کہ یہ وحاشا جناب عون و الکی زبان پر
لائے پس لفظ غصبت کا فرمانا اور عدم رضا مراد لینا بلا وجہ الفاظ کو اونکے حقیقی معنی سی پہیرنا ہی علاوہ برین
جو نکاح صحیح نہو وہ مستلزم زنا ہی اور از روی کتب معتبرہ امامیہ کے مثل غنیہ اور تبصرہ او رکنز العرفان اور
غایۃ المرام وغیرہ کے ثابت ہے کہ نکاح مومنہ کا ساتہ ناصبی کے درست نہین ہی پس جب ایک عام مومنہ
کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتہ درست نہو تو کیونکر نکاح قدوہ مومنات بنت بضعہ سرور موجودات کا ایک
کافر یا منافق کے ساتہ درست ہوگا یہ فرمانا علامہ کشمیری کا کہ درین معنی ہیچگونہ شناعتی نیست اونہین کو زیبا ہے
بلاشک نزدیک عبد اللہ بن سبا یہودی کے مقلدین کے جو کہ لباس محبت اہلبیت مین چاہتے ہین کہ اصول و
فروع شریعت مصطفوی کو برہم کرین اور بیخ اسلام و دین محمدی کو اوکہیڑ دین اور خوارج اور نواصب سے
بہی گوی سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی پیرایہ مداہنت اور فریب مین تحصیل کرین بیشک یہ امر کب بعید
معلوم ہوگا کہ رسول کے پوتی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبی کی بہن ایک رئیس مرتدین اور سرگروہ منافقین کے
گہر مین غصب سے جاوی اور وہ غاصب جو چاہے سو کرے اور پہر بہی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبی نہ شہید کربلا کچہ چون و
چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوشربا کا تماشا دیکہتے رہین ورنہ ہمسے ناقص الایمان والونکے تو ایسے سانحے کے
سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل زبان حال سی الامان الامان پکارتے ہین ہم
حضرات شیعہ کی سی محبت کہانسے لاوین کہ خود ہی امام کے زبان سے اوّل فرج غصبت منا کی روایت کرین
اور پہر خود ہی اوسکی نسبت ہیچگونہ شناعتی نیست کا کلمہ زبان پر لاوین ور ایسے الفاظ نا ملائم اور نامناسب کو
سنکر شادیانہ خوشی او رفرحت کے بجاوین اور اپنے دین و ایمان کے دعوی مین ثابت قدم رہین اور ہرگز
اسکو خلاف شان ائمہ کے نہ سمجہین اور اس سی اونکی فضیلت و عزت مین کچہ خلل کا خیال بہی نہ کرین بعد اسکے
علامہ کشمیری فرماتی ہین کہ ہرگاہ جابرے شخصے را بطلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید و بعرف میگویند غصبت زوجتہ

اس فقرہ کی سخافت مخفی نہیں ۱۲ منہ

با وصف آن اگر جابر عقد نکاح با آن زن شبہ نزد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی زنا متحقق نشود و آن جابر زانی نیست انتہیٰ معلوم نہین
کہ علامہ کشمیری اپنی علم و عقل اس جملہ کے کہنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا ہے اسلیے کہ الزام شاہ صاحب
قدس سرہ کا مطابق اصول شیعہ کے ہے نہ موافق اصول حنفیہ کے پس اونکو اپنے اصول پر جواب دینا چاہیے امام ابو حنیفہ
کے اصول پر نظر کرنے سے کیا حاصل اگر وہ فقہی مسائل مین ابو حنیفہ کے قول پر چلنا چاہتے ہین اور سوائے اسکے
دوسرا چارہ اس بلائی جانکاہ سے نکلنے کا نہین دیکھتے تو دل ما شاد چشم ما روشن وہ فروع حنفیہ کو اختیار کر لین اور اوسپر
عمل فرماوین لیکن صرف فروع کو لینا اور اصول عقائد کو چھوڑنا کارآمد نہین ہے پس اب کلمہ حنفیہ کے شریک
ہو جاوین اور فضیلت فاروقی کا اقرار کرنے لگین پس نہ کچھ جھگڑا رہے نہ عقد نکاح کے ہونیکی تسلیم کرنیمین کچھ دقت
الطیبات للطیبین پڑھنے لگین ورنہ جب کہ موافق مذہب امامیہ کی نکاح مومنہ کا ساتھ نواصب کے جائز ہی نہین ہے
تو بیچارے ابو حنیفہ کے قول ہی اونکو کیا فائدہ ہوگا بلکہ اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے تو اوسکو شناعت
اس فعل قبیح کا جسکو اول فرج غصبت منا سے تعبیر کیا ہے معلوم ہووے کہ شیخ صدوق نے معانی الاخبار
وغیرہ مین معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عمر کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور اوسکے سند امام تک پہونچائی
ہے کما قال فی معانی الاخبار حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی
عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سألتہ عما روی عن
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلثۃ قال علیہ السلام یعنی بہ الاوسط انہ شر ممن تقدمہ وممن
تلاہ یعنے ابی بصیر روایت کرتا ہے کہ مین نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت اس حدیث کے پیغمبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کیا معنے ہین کہ ولد الزنا شر الثلثہ کہ ولد الزنا تینون مین بدتر ہے امام نے فرمایا
کہ مراد اس سے عمر ہے کہ وہ اپنے پہلے یعنے ابوبکر سے اور پچھلے یعنے عثمان سے بھی بدتر ہے اور تینوں سے
زیادہ برا ہے مین جب ایسے ناپاک مذہب کے معتقد ائمہ کیطرف ایسے تہمت کرین اور اونکی زبان سے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولد زنا سے ہونا بیان کرین ونعوذ باللہ منہ تو اگر بنت فاطمہ کا ایسے
شخص کے ساتھ نکاح ہونیکو امام کے زبان سے بالفاظ اول فرج غصبت منا کے لفظون سے ادا کرکے
مصداق سواد الوجہ فی الدارین نہ ہون تو کیا کرین

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مقصود صاحب تحفہ مسروقہ اعتراض کرنا ہے اور حدیث غصب کے باین طریق کہ شیعہ انکے حدیث میں لفظ
غصب اس نکاح کے بارہ میں واقع ہی وارد ہ مستلزم زنا ہے اور نسبت زنا اہلبیت اطہار کے طرف دینا کمال
بے دینی ہے صاحب نزھۃ اعلی اللہ مقامہ اسکا جواب بالحل و بمعارضۃ دیتے ہیں تقریر معارضہ کے طرف ہم
اشارہ پیشتر کر چکے ہیں کہ تمھارے احادیث صحاح میں بھی کہ جسکے صحیح تمھارے علما کرتے ہیں مضمون جبر و اکراہ اور
قول بوس و کنار اجنبیہ و کشف میز و کشف ساق اور دیکھنا بنظر شہوت ساق اور زنا بالعینین و الیدین وارد ہی
اور یہ خلاف تقوی و عدل تقدیری عمر اور خلاف حمیت و غیرت حیدر صفدر ہے اور تصحیح ایسے اقوال کا لا ابالی
کی کمال بے دینی و بے ایمانی ہی جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بھی تصریح کی ہی فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور جواب بالحل یہ
ہے کہ اولاً لانسلم کہ حدیث غصب صحیح ہے بلکہ ہمارے علما نے اسکے ضعیف اور مجہول الاسناد ہونیکی تصریح کی ہی
اور فرمایا ہے کہ اسکے راویوں میں ابراہیم بن ہاشم ہے جو باتفاق علمای رجال مجہول الحال ہی اور روایت مجہول
باتفاق فریقین صحیح نہیں ہی اور جس حدیث کو ہم خود غیر صحیح کہیں اس سے اعتراض ہم پر نہیں ہو سکتا بر خلاف تمھاری
احادیث کے کہ تمھارے علما تصریح تصحیح کرتے ہیں جیسا کہ احادیث سابقہ میں گذرا ثانیاً اگر تسلیم کریں کہ
حدیث صحیح ہی لاکن لانسلم کہ محفوظ اللفظ ہی باین معنی کہ لانسلم کہ کل لفظ حدیث کو راوی نے نقل کیا بلکہ آخر حدیث
کے نقل پر اکتفا کی ہو اور اصل یہ ہو کہ کسی سائل سُنّی نے اثبات فضیلت عمری کے لیے سوال نکاح ام کلثوم سے
کیا ہو اور آنحضرت نے پہلی جواب اوسکو بانکار از وقوع نکاح دیا ہو مگر جب سائل نے اصرار بر وقوع نکاح کیا ہو اور
فضیلت عمری کا اثبات چاہا تو حضرت نے غصہ میں آکر فرمایا ہو کہ اگر بقول تیرے یہ نکاح واقع بھی ہوا ہے
تو فضیلت عمری پر دلالت نہیں کرتا لانہ اول فرج غصبت منا ای اخذت بنکاح الظلم والجور و الجبر و الاکراہ
من دون رضاء من اولیاء النکاح پس دال بر غاصبیت غاصب ہی نہ دال بر فضیلت اور خود الفاظ حدیث
مذکور دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نے حالت غیظ و غضب میں بغرض اسکات سائل اس عنوان سے ارشاد فرمایا
اور باین معنی جایز بھی ہی کہ امام علیہ السلام نے بلحاظ احادیث مشتملہ مضمون نکاح بجبر و اکراہ کو سائل سے فرمایا ہو وہی

جواب لفظ غصب

اپنی طرف سے بطور نقل بالمعنی لفظ غصب بیان کیا ہو پس اگر اس لفظ مین کچھ قباحت ہے تو غلطی راوی کی ہی نہ غلطی
امام علیہ السلام تا آنکہ معلوم ہو کہ فقط یہی لفظ کو امام نے فرمایا لیکن لانسلم کہ لفظ غصب مستلزم زنا ہے اسلیئے کہ معنے حقیقی
غصب کے اخذ الشئ ظلما کے ہین کما فی القاموس الصراح اور معنی ظلم اہلسنت کے نزدیک تصرف ملک غیر مین بنا رضامندی
مالک ہی اس لیئے کہ تصرف برضامندی مالک کو شرعا و عرفا ظلم نہین کہتے پس جو نکاح کہ بجبر و اکراہ بنا رضامندی
ولی ہوا اوسپر اخذ الشئ ظلما صادق ہے تو اوسکو غصب کہنا لفظ کو اوسکے معنے حقیقی مین استعمال کرنا ہے باقی رہا
کلام اسمین کہ جو نکاح بجبر و اکراہ ہو وہ جائز ہے یا نہین اگر ناجائز ہے تو بیشک زنا لازم آتا ہے مگر شیعہ قصوروار
اسمین نہین ہوسکتے ہین اس لیئے کہ جب وہ منکر مطلق وقوع نکاح با بنت فاطمہ ہین تو صحیح احادیث جبر و اکراہ کب کرینگے
اور اگر کرینگے تو بطور فرض تسلیم کہ اس طور سے بھی ہم غالب اور چیرہ دست ہین برخلاف علمائے اہل سنت کے کہ وہ
توثیق احادیث نکاح بجبر و اکراہ کرتے ہین بلکہ مجمع علیہ اونکے محدثین کا ہی پس وہ مجرم اقراری ہین اور فرق درمیان
منکر و مجرم اقراری کے ظاہر ہے کہ کون انمین سے قابل سزایابی پیش صاحبان عدل و انصاف ہے لیکن ناجائز
ہونا نکاح جبر و اکراہ کا مختلف فیہ الفریقین بالکل ہی یعنی شیعہ و سنی دونو کہتے ہین کہ نکاح بجبر و اکراہ جائز ہی اور زنا
نہین ہے لیکن شیعہ کہ بعد فرض نکاح پکار پکار کے کہتے ہین کہ حضرت عمر ایسے منافق فاسق و فاجر سے بخوشی
و رضامندی نکاح جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ بمقتضای الضرورات تبیح المحظورات جائز ہوگیا چنانچہ خود حضرت
مخاطب نے صفحہ (۱۳۲) سطر (۲۸) مین قول جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ کا نقل فرمایا ہے کہ شرع مین
ہرگز ممنوع نہین ہے کہ بجبر و اکراہ لڑکی کا نکاح اوس شخص کے ساتھ کردیا جاوے جسکے ساتھ حالت اختیار مین
جائز نہو انتہی لیکن اہل سنت پس اسی قول مین ہماری مخاطب مذہب ابو حنیفہ کو زانی صاحب مذہب علیہ الرحمہ
ناقل ہوکر اوسکی تصدیق فرماتے ہین کہ ناکح بکرہ بطلان کو غاصب کہتے ہین بسبب جبر و اکراہ کے لیکن نکاح کو جائز اور
ناکح کو زانی نہین کہتے بنظر اسکے کہ صحت نکاح موقوف بر ایجاب و قبول ہی خواہ وہ بخوشی خاطر ہو خواہ بناخوشی
خاطر ہو پس جب ایسا امام اعظم سنیون کا نکاح بجبر و اکراہ کو جائز جانے اور غاصب کو زانی نہ کہے تو کسی سنی حنفی
کی کیا مجال ہی کہ غصب کو مستلزم زنا کہے پس جب کوئی شیعہ و سنی غصب کو مستلزم زنا نہین کہتا تو اگر کوئی
شیطان مستلزم زنا کہے تو اوسکے کہنے سے کیا ہوگا حاصل کلام اسمقام پر یہی کہ غصب بمعنی اخذ الشئ ظلما

Presented by Ziaraat.Com

اعم ہے اسی سے کہ ماخوذ بنظلم نکاح الفرج ہو یا سفلح الفرج یا یون کہین کہ ماخوذ بنظلم فرج بالنکاح ہو یا بالسفاح
پس سفاح تو بیشک زنا ہے بلکہ بالظلم زنا بالجبر لیکن نکاح پس وہی نکاح بجبر و اکراہ ہے جسکی تصدیق و تصحیح احادیث
علمائی اہل سنت کرتے ہین پس اگر اوس نکاح کو ناجائز کہینگے تو بنا بر سنیونکے بھی زنا لازم آویگا پھر شیعون پر اعتراض
بلفظ نکاح غصب کرنا اور سنیون پر مضمون نکاح بجبر و اکراہ نہ کرنا نہایت بے انصافی بلکہ داد حماقت دینا ہے حالانکہ
شیعون نے تصحیح حدیث غصب نہین کی اور سنیون نے تصحیح احادیث جبر و اکراہ کی ہے بر تقدیریکہ اگر حدیث مین مطلق
غصب ہوتا تو چونکہ اعم از نکاح و سفاح تہا تو بھی دلالت اوسکی خاص سفاح پر نہوتی جیسا کہ علم میزان مین مقرر ہوا ہے
دلالۃ العام علی الخاص باحدی الدلالات الثلث چہ جائی اینکہ مطلق غصب حدیث مین نہو بلکہ غصب بقید نکاح
ہو جیسا کہ ابتدائی حدیث مین سئل عن نکاح ام کلثوم ہے پس غصب نکاح ہی غصب سفاح مراد لینا مثل اسکی ہے کہ
سفیدی ہی سیاہی مراد لین باین دلیل کہ یہ دونو قسمین لون کی ہین اور یہ کمال حماقت اور سفاہت ہے
ہمارے اس بیان سے واضح ہوا کہ لفظ غصبت مین کوئی قباحت نہین ہی جز اسکے کہ غاصب کے غاصبیت
پر دلالت کرے جیسے جبر و اکراہ جابریت اور مکرہیت پر دلالت کرتا ہے پس اگر کریہ ہین تو دونو کریہ ہین
اور اگر نہین ہین تو دونو نہین ہین پس فرمانا حضرت مخاطب والاخطاب کا کہ اگر یہ معنے یعنے جبر و اکراہ بلا
رضامندی ولی کے امام کے دلمین تہی تو چاہیے تہا کہ انہین لفظون مین ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کریہ زبان پر لاتے
انتہی اس عبارت کو دلالت صریح ہی اسپر کہ لفظ جبر و اکراہ و نارضامندی قبیح و کریہ نہین ہی اور کیونکر اسکو قبیح
و کریہ فرمائین حالانکہ مدلول ونکی احادیث صحاح کا اور مجمع علیہ ونکی محدثین کا ہے اور جو کچھ قباحت و شناعت اور
کراہت و فظاعت ہے بقول مخاطب وہ لفظ غصبت مین ہے بندہ خدمت والائی مخاطبین عرض
کرتا ہے کہ حضور نے کوئی وجہ کریہ ہونے اس لفظ کی اور نہ کریہ ہونے لفظ جبر و اکراہ و نارضامندی کی
بیان نفرمائی اگر اس راہ سے کریہ ہے کہ معنے زنا ہے تو کسی کتاب سنی یا شیعہ کا نشان دیا ہوتا کہ جسمین
غصبت بمعنی زنا لکہا ہو اور اگر اس راہ سی کریہ ہے کہ مستلزم زنا ہے تو جب علامہ شوشتری اور صاحب حصن
اعلی اللہ مقامہما نے فرمایا کہ ان مستلزم زنا نیست آپکو ضرور تہا کہ اونکے قولکو رد کرتے اور کوئی دلیل قائم کرتے
اسپر کہ ضرور ضرور مستلزم زنا ہے لیکن آپ نے نہ اونکے قول کو رد کیا نہ کوئی وجہ کراہت لفظ قائم کی فقط ایک

Presented by Ziaraat.Com

دعوی ہی دعوی ہی کہ یہ لفظ اکراہ ہی اور لفظ جبر و اکراہ کرتے نہین ہی ور زبردستی کی ہٹ ہی ور اپنی ہٹ پہ کودتا
اوچہلتا مشکل ہی جاتا ہی اونکو زیبا نہین ہی مشہور ہے کہ تریا ہٹ بالک ہٹ حضور والا کو ہم کس قسم مین سمجھین ناز و نخرے
آپکے سہین سے ناز برآن کن کہ خریدار تست ۔ پھر جو حضرت مخاطب نے فرمایا کہ صاحب تحفہ اعلی اللہ مقامہ فی بلاد جہم
الفاظ کو اونکے معنے حقیقی ہی پھیرا ہے بندہ کہتا ہے حضور نے تو کوئی معنی حقیقی بیان نہ فرمائے مگر ہم تو جو اہل لغت
نی لکہا کہ اخذ الشیء ظلما و جبرا غصب ہی یہی معنی حقیقی سمجھتے ہین اور نکاح جبر و اکراہ و عدم الرضا پر اخذ الشیء ظلما و جبرا و قہرا
صادق ہی پس پہہ معنی حقیقی تھی وہی تو مراد لیئے اوس سی تجاوز نہین کیا تعجب ہے کہ اخذ الشیء ظلما و جبرا جو غصب
کے معنی ہین وہ تو بیسبب قبیح ہو کر بد ہو اور اخذ الشیء جبرا و قہرا و اکراہا جو مفاد احادیث اہلسنت ہے اوسمین کوئی
قباحت اور کراہت نہ ہو کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ لفظ ظلم و جور کیون قبیح ہو گیا اور لفظ جبر و قہر و اکراہ کیون اچھا ہو گیا حالانکہ
یہ سب الفاظ متقارب ہین درست و کریبان بلکہ مترادف عند ایضاح البیان ہین کما لا یخفی اور جب نکاح جبر و اکراہ بنا بر
مذہبین شیعہ و سنی درست و جایز ٹھہرا جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو جتنا ہونگے سیرو نکے علاوہ علاوہ کے بھی تار تار ہو
اور ارباب فہم عقلان بیابانی کے بھلاوہ سے چھوٹے بلکہ علاوہ بران ایک لقمہ کلاوہ کا کہ خروج از دین اسلام ہے
اوسکے منہ مین دیا گیا جیسا کہ حضرت جبریل نے فرعون کے منہ مین دیا تھا جب اوسنے بعد از نزول عذاب آمنت
کہا تھا و قیل للظالمین بر اقول غرضکہ اس حدیث کے صحت مین کچھ شک و شبہ نہ رہا **اقول** شک و شبہہ کیسا حدیث
مذکور کا صحیح ہونا تو یقینی ہے جبتک آپ اصول فن حدیث سے اوسکی صحت ثابت نہ کیجیے ہان تمکو شک و شبہہ
کرنا نہین ہو سکتا ہے اسلیئے کہ تمہارے علما نے احادیث جبر و اکراہ کی تصحیح کی ہی اور نکاح غصبی بھی بجبر و اکراہ ہی
ہوتا ہے پھر اگر کسی نے نکاح جبری و قہری کہا اور کسی نے نکاح غصبی کہا یعنے بظلم و ستم ہوا تو ایک ہی بات ہے
پھر تم اسمین شک و شبہہ کیا کر سکتے ہو لیکن جو لوگ کہ منکر اصل نکاح با بنت فاطمہ ہین وہ کل ان احادیث کو جو دال بر
نکاح ہین اگرچہ بجبر و اکراہ ہو اگر سند ہی ہین تو اونکو کاذب و باطل و مفتریات شیاطین و دجالین سمجھتے ہین اور
اگر ایسی ہین تو اونکو بسبب خلاف صحیح علیہ ہونیکے مطروح یا محمول بر تقیہ یا ماول جانتے ہین اور اوسکے مضامین
ظاہری کے بطلان مین کچھ شک و شبہہ نہین کرتی اور ایک امر باطل مثل شریک الباری کو فرض کر کے اسنے
مخالف کو جواب دینا اور بات ہی اور حقیقت مین تصحیح احادیث کرنا اور بات ہے و قد مر کل ذلک فتدبر

ف اشارہ بہ اولاد عبد [illegible] سے اوسی قول [illegible] کیا ہی کہ علاوہ [illegible] ہونا نکاح صحیح [illegible] وہ مستلزم زنا ہی [illegible] ۱۴

قولہ غصب یعنی عدم رضا کے ہے اقول غصب کے معنی ہمنے کہا کہ اخذ بالظلم کے ہیں اور اوسکی لئی نارضامندی
لازم ہے اور نارضامندی کو ظلم لازم ہی اسلیئے کہ اخذ برضامندی کو شرعاً و عرفاً ظلم نہیں کہتی اور ظلم کو رضامندی
نہیں کہتی اور جب ایک دوسری کو لازم ہے تو تفسیر شے بلازم المعنی کلام علما و بلغا میں شایع و ذایع ہے تم
سمجھے کہ مفہوم عدم رضا اور مفہوم غصب یعنی اخذ بالظلم کو ایک کہتی ہیں نہیں حضرت مفہوم دو ہیں لیکن مصداق ایک
ہی جیسے ناطق و ضاحک دو مفہوم ہیں مگر مصداق ایک ہی یعنی انسان اسیطرح مفہوم اخذ بعدم الرضا اور مفہوم
اخذ بالظلم دو ہیں مگر مصداق دونوں کا وہی نکاح بالجبر والاکراہ ہے تعجب ہے کہ جب نکاح بجبر و قہر و اکراہ و اجبار
نہیں تو اس سنت اوسکی احادیث کی تصحیح کرنے لگیں اور اگر کوئی اوسکو نکاح بالظلم و جور و ستم کہے تو زمین سے آسمان
پھٹے پڑتے سمجھتیں آتا کہ لفظ جبر و اکراہ میں کیا خوبصورتی ہی کہ وہ سب صحیح و ملیح ہے اور لفظ ظلم و جور میں
کیا بدصورتی ہی کہ وہ اسقدر کریہ و قبیح ہے کہ جسکے دیکھنے سے امثال مخاطب کے ایسے مرچین لگتی ہیں
لنگی کا ناچ ناچنے لگتے ہیں قولہ تو چاہیے تھا کہ انہیں لفظوں میں ادا فرماتے اقول یعنی نکاح بجبر و اکراہ
و نارضامندی فرماتے تو مخاطب صاحب راضی ہو جاتے اور کیونکر نہ راضی ہوتے کہ یہ مضمون انکی احادیث کا
ہے لیکن امام نے نکاح غصب یعنی اخذ بالظلم و ستم فرمایا یہی برا ستم ہو گیا کہ مخاطب صاحب جامہ سے باہر ہوکے
اور ننگے ہوکر ناچنے لگے قولہ حقیقی معنون سے پھرتا ہے اقول نکاح جبری و قہری پر اخذ بالظلم صادق ہی
یا نہیں اگر نہیں صادق ہی تو اسکی وجہ ارشاد ہو اور اگر صادق ہی تو معنی حقیقی سے پھرنیکی وجہ بیان فرمائی قولہ
علاوہ برین جو نکاح صحیح نہو وہ مستلزم زنا ہے اقول اس علاوہ میں مخاطب صاحب دوسرا چھلاوہ دیتے ہیں
اور غول بیابانی کا چھلاوہ دکھلاتی ہیں کہ قول زنا بالجبر سے اب تنزل فرماتی ہیں اور زنا بالرضا کے سبب عدم
صحت نکاح قایل ہوتی ہیں قاتلہ اللہ و فضلہ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر جبر و اکراہ باعث عدم صحت نکاح ہی تو تمہارا
ہی احادیث صحیحہ سے زنا لازم آتا ہے اگرچہ تمہاری امام اعظم کوفی کے خلاف ہی اور اگر باعث عدم صحت عدم
جواز نکاح مومنہ با کافر و منافق و خارجی و ناصبی ہی تو صورت جبر و اکراہ میں باتفاق فریقین نکاح جایز کما صرح لہ
سیدنا المرتضی الرضی و امامکم الکوفی قولہ ثابت ہے کہ نکاح مومنہ ساتھ ناصبی کے درست نہیں اقول
بیشک صحیح نہیں لیکن بحالت جبر و اکراہ و نظر بضرورت و مصلحت وقت باتفاق سنی علما اسکا صحیح و درست ہے کہ

کل احکام شرعیہ مشروط ہین بحالت اختیار لیکن حالت اضطرار مین اور جبر و اکراہ مین شل اکل میتہ بدلیل فمن اضطر و الا من اکرہ ہر
ممنوع و حرام جائز و حلال ہے التقیہ دینی و دین آبائی اور جب رسول مقبول نے بغیر تقیہ تم لوگون کے نزدیک جائز نہین ایسی مجبور ہوکے
کربا وصف تفریق اسلام کے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص مشرک کے پاس رہنے دیا اور جدا نہ کرسکے تو جناب امیر کے
بدرجہ مجبوری اور ناچاری پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے **قولہ** ایک عام مومنہ کا نکاح ایک عام ناصبی کے ساتھ
درست نہو **اقول** ہان حالت اختیار مین ایسا ہی ہے لیکن حالت اضطرار مین ایک خاص مومنہ کا ساتھ
ایک خاص ناصبی کے درست ہے **قولہ** نکاح قدوۂ مومنات بنت بضعہ سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتھ
اقول نہ اوس منافق کو بقول تمہارے کچھ شرم و حیا خدا اور رسول سے تھی کہ قدوہ مومنات بنت سرور موجودات
کا جبر اور اکراہ خواستگار ہوا اور نہ سنیون کو کچھ شرم و غیرت و حمیت دین اسلام ہے کہ ایسے احادیث کذب
و افترا کی تصحیح کرتے ہین کہ جس سے نہ فقط اہلبیت کی توہین ہے بلکہ حضرت عمر کی بھی تفسیق و تہجین ہے اور بعد اسکی
کیسی کیسی مضامین مستہجنہ کہ جس سے ہر مسلمان کے تن بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مثل کشف
ساق و کشف بیرزار و بوس و کنار اجنبیہ اوس پر ستزاد کرتے ہین فقاتلہم اللہ انی یوفکون **قولہ** اوسنیون کو
زیبا ہے **اقول** اونکو تصحیح احادیث جبر و اکراہ و کشف ساق و بیرزار و بوس و کنار عمر با بنت پیغمبر زیبا
ہے بلاشک مقلدین علیہ ما علیہ ابن ابی قحافہ بت پرست کے نزدیک جو کہ لباس محبت عمر و ابوبکر مین چاہتے
ہین کہ اصول و فروع شریعت مصطفوی کو درہم و برہم کرین اور بیخ اسلام اور دین محمدی کو جڑ سے اکھیڑین
اور خوارج اور نواصب بھی کو ہی سبقت لیجاوین اور زخارف دنیوی بیرایہ مداہنہ اور فریب مین تحصیل کرین
بیشک یہ امر کب بعید از عقل ہوگا کہ رسول کی نواسی فاطمہ زہرا کی بیٹی حسن مجتبی کی بہن ایک رئیس مرتدین اور
سرگروہ منافقین کے گھر مین بجبر و قہر و اکراہ جاوے اور وہ غاصب و بیدین سرگروہ مرتدین از قسم
ضم الصدر و تقبیل و کشف الساق و المیزر عمل مین لائے اور پھر بھی نہ شیر خدا نہ حسن مجتبی نہ شہید کربلا کچھ چون و
چرا کرین اور ایسے واقعہ ہوش ربا اور جانفرسا کا تماشا دیکھتے رہین حالانکہ ہم غلامان خاندان رسالت
تو ایسے سانحے کے سننے سے ہوش پران ہوتے ہین اور ہمارے ضعیف دل بزبان حال و لسان مقال
الامان الامان پکارتے ہین ہم حضرات سنیہ کے سی محبت عمر صاحب سی کہان سی لاوین کہ خود ہی جہد شیاطین

دجالین کے زبان سے روایات جبر و اکراہ و بوس و کنار روایت کرین اور پھر خود ہی وہ ہین کسی طرح کی قباحت
اور شناعت نہ سمجھکر بصد انبساط و نشاط اوسکے تصحیح کا کلمہ زبان پر لاوین اور ایسے الفاظ نا ملائم اور نامناسب
کو مومنین سنکر شادیانہ خوشی اور فرحت کے بجاوین اور پھر اپنی اور عمر کی مسلمانی پر قائم اور دین و ایمان کے دعوے
مین ثابت قدم رہین اور ہرگز اوسکو خلاف شان عمر اور نسبت پیغمبر خدا نہ سمجھین اور اس سے انکی فضیلت اور عزت مین کچھ
خلل کا خیال نکرین بلکہ فضیلت عمری کے نقارے بجاوین اور بیٹھے تال سُر لگاوین اور لمبی لمبی ڈارھیان مثل
بکری کی دُم کے ہلائین حضرت مخاطب کے خامہ تیز رفتار نے بیہودہ لگامی و بدخرامی اس مقام پر بڑی تیزیان کین
اور اوسکی گود وہانہ سے بیچارے عمر کے نفاق و ارتداد کی ناہمواریان بیشتر نظر آئین مگر غافل اس سے کہ اگر کوئی اس
کلام نافرجام کو منقلب کریگا تو میان کی جوتی میان کی سر پر لگاویگا **قولہ** معلوم نہین کہ علامہ کشمیری نے باین علم و
عقل اس جملہ کے لکھنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا **اقول** حضور کے سمجھ مین جو نہین آیا تو مجبوری
ہی بسبب اسکی کہ آپکو فہم و ادراک سے معذوری ہی ورنہ شیعہ سے شعری اور اشعری سے تبحری کیون بنتے غرض نقل
مذہب امام کوفی شامی المشرب سے یہ ہے کہ شیعہ تو جواز تقیہ کے قایل اور التقیہ دینی و دین آبائی کے ناقل
ہین پس اگر اس نکاح فرضی کو بوجہ تقیہ جایز اور صحیح و درست کہا تو مطابق اونکے اصول کے اونکو ایسا ہی کہنا چاہیئے
جیسا کہ جناب سید مرتضے نے فرمایا کہ شرع مین ہرگز ممنوع نہین ہے کہ مجبوراً و مقہوراً نکاح اوسکی ساتھ کر دیا جاوے
جسکے ساتھ حالت اختیار مین جایز نہوا انتہی لیکن اس نکاح فرضی کے جایز ہونیکے جسطرح شیعہ قایل ہین اسیطرح
جو مناق کہ تقیہ کو نفاق کہتا ہی وہ بھی اس نکاح کے جواز کا قایل ہی جیسا کہ مکرہ بالطلاق جب مطلقہ سے نکاح کرتا
ہے تو غاصب کہلاتا ہے مگر نکاح صحیح ہی اور ناکح غاصب ثانی نہین اسی طرح عمر غاصب بھی نکاح جبر و اکراہ مین ثانی
ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا پس جب باتفاق مثبت تقیہ و منکر تقیہ نکاح غاصب صحیح اور درست ہوا تو کون بیدینا
کا قایل ہو سکتا ہے کیون جناب تبو آپکے شاہ صاحب لا قدس سرہ و لا جرہ پر الزام تمام ہو گیا کہ وہ حضرت
اپنے خیال ناپاک سے فرماتی تھی کہ زمین پھٹتی ہی اور آسمان شگافتہ ہوتا ہے تعجب ہی کہ جب شیعہ نہ زنا کے قائل نہ
انسر سُنیان پھر شاہ صاحب کیون ہائی وائی مچاتے ہین **قولہ** پس اونکو اپنی اصول پر جواب دینا چاہیئے
اقول اپنے اصول پر بھی جواب دیا کہ از راہ تقیہ جو نکاح حالت اختیار مین جایز نہ تھا وہ بحالت جبر و اضطرار

Presented by Ziaraat.Com

جایز ہے اور جو لوگ قایل تقیہ نہین ہین اونکی اصول پر بھی نکاح جبر و اکراہ جایز ہے **قولہ** ابو حنیفہ کے قول پر چلنا
چاہتے ہین **اقول** استغفر اللہ آپ کیا فرماتے ہین لعنت بھیجئے ایسی باتون پر جسکی دین و مذہب و ملت پر جسکی چال ڈھال
پر جسکی بال بال پر ہم اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر ہر بات مین ہر ہر لفظ مین ہر ہر حرف مین تین حرف کہین پھر ہم
اوس بد چلن کے چال پر چلین مقصود اس مقام پر شاہ صاحب کے منھ زوریون کے لیئے اونکے امام کوفی کے قول سے
ایک دہانہ خاردار دینا تھا کہ کچھ تو رکین اور اسقدر منھ زوریان نکرین وہ تو رکے اور تحفہ کے جوابونکا کوئی جواب اونسی
ہوا نہ اونکے کسی شاگرد رشید سے مگر تم ایسے ناکندہ نہین رکتی اور اپنی اوچھل کود سے منھ کی کھاتے ہو اور سر کے بل
اسفل السافلین کو جاتے ہو **قولہ** تو دل ناشاد چشم چار روشن **اقول** بعد اس جواب دیکھنے کے انشاء اللہ دل
ناشاد اور چشم ظاہر سے بھی مثل چشم باطن کور ہو جاوے گے بلکہ زندہ در گور ہو جاوگے **قولہ** پس ایک کلمہ کا ابو حنیفہ
کے شریک ہو جاوین **اقول** سنیونکے یہان تو سنی ہونیکے لیے کوئی کلمہ نہین مگر شیعونکے یہان شیعہ ہونیکے لیے
ایک کلمہ ہے مگر اسے تم اوس کلمہ کے رو سے ارتداد فطری مین گرفتار ہو **قولہ** فضیلت فاروقی کا اقرار کرینگے لگین
اقول وہی فضیلت فاروقی جسکو تمہاری علمانے تصحیح روایات جبر و اکراہ بیان کیا ہے اوسکا تو ہم اقرار
کرتے ہین ایسی فضیلت کے راہ سے تو اونکو غاصب و فاسق و منافق کہتے ہین **قولہ** نہ کچھ جھگڑا ہے نہ قصہ
اقول کوئی جھگڑا اور کوئی قصہ نہین ہے سے حشر غلامان علی با علی وحشر غلامان عمر با عمر ناحق تم نے
فی قصہ جھگڑا لگا رکھا ہے گھر بیٹھے سنیون کو ستاتے ہو ابطال مذہب حق مین کتابین چھپواتے ہو اور جب
ہم جواب دیتے ہین تو کچہریون مین دوڑتے ہو اور پھر کچھ نہین سمجھتی خدا ہی تمسے سمجھے **قولہ** نکاح ہونیکو بھی
تسلیم کرلین **اقول** فرضا تسلیم بھی کرلیا مگر تمھارا پیٹ نہ بھرا اور تمھارے علت جوع البقر کے دوا ہونی
شایستہ کہ بادشاہ کے استفراغگاہ مین جانے سے پیٹ بھر جائے **قولہ** اوسکی نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگین **اقول** اگر تم فرعون کے نسبت اور حضرت نوح اور حضرت لوط کے نسبت الطیبات للطیبین
پڑھنی لگو تم ہم بھی فرعون آل محمد کے نسبت پڑھین **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ نواصب کے جایز ہی نہین
اقول کیون بار بار بکتا ہے اور کانون کانون کرتا ہے حالت اختیار مین جایز نہین اور حالت اضطرار
مین اور جبر و اکراہ مین جایز ہے جایز ہے عند الفریقین کما مر **قولہ** تو بیچارے ابو حنیفہ کے قول سے

اونکو کیا فایدہ **اقول** فایدہ یہ ہے کہ جو بد مذہب قایل ہوتا ہے اوسکے امام کے قول سے اوسکے منہ توڑنے کا
فایدہ ہے **قولہ** اگر کوئی روایات حضرات شیعہ کو دیکھے **اقول** ہمنے روایات شیعہ اور روایات حضرات اہلسنت
کو دیکھا جو دلالت اوپر حلال زادگی حضرت عمر کے رکھتے ہین کما اشرنا الیہ فی بحث ولادۃ العباس لیکن اسکو نکاح بغصب
اور نکاح بجبر و اکراہ سے کیا واسطہ اسلیئے کہ علمائے فریقین ہمیشہ کسی فی طہارت مولد کو شرط صحت نکاح نہین کہا ہے
اور بنابر مذہب شیعہ جو ضرورت مجوز نکاح با کافر منافق و فاجر فاسق ہوئی ہی وہی ضرورت مجوز نکاح با ولد الحرام
بھی ہی اور اگر نکاح جابر و قاہر و غاصب و مکرہ ولد الحرام ہوتا تو بجبر و قہر و غصب و اکراہ خواہان نکاح بنت رسول اللہ
ہوتا اور ولد الحرام ہونیکے لیئے فقط بغض علی کافی ہی چہ جائیکہ اونکے ساتھ اوسکے جبر و قہر و اکراہ و غصب
بھی جمع ہو جائے لبغض الولی علامۃ معروفۃ ﷺ کتب علی جبہات اولاد الزنا۔ چنانچہ خود مخاطب نے ذکر اسکا
صفحہ (۱۳۸) سطر (۲۰) مین کیا ہی **شعر** محبت شہ مردان مجو ز بی پدری ﷺ کہ دست غیر گرفتہ است پای مادر او
ہمکو نہین معلوم کہ مخاطب کو ذکر سے اس حدیث کے اس مقام پر کیا فایدہ ملا بجز اسکے کہ حلال زادگی حضرت عمر کو عوام
کے نزدیک ثابت کرے کہ وہ ایسے ذات شریف تھے کہ کچھ لوگ اونکو ایسا عالی نسب جانتے ہین اور دوسرونکی
بدشگونی کے لیئے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹی اور پیرایہ دوستی مین حضرت عمر کا ایسا فضیحت و رسوا کیا کہ اونکے دشمنون
نے بھی نہین کیا **بیت** دشمنی نا کرد جان بوبہ بہتر از ان دوست کہ نادان بود۔ ہان صاحب ایک بات اور
اور سن لیجیئے کہ آپکو اگر اس روایت مین کہ رسول اللہ نے فرمایا ولد الزنا شر الثلاثۃ اور مراد اوس سے حضرت عمر ہین کچھ
شک ہو تو ذرا اسکی وجہ بیان فرمایئے کہ جب ابوہریرہ نے یہی حدیث ولد الزنا شر الثلاثۃ بیان کی تو خلیفہ دوم
کے صاحبزادہ بلند اقبال عبد اللہ بن عمر پر کونسی مصیبت نازل ہوئی جو اونھون نے کلام رسول اللہ کی تردید کی اور
کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ برائے خدا فرمایئے کہ اونکو کیون ایسی مرچین لگین کہ بھبین ہو گئے اگر کچھ دال مین کالا نتھا
اور نسب کا حال دو بالا بلکہ سہ بالا نتھا تو اس تردید اور تکذیب قول رسول اللہ کی انکو کیا ضرورت ہوئی ابوہریرہ
نے تو حرامزادونکی نسبت یہ روایت کی تھی انکا کیا بگڑتا تھا جو اسدرجہ برہم ہوئے اور حدیث نبوی کی تردید کی کیون
مسلمانون سوائے سنی مذہب کے اور کسی مذہب والی نے بھی حرامزادہ کو اچھا سمجھا ہے یا اپنا پیشوا بنایا ہے افسوس
بوجہ اختصار ہم اون اقوال کو نقل نہین کرتے جنمین نسب نامہ خلیفہ دوم کی تصریح تین پشت تک درج ہے **قولہ**

مصداق سواد الوجہ فی الدارین اقول جو لوگ کہ روایات جبر واکراہ وضم وتقبیل وکشف الساق والمیز کی تصحیح کرین
وہ مصداق سواد الوجہ فی الدارین نہون اور جو لوگ اصل نکاح سے منکر اور ان روایات کے مکذب ہون وہ
مصداق سواد الوجہ ہون اذا القیت جلباب الحیاء فقل ما شئت

قال المخاطب المقتدام ہداہ اللہ سبل السلام

لیکن اگر ہم اس امر کو بھی تسلیم کرلین کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا اور اونکا مظہر اسلام او متمسک بہ تمام شریعت ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو بھی فرض کرلین کہ اونکے مذہب مین نکاح کردینا ساتھ ناجی کے مومنہ اور عارفہ کا بھی جائز ہے لیکن حضرات شیعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے نفاق و بدعت سے کیونکر انکار کرینگے اور اونکے مومن اور مخلص اور تابع سنت ہونیکو کیونکر قبول کرینگے اگر وہ یہ قبول کرلین کہ حضرت عمر نہ منافق تھے نہ بدعتی بلکہ سچے مومن اور پکے تابع سنت تھی فنعم الوفاق اگر اسکو نہ مانین تو سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول اور بیکار ہوئی جاتی ہین اسلیئے کہ جو شناعت نکاح مین ساتھ کافر کے ہے اوس سے بھی بڑھکر قباحت نکاح مین ساتھ منافق کے ہے چنانچہ خود صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکا اقرار کیا ہے اور اس مضمون کو ان لفظون سے ادا فرمایا ہے قال الفاضل الناصب چہارم آنکہ گویند کہ حضرات بنات واخوات خود بہ کفرہ فجرہ بزنی میداوند مثل حضرت سکینہ کہ در نکاح مصعب بن زبیر بود وعلی ہذا القیاس دیگر قرابان خود را در عقد کفرہ ونواصب در آوردند چنانچہ در کتاب الہیات بتفصیل مشروح است اقول دریتعیین اگر مراد از کافر در قول را گویند حضرات بنات واخوات خود را بہ کفرہ فجرہ میداوند مشرک است این قول کذب محض است چہ یکی از امامیہ قائل این قول نیست واگر مراد از ان مبتدع است بہ بدعتی کہ منجر بہ کفر صاحبش نشود پس او را کافر تناول گویند یا منافق کہ مظہر اسلام و متمسک بہ سائر شریعت باشند مسلم و محذوری ہذا سد نبود و لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا الآیہ ممنوع و محرم انکاح با مشرک است نہ بر حرمت مطلق انکاح مبتدع کذائی و تزویج با منافق دلیلی قائم نیست و قیاس یکی بر دیگری مع الفارق چہ منافق اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت شدید تر لقولہ تعالی ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولیکن در عقبی بہ عقوبت الیم گرفتار است

لیکن حکمت الٰہیہ داعی و مقتضی آن شد کہ احکام مشرکین و منافقین در دار دنیا از ہم ممتاز باشد و از ینجاست کہ
مشرکین را بفحوای فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم معاقب و ماخوذ گردانیدہ و منافقین را ازین ورطہ نجات بخشیدہ
اس تحریر پر علامہ کشمیری کی ہم اونکا دل وجان سے شکر ادا کرتے ہیں اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہیں کہ جو بات ہمکو لکھنا
چاہیے تھی وہ خود علامہ ممدوح نے لکھدی اور جو تکلیف ہمکو کرنی پڑتی وہ خود گوارا فرمائی اور ان فقروں کو لکھکر کہ
منافق اگرچہ خبث نفس در حقیقت عظیم تر ہست و فسادش در شریعت شدید تر ہماری طرف سے خود ہی جواب بھی دیا
لیکن ہم محو حیرت ہیں کہ علامہ ممدوح نے صاحب تحفہ قدس سرہ کے اعتراض کے جواب میں اس تحریر سے کیا فائدہ
خیال کیا اس لیے کہ انکا اعتراض اسپر ہے کہ شیعوں کے نزدیک حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹیاں کافروں کو دی ہیں
علامہ اسکی جواب میں فرماتے ہیں کہ نہیں کافروں کو نہیں دیں بلکہ منافقوں کو اسپر ہمارا یہ جواب ہوتا کہ نکاح مومنہ
کا ساتھ کافر کے حرام ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہیں ہے بلکہ صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے
ساتھ نکاح کرنے میں بھی موجود بلکہ کچھ زیادہ ہے وہ خود حضرت نے فرما دیا ہے اب اہل انصاف غور کریں کہ اعتراض
صاحب تحفہ کا اس سے اور مدلل ہوگیا یا انکا اعتراض اس جواب سے اوٹھ گیا باقی رہا یہ امر کہ احکام منافقین
کے نسبت کافروں کی ظاہر شریعت میں سخت نہیں ہیں اوسکا جواب یہی کہ چونکہ منافق ظاہر میں اپنے آپکو مسلمان
کہتے ہیں اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہیں الٰہی و قتل وغیرہ سے محفوظ ہیں اور اسکا سبب یہ ہے
کہ کوئی شخص سوائی خدا کے علم غیب نہیں رکھتا جو دل کا حال جانے پس شریعت نے نظر بظاہر اسلام انکی قتل کا
حکم نہیں دیا لیکن موافق اصول شیعہ کے آئمہ کرام کو علم ما کان و ما یکون حاصل ہوتا ہے اور امور پوشیدہ اونپر
روشن ہوتے ہیں اور حالات قلوب بنی آدم اونپر ظاہر ہوتے ہیں پس انکو منافقوں سے احتراز کرنا اور انکو [illegible]
دینا اور اونسے عداوت رکھنا اور اونسے قرابت نہ کرنا بلکہ اگر وہ کسی دینی کام میں مدد کرنا چاہیں تو اونسے
اعانت نہ لینا اور انکو کسی دینی کام میں شریک نکرنا اور اگر وہ مر جاویں تو اونپر نماز جنازہ ولی نہ پڑھنا
اور اونکے لیئے استغفار نہ کرنا واجب و لازم ہے چنانچہ جن منافقوں کا نفاق پیغمبر صاحب کے سامنے کھل گیا
تھا یا جن کے نفاق کی خبر خدائی جلشانہ نے حضرت کو دیدی تھی اونکی ساتھ اسیطرح برتاو کرنیکے لیئے آیات قرآنی
نازل ہوئیں اور اونکے لیئے سخت احکام صادر ہوئے بلکہ جسطرح جہاد کرنیکا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسیطرح یہ

Presented by Ziaraat.Com

اور منافق ہنگے ہوا جیسا کہ ارشاد قدرتشانہ فرماتا ہے کہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وماویٰہم جہنم وبئس المصیر کہ اے نبی جہاد کر ادپر کافرون کے اور منافقون کے اور نہایت سختی کر اوپر اونکی اور جگہ اونکی جہنم ہے

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

مخاطب والاخطاب نے اس قول مین نہایت اپنی لیاقت علمی وکمال دکہائی ہے ایک یہ کہ کلام صاحب نزھۃ الاعلی شرعاً مین جیسا کہ غلط نقل کیا ہے لفظ جرمش کو کہ جسکے گناہ ہی تحریف وتصحیف کرکے حرمش بنایا ہے اور اوسی پر بناکے کیا کیا ہزلیات ولغویات بکا ہے اور بے سر و پا باتون کو اپنے دل ہی کر رہا ہے افسوس ہمارا مخاطب استقدر بھی نہین سمجھتا کہ متصف بحلت وحرمت حقیقت مین افعال ہوتے ہین اور مجازاً ذوات باعتبار افعال کے مثلاً شراب وغیرہ حرام ہے باعتبار پینے اور کہانے کے نہ فی نفسہ پس کافر ومنافق فی نفسہ حرام وحلال نہین ہوسکتی ہین مگر باعتبار نکاح کے اور حرمت نکاح کافر بآیہ لا تنکحوا المشرکین ثابت ہی اور حرمت نکاح منافق پر کوئی دلیل نہین ہی جیسا کہ فقرہ ماقبل مین موجود ہے کہ برحرمت مطلق النکاح منافق کذائی وغیرہ ہیچ با منافق دلیلی قایم نیست و قیاس کیجئے بر دیگرے یعنی قیاس منافق بر کافر قیاس مع الفارق ہے پس جس چیز کی حرمت پر کوئی دلیل قایم نہین خصوصاً دلیل عقلی بقول مخاطب تو باعتبار قاعدہ اصولیہ کہ اصل اشیا مین اباحت ہی حقیقت مین اصل حرمت اوسین پائی نہ جاویگی اور جب حقیقت مین حرمت نہ پائی گئی تو حرمش وعقیقت عظیم حرمت کہا نسے نکلیگا پس لفظ جرمش کو حرمت بنانا نہایت بیوقوفی اور خلاف سیاق ہے اور اسی طرح سے فقرہ مابعد مین ہے کہ اسکے سبب سے جرم عظیم منافق کے بموجب ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار عقوبت الیم گرفتار ہے پس منافق کا عقوبت الیم مین گرفتار ہونا بسبب جرم عظیم کے ہی اور اگر بسبب حرمت نکاح کے ہوتا تو نکاح مین وطی اولاد عقوبت الیم مین گرفتار ہوتا نہ منافق انکو کرنا فعل حرام قابل سزا ہی متعلق فعل ہی شارب خمر کیلئے عقوبت الیم ہی نہ شراب کیلئے پس لفظ جرم کو حرمت بنانا خلاف سیاق ہے ہی اور خلاف سیاق وسباق لفظ کو تصحیف کرکے ہزلیات ولغویات و نامربوط باتین بکنا کمال لیاقت علمی مخاطب کی دلیل ہی دوسرے یہ کہ فرماتے ہین کہ آپ علیہ السلام کو علم ماکان ومایکون حاصل تھا اور یہ امر بدیہی اور ظاہر وروشن تہا پر بحالت قلوب بنی آدم اون پر ظاہر تہی اور اونکو ظاہر شریعت پر عمل کرنا حرام تہا

اور منافقون سے احتراز کرنا اور مخالطت اور قرابت نکرنا واجب لازم تہا حضرت سلامت آپکی تو عادت ہے کہ
دعوا ہای بے سروپا کرتے ہین اور دلیل ندارد بیان بھی آپکا یہ دعوی بیدلیل ہی کہ جب کسی منافق کے نفاق کا
علم ہوجاوی اگرچہ بعلم باطنی ہو تو احتراز اوس سے لازم ہے ہم اسپر تسلیم کہتے ہین اور دلیل عقلی یا نقلی کے طالب ہین چنانچہ
خداوند تعالے نے اپنے علم ازلی ماکان و مایکون پر عمل نکیا اور باوجود جانتے کے کہ فلان کافر فلان منافق کبھی
ایمان نہ لائیگا اور میرے رسول اور آل رسول اور اصحاب رسول کو تکلیفین پہونچائیگا پہر بہی اوسکو باقی رکہا
اور مہلت دی اور نہ ملک الموت کو فرمایا کہ فوراً اوسکی روح قبض کرے اور نہ پیغمبر کو حکم دیا کہ فلان فلان
منافق تیرے قابو مین آچکا ہے اور مثل کفار کے خارج از اختیار نہین ہے کہ حاجت مشقت جہاد ہو انکو فوراً
قتل کرا اور اونسے احتراز کرا اور مخالطت نہ کر کہ بڑے بڑے فسادات انکی ذات سے پیدا ہونگے یہانتک کہ یہی
منافقین میری خلیفہ اول کی خلافت کا انکار کرینگے اور خانۂ جناب فاطمہ پر ہجوم کرینگے اور یہ ہیزم کی خلافت کرینگے
اس لیے کہ خلیفہ ثانی اوس گہر کے جلانے کے لیے آگ اور لکڑیان جمع کرینگے کما فی ازالۃ الخفا اور یہی منافق خلیفہ
ثانی اور ثالث کو بھی قتل کرینگے الغرض نہ خدا ہی نے اپنی علم ازلی ماکان و مایکون سے کچھ منافقون کا تدارک کیا نہ رسول
ہی نے باوجودیکہ علم وحی والہامی سے حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دیگئی تھی اور اونکو جیت جیسے کر گئے تھے کچھ
تدارک نہ کیا پہر اگر اماموں نے بہی علم ماکان و مایکون پر عمل نہ کیا اور منافقین سے محترز نہوے تو کوئی امر بیجا نہین کیا
کہ خدا اور رسول کی پیروی کی اور جناب رسولخدا نے تو قطع نظر علم وحی اور الہام و ماکان و مایکون سے جن منافقون
کا نفاق علی روس الاشہاد ظاہر ہوگیا تہا اونسے بھی تو وہ حضرت ترک صحابت نکرتے تہی بلکہ نظر مصالح وقت نہ اونکو
قتل کرتے تھے نہ اونسے احتراز فرماتے تھے چنانچہ ابواب صحیح بخاری سے گذرا کہ جس منافق کو عمر قتل کرنا چاہتے
تھے حضرت اوسکے قتل سے مانع ہوئے اور فرمایا دعہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ باوجودیکہ بعلم ماکان و ما
یکون جانتے تھی کہ اوس سے ایک گروہ منافق پیدا ہوگا کہ قرآن فقط اونکی زبانون پر رہیگا اور اونکے گلے کے نیچے
نہ اوتریگا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی پس باوجود علم ظاہری و باطنی نفاق اوسکے پیغمبر نے باوفاق اوسکی تدارک
سے درگذر کیا اور اسیطرح باصحت منافقت عبد اللہ سرگروہ منافقین کے جنازہ پر نماز پڑہی تھی اور زجر و توبیخ
عمر کے لیے استغفار بہی کی اپنا قمیص خاص بھی کفن کے لیے عنایت فرمایا بلکہ اوسکا سر گود مین لیا اور لعاب دہن

مقرر فرما دیا تھا لا انکو یقیناً حضرت کے نزدیک اور خدا کے نزدیک تمامی صحابہ کے نزدیک وہ منافق اور سرگروہ منافقین ظاہری تھا وہ کون تھا عبد اللہ بن ابی اور غزوہ تبوک کے بعد چودہ منافقون نے جنکی اکثر افراد آپکی عشرہ مبشرہ مین شامل ہین حضرت کو قتل کرنا چاہا اور حضرت نے حذیفہ کو بھیجدیا اور تاکید تمام فرمایا کہ یہ منافق اس امت کے ہین کسیکو انکا نام نہ بتانا پس جبکہ ظہور نفاق نہ حضرت نے انکو قتل کیا نہ انکی فضیحت کی تو ائمہ ہدی علیہم السلام کیونکر اپنی جد امجد کی سیرت کے خلاف رفتار فرماتے اور سابق مین قول امام نووی کا ہمنے نقل کیا کہ ہمیشہ وہ حضرت ایذائی منافقین پر صبر کرتے تھے اور انکو قتل نکیا لانهم کانوا معدودین فی الصحابہ ویجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا و قدم **قولہ** کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہین ہوتا **اقول** نہین حضرت موافق اصول شیعہ کے ضرور ہوتا ہی یہ کسنے آپسے کہا کہ شیعہ انکو کافر نہین کہتی مرتد نہین کہتی یہ سب کہتی ہین مگر ظاہر کا مشرک بت پرست نہین کہتی اور اگر مرضی مبارک ہو تو یہ بھی کہنی لگین اور انکا کچھ نہ بگڑے اسلیئے کہ نکاح ساتھ مشرکین کے بھی حالت جبر و اکراہ مین صحیح ہی گو حالت اختیار مین بخوشی خاطر صحیح نہو و من ادعی بطلان النکاح فی الجبر والاکراہ فعلیہ الدلیل **قولہ** اور انکا مظہر اسلام اور متمسک تمام شریعت **اقول** یون فرمائیے کہ انکا ظاہر مین مظہر اسلام اور مظہر تمسک بشریعت ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مسلمان ہونا حقیقت مین اور متمسک ہونا واقع مین اور یقین ہی کہ حضور کو بھی انکی اسلام ظاہری سے انکار نہوگا اسلیئے کہ اسلام حقیقی کا اقرار اور اسلام ظاہری سے انکار بنا بر آپ کے مذہب کے ہو نہین سکتا اسلیئے سواد اعظم کے امام اعظم نے بقیاس نفاق یکتم الایمان کو عین نفاق فرمایا ہی و جب باتفاق فریقین عمر مظہر اسلام ٹھہرا تو درمیان انکے اور مشرکین کے فرق نہ کرنا مغالطہ ہی کو نسا اور ہے **قولہ** فرض کرلین کہ انکے مذہب مین نکاح کردینا ساتھ ناصبی کے مومنہ اور عارفہ کا بھی جائز ہے **اقول** جبر و اکراہ سے نہ خوشی خاطر سے **قولہ** حضرت عمر کے نفاق و بدعت سے کیونکر انکار کرینگے **اقول** قصور تو ہوگا مگر ہرگز انکار نہ کرینگے بلکہ اشد نفاقاً و کفراً و بدعۃ کہے جائینگے اگر حضرات اہلسنت بھی اسکو قبول کرلین فنعم الوفاق اور اگر قبول نہ کرین تو حضرت عمر اونسے نہین کیونکہ خود بدولت تو کلمات شرعی فرماتے ہین یا نشد اتا من المنافقین کما فی المغنی اللھب یعنی خدا کی قسم مین منافقون سے ہون اسیکو بھی انکے امتی لوگ نہین مانتے اور خلیفہ دوم کی تکذیب کرتے ہین پھر اس تکذیب سے بھی خلیفہ دوم کا نفاق ثابت ہوا

واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون **قولہ** سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم مین کی ہین عبث اور فضول ور
بیکار ہوئی جاتی ہین **اقول** ہرگز نہین بلکہ اور چُست و درست ہوتی ہین کیونکہ منافقون مین یقیناً کل احکام ظاہر
بقول خود مخاطب جاری ہین **قولہ** اسلیی کہ جو شناعت نکاح مین ساتھ کافر کے ہے اوس سی بڑھکر قباحت نکاح
مین ساتھ منافق کے ہے **اقول** کوئی دلیل اہن اپنی دعوائی کاذب پہ تمنے قایم نہ کی کاش جسقدر قباحت نکاح
مشرک مین تھی اوسی قدر تم نکاح منافق مین ثابت کردیتے کہ دونو مساوی ہوجاتے اور جب مساوات ہی نہین
ہی تو اوس سی بڑھکر قباحت کہاں سے ثابت ہوگی صاحب نزھۃ اعلی اللہ مقامہ اسی عبارت مین جسکی حضرت مخاطب
ایک سطر بعد ناقل ہین بالتصریح اسکا انکار فرماتی ہین کہ نکاح مشرک و نکاح منافق یکسان نہین ہی اس لیئی کہ آیۃ
لا تنکحوا المشرکین کو فقط حرمت نکاح مشرک پر دلالت ہی نہ حرمت نکاح منافق پر اور حرمت تزویج با منافق پہ دلیل قایم
نیست اور جس شی کی حرمت پہ دلیل قائم نہین وہ اصل اباحت پہ باقی ہی پس حکم مباح اور حکم حرام ایک نہین ہو سکتا
پس فرمانا مخاطب کا کہ ایک کی قباحت دوسری کی قباحت سے بڑھکر ہے محض غلط اور پوچ اور لغو اور باطل
اور مہمل ہی خصوصاً در صورتیکہ آپ خود قایل ہین کہ کوئی قباحت عقلی نہین صرف قباحت شرعی ہی پس بدون اثبات
قباحت شرعی کے جسکے لیئے نص صریح درکار ہے آپ ایسا دعوی نہین کرسکتے **قولہ** چنانچہ خود صاحب نزھہ
اثنا عشریہ نے اسکا اقرار کیا ہی **اقول** خدا جھوٹھے کے منھ کو قبر تک رہین کشادہ امام اعظم کری اور اوسپر
نادری غضب گرے کس جعلساز و دغا بار کے کہنے مین آپ پڑے ہین جو عبارت کی کاٹ چھانٹ لفظون مین دکھاتا
ہے اور بخیانت و بیحیائی و بیغیرتی حبش کو حبش بناتا ہے اور احمق من الہبنقہ اسقدر نہین سمجھتا کہ سیاق
و سباق اوسکے مکر و فریب کو کہلوائیگا اور ہر خاص و عام سے اوسکے منھ پر تھکوائیگا **قولہ** فی العبارۃ المنقولہ
مراد از کافر دو قول ند **اقول** صحیح عبارت یون ہے مراد از کافر دو قول اند **قولہ** فیہا و از کافر
تاول گویند **اقول** سبحان اللہ کیا لیاقت ہے کیا فہم عالی ہی عبارت خوانی اشد لکھر بیانی حضور کے امثال
پر ختم ہی ہم اس فقرہ کی معنی سمجھتی تھی اسکا تناول کنندگان لحم خنزیری و متناولان و نوشندگان پیالہ خمری اور
نثاربان شراب حمایت عمری کے لیئے مخصوص ہی خدا جانے کس مشرک نے تناول کیا اور اس تناول
نی اوسکو کیا مزا دیا للہ عبارت صحیح تحریر فرمایا کیجیی ہر گہری نشے کی نہ بیجیی **قولہ** فیہا اگرچہ حبش در حقیقت

عظیم تر ہست **اقول** اصل عبارت ترجمہ یون ہی اگرچہ جرم شوم در حقیقت عظیم تر ہست لفظا جرم کو کہ بمعنی گناہ ہی کسی
روسیاہ نی حرمت پڑہا اور اوسپر بناکرکے کیا کیا بیتکی باتین کہین ہین خدا کے قدرت یاد آتی ہی کہ ایسے گدھوان کو
موہین بھوک کہلاتا ہی سے آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت پہ البان را ہمہ شہرت ز گلاب وقند ہست پہ قوت
وا ناہمہ از خون جگر جیہ بنیم پہ اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان پہ طوق زرین ہمہ در گردن خر میبینم ۔ **قولہ** ہم اونکا
دل وجان سی شکر ادا کرتے ہین **اقول** البتہ مقام شکر گذاری ہی کہ اگر وہ لفظا جرم نہ لکہتے تو آپ اوسکو حرمت بناکر
کیونکر اسقدر جہک مارتے لیکن ایسی جہک مارنے سے آپ کو کچہ نہ ملا **قولہ** اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہین **اقول**
آپ تہوڑی سی اپنی ممنونی ظاہر کرینگے تو ہم بہت بڑا ممنونا اپنا ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو آپکی اس تحریر جہالت اور تقریر
حماقت نی حاجت اثبات جہالت مخاطب سی مستغنی کردیا **قولہ** اسپر ہمارا یہ جواب ہوتا **اقول** کسقدر مربوط کلام
ہی کذاب دہلوی نی کہا کہ بیٹیان کافرونکو دین علامہ نے کہا کہ تو جہوٹا ہے کسی کافر مشرک کو نہین دین بلکہ اگر
دین ہونگی تو کسی کافر منافق کو دی ہونگی اور حرمت تزویج منافق پر کوئی دلیل قائم نہین اوسکے جواب مین
مخاطب صاحب فرماتی ہین جواب اونکی تکذیب کا یہ ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین سبحان اللہ سوال
از ریسمان وجواب از آسمان اسی کو کہتے ہین جو کہے کہ شاہ صاحب جہوٹے ہین کسی کافر کو بیٹی نہین دی تو اوسکا
جواب یہی ہی کہ حرمت نکاح کافر پر کوئی دلیل عقلی نہین معلوم نہین کہ دروغ شاہ صاحب کو عدم حرمت دلیل
عقلی سی کیا علاقہ ہے کہ جس سی وہ سمجہے ہوگئے **بیت** ای خدا از عقل ودین بیگانہ ہست پہ اندکے
عقلش بدہ دیوانہ ہست ہمارے حضرت مخاطب کی جنون کا کوئی علاج نہین ہی جز اسکے فسد اکحل ہو یا
حقنہ کا عمل **قولہ** کوئی دلیل عقلی نہین **اقول** ارے حضرت تمکو دلیل عقلی سی کیا واسطہ تمہارے علما تو حسن وقبح
عقلی کے قائل نہین اور صاحب علم بالفرض اگر بیچ جو افحام الرسل سے مفحم وملجم ہوکر قائل بہی ہوا ہے تو مستلزم علت
وحرمت شرعی نہین جانتا پھر آپکو حرمت عقلی سی کیا واسطہ ہان شیعہ اسمین البتہ بحث کرتے ہین جیسا کہ تقریر
حضرت مولانا صاحب مرحوم اسمین گذرا آپ وہین سے سارق اور اپنے دین سے مارق ہین **قولہ**
صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے ساتھ نکاح کرنے مین موجود **اقول** آپ محض غلط فرماتی ہین
[illegible] صاحب بعض فرماتی ہین کہ بیچ حرمت وتزویج

منافق وليلي قايم نيست پس جب آپکو اسکا دعوي ہي کہ قباحت شرعي نکاح منافقين مين موجود ہي تو اوسکي سند ديجيي اور بتلائيے کہ کونسي قباحت ہي اور کہان اسکا حکم ہے کہ منافق سے نکاح نہ کرو حالانکہ آپ خود آگے چلکر قايل ہوتے ہين کہ منافقين پر احکام اسلام بسبب ظاہر شريعت جاري ہين پس کيا نکاح آپ کے نزديک احکام اسلام سي خارج ہي جو آپ منافقين کو اس سي خارج کرتے ہين **قوله** بلکہ کچھ زيادہ ہي **اقول** جب اصل ہي نہين ہي تو کچھ زيادہ کہان سے ہوگي **قوله** وہ خود حضرت نے فرماديا **اقول** کہين عبارت صاحب نزھہ مين نہين ہي کہ وہ قباحت منافق کے ساتھ نکاح کرنے مين بھي موجود بلکہ کچھ زيادہ ہي حضرت سلامت لفظ قباحت کا تو کہين نام ہي نہين ہي ہان لفظ جرم ہے اور اوسکو مخاطب ني اپني حماقت وجہالت سے يا کسي کے تصحيف سي خلاف سياق وسباق حرمت پڑھا تو يہ قصور انہين کے جہالت وحماقت کا ہے **قوله** اعتراض صاحب تحفہ کا اوس سے اور مدلل ہوگيا **اقول** ہان جھوٹھا ہوتا صاحب تحفہ کا دعوائي نکاح بنات باکفار مين مدلل ہوگيا اور ثابت ہوگيا کہ شاہ صاحب از سرتا پا جھوٹھے ہين اور تم اونکے حامي انتہا کے خامي رکھتے ہو جرم کو حرمت پڑھتے ہو اور بے جوڑ توڑ باتين کہتي ہو **قوله** باقي رہا يہ امر کہ احکام منافقين نسبت کافرونکے ظاہر شريعت مين سخت نہين ہين **اقول** اسيوجہ سي منافقين سي نکاح جايز اور کافرون سے ناجايز ہوا پس حرمت نکاح منافق کہانسے اور قباحت نکاح منافق کہانسے نکلي **قوله** اسکا جواب يہ ہي **اقول** اس جواب کا جواب يہي کہ اسکا جواب نہ ديا جائے افسوس ہے جواب کہ جواب شش نہي حضرت سلامت جواب يا کسي سوال کا ہوتا ہي يا اعتراض کا يہان پر نہ کوئي سوال ہي نہ کوئي اعتراض ہي جسکا مخاطب صاحب جواب ديتي ہين طرفہ يہ کہ قول صاحب نزھہ کہ احکام مشرکين ومنافقين ايک نہين ہين اسکو ہمارے مخاطب قبول فرماتي ہين بلکہ اوسکي وجہ بيان کرتے ہين چونکہ ايک بظاہر مسلمان اور دوسرا بظاہر کافر ہے اسليے حکم ايک نہين ہي ليکن معلوم نہين کہ اسوجہ کا نام جواب کيون رکھتے ہين جواب تو ناقص قول کو کہتي ہين نہ علت مثبتہ قول کو عجب حال ہے جو شخص اپني بات کي تشخيص نہين کرسکتا کہ مين کس بات کا جواب ديتا ہون کہ اوسکي وجہ بيان کرکے اوسکو مستحسن موجہ کرتا ہون وہ ناتشخيص دوسرونکي بات کيا سمجھيگا **قوله** اور احکام شريعت ظاہر پر جاري ہين **اقول** جب احکام شريعت ظاہر پر جاري ہين تو نکاح با منافق بھي بظاہر شريعت پر جاري ہوگا اس ليي کہ ہر منافق ظاہر مين مسلمان

ہی کو باطن مین اکفر الکفرہ ہو **قولہ** کوئی شخص سوائی خدا کے علم غیب نہین رکھتا **اقول** یہ بات سچ ہی کہ خدا نی کسیکو اپنی علم غیب سی آگاہ نہین کیا فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول پس جو لوگ کہ علم غیب نہین رکھتی وہ تو ضرور ہے کہ ظاہر پر عمل کرین پس نبی کہ باطن کو نہین جانتی لیکن جو لوگ کہ علم غیب رکھتی ہین اور باطن کو جانتے ہین اونپر حضرت مخاطب ظاہر شریعت پر عمل کرنا جائز نہین جانتی اور ظاہر ہی کہ خدا غیب کو جانتا ہی اور اپنی رسول کو بھی کسیقدر اوس سی آگاہ کیا ہے پس خدا اور رسول پر واجب و لازم تہا کہ منافقین کو قتل کرتے قبل ظہور نفاق مگر اونہون نے تو بعد ظہور نفاق بھی قتل نکیا بلکہ دوسرونکو خصوصاً حضرت عمر کو ہمیشہ منع کیا اور غزوہ تبوک کے منافقون کا نام بھی کسی کو بجز حذیفہ نہ بتایا اور اونسے مخالطت رکھی اور اونکے جنازہ پر نماز پڑھی اور اونکے واسطے استغفار کی گو خدا نے کہا کہ ستر استغفار بھی قبول نہ کرونگا کما مرت الاشارۃ الیہ کل ذلک فتامل فانہ ینفعک فیما یاتی فی القول الآتی **قولہ** شریعت فی نظر بر ظاہر اسلام اونکے قتل کا حکم نہین دیا **اقول** ہمکو نہین معلوم کہ شیخ شریعت خانصاحب کونسی حاکم آپکے بزرگوارون مین تھی کہ وہ بھی قتل کا حکم دیا کرتے تھے ہمارے نزدیک تو بمقتضای الا حکم الا للہ سوای خدا کے کوئی حکم قتل و عدم قتل دینیوالا نہین اور وہ حاکم حقیقی اپنی علم غیب سے منافقونکے دل کا حال خوب جانتا تہا پس باعتبار اپنے علم غیب کے بنابر آپکی رائی شریف کے اوسپر واجب و لازم تہا کہ اپنی پیغمبر کو اور کل مومنین کو حکم دیتا کہ فلان اور فلان منافق کو جو تمھاری قابو مین ہین قتل کر ڈالو اور اگر شاید پیغمبر اور مومنین بخوف تعمیل حکم مین مسامحت کرتے تو ملک الموت کو حکم دیتا کہ فوراً بوجع الفواد اونکی روح قبض کرکے چھٹی کردین لیکن خدا نے ایسا نکیا اور منافقونکو باقی رکھا اور اونسے نکاح کو مثل نکاح مشرکین منع نہ فرمایا بلکہ باعتبار اباحت اصلیہ کے جائز رکھا تو سب مخاطب کا جھگڑا بیکار ہوگیا **قولہ** آئمہ کرام کو علم ما کان و یکون حاصل ہوتا ہے **اقول** مطابق اصول شیعہ علم آئمہ علیہم السلام ماخوذ تہا علم رسول اللہ سے اور اونکا علم ماخوذ تہا خدا سے کہ بمقتضای الا من ارتضی من رسول فی الجملہ اپنی علم غیب کو کہ جو مثل ایک قطرہ کے ہے بحر ذخار و دریای ناپیدا کنار علم امکانی یزدانی سی آگاہ فرمایا تہا ؎ وہ کو نسبت یکے قطرہ و در بحر علم مگر تم ایسے جاہلون کو خدا نے اپنی معرفت اور اپنے رسول کی معرفت اور امام کی معرفت سے محروم رکھا ہی تم ان باتونکو کیا سمجھو گے تم دشمنی جلا ہونکی بیچاری جانو جس سے ابوبکر سے جاہل سالہا بت پرست کو خلیفہ بنایا کرتے ہو بہرحال ہم بیان کر چکے کہ جو لوگ علم غیب رکھتی ہین

اونکو کوئی ضرورت نہین ہی کہ ہر وقت اپنی علم غیب ہی پر عمل کیا کرین بلکہ بمقتضائی مصلحت وقت کاربند ہوتے تھے
کبھی علم غیب پر عمل کرتے ہین کبھی اوسپر عمل کرنا خلاف مصلحت وقت جانتی ہین خصوصًا مقامات امتحان مین تو
اوسپر عمل جائز ہی نہین ہی بالجملہ جبتک تم کسی دلیل سی ثابت نہ کروگے کہ علم غیب والے کو عمل اوسکی مقتضی پر ہر وقت
واجب و لازم ہی اوسوقت تک تمھارا یک یک کرنا قابل سماعت نہین ہوسکتا ہی ہم سب باتونسے قطع
نظر کرکے فقط ایک بات حضور والا سے پوچھتے ہین للہ وللرسول منصفانہ جواب دیجیے کہ اسمین شک نہین کہ
پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ و آلہ کو خواہ بوحی خواہ بالہام خواہ بتعلیم ما کان و یکون خواہ بظہور علامات نفاق حضرت صدیقہ
بی حمیرا کا حال بخوبی معلوم تہا اسی سبب سے اونکے بیت الشرف یعنے دولت خانہ بہجت کاشانہ کیطرف اشارہ
کرکے فرمایا من ہنا تطلع قرن الشیطان یعنی شیطان کے سینگہ یہین سی نکلینگے پھر فرمایا کہ میری ازواج سی ایک ذات شریف
میرے وصی سی لڑنے جائینگے اور لشکر کے کتونکو وہ بھونکتی جواب کے نام ایک مقام کا ہے بھونکے گے پھر فرمایا
آیا کہ ان میں کوئی یا حمیرا ایسے ڈر اس بات سی کہ وہ عورت تو ہے ہوای حمیرا خیانچہ ان احادیث کی تصحیح آپکے
علمائی اعلام نی کی ہی اور حواب کے کتون کا بھونکنا اور پچاس گواہ جھوٹی قائم کرنا مرشدزادہ سلطان عبد اللہ
زبیر کا کہ یہ حواب نہین ہی کل مورخین معتمدین نی لکھا ہے الحاصل جناب رسولخدا صلعم کے ان حالات پر مطلع ہونے مین
کوئی مسلمان شک نہین کرسکتا اب ہم مخاطب والاخطاب سی پوچھتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے اس علم
باطنی یا علم ظاہری کے مقتضا پر کیا عمل کیا اور جسکے فتنہ و فساد سی اٹھارہ ہزار مسلمان قتل ہوگئے اوسکے
دفع کی کیا فکر کی عمدہ بات تو یہ تھی کہ ایسے مایۂ شقاق و نفاق کو گردن زدنی سمجھکے قتل ہی کرڈالا ہوتا کہ جان
اٹھارہ ہزار مسلمانون کی بچ جاتی اور اگر خیر یہ نہین کیا تہا تو اوسے اجتناب و احتراز کرنا اور اونکو دولت دنیا
اور اوسسے عداوت رکھنا اور اوسسے قرابت نکرنا آنحضرت پر بقول مخاطب والاخطاب واجب و
لازم تھا لیکن یہ کچھ نہ کیا بلکہ بجائی اجتناب اوس جناب نی ہمدوشی اور ہم آغوشی سی کامیاب اور زلال
وصال سی سیراب اور مزرع امانی و آمال کو شاداب کیا اور بجائی احتراز محبوبہ طناز سے ہنگامۂ راز و نیاز
گرم رکھا اور اوسکو ہمراز و دمساز و ہم آواز بنایا اور بجائی ذلت ایسی عزت دی کہ اپنے سر پر چڑھایا
اور کندھے پر سے ناچ دکھلایا اور بجائی عداوت اونکو پیار کیا اور محبت کی بلکہ پیار سے حمیرا کہا اور

بجائی اوسکی قرابت متقاربت کے اور بجائی مفارقت و مجانبت مواصلت و موانست کی ہی کاش اس عیش و حسرت
کے بعد مثل حفصہ کے ایک طلاق رجعی دیدیا ہوتا کہ مخالفت قرآن کی ہوتی کن سی کچھ بھی توڑتین اور مثل شمشیر
برہنہ گھر سے باہر نکلتیں اور مثل حفصہ گھر بیٹھے بیٹھے فکر فراہم آوری لشکر کرتین حضرت قصور ہوا معاف
کیجیے رسول اللہ نے سب کچھ کیا طلاق بھی دیا بلکہ جناب امیر کو انکے طلاق دینے کے لیئے اپنا وکیل کیا مگر
واہ ری مردانگی اس علامہ دوران ام الصبیان کے کہ صرف اس گھمنڈ پر کہ رسول اللہ کو بجز میرے کوئی
دوسری باکرہ نملی شیر یزدان سی لڑنے پر تیار ہی ہوگئیں ہزاروں کی جانیں لین سیکڑوں کو قتل کرایا بالجملہ جو کچھ جناب
صاحب ان مغالطات یا علمی کا جواب ہمکو دینگے وہی جواب ما نحن فیہ مین ہم سے لینگے فما ہو جوابکم فہو جوابنا اسجگہ
ذکر لفظ حمیرا زبان قلم سے نکلگیا اسلیئے نزہت خاطر مومنین کیواسطے وجہ تسمیہ جو بعض ظرفائی شیعہ نے برجستہ
بیان کیا ہی وہ عرض کیا جاتا ہے ایکدن ایک سُنی شریف اور ایک شیعہ ظریف کے درمیان مین ذکر حضرت عائشہ صدیقہ
کا آیا سُنی صاحب نے کہا کہ وہ ایسے صاحب شرف ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو حمیرا کہکے پکارتے تھے شیعہ صاحبنے
کہا کہ پھر اسمین شرف کیا ہی حمیرا تصغیر ہے حمیر کی جو جمع حمار ہے جیسا کہ قرآن مین ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر الف ممدودہ
یا مقصورہ تانیث کا اسمین بڑھا کر حمیرا کہا یعنے چھوٹی گدھی اور تصغیر واسطی تحقیر کے بھی ہوتی ہی پس گدھی کی گدھیا ہو چکی
پھر شرافت کیا ہوئی ہر چند یہ بات فقط از راہ ظرافت ہی مگر برجستہ بیانی اونکی موجب خندہ صغار و کبار حضار ہوئی اور
واقع مین یوں ہی کہ حمیرا تصغیر ہے حمراء کی جو مونث ہی احمر کا کہ معنے سرخ ہی اور چونکہ حضرت عائشہ کے دونو گال مثال قند
یا سیب سندر لال لال برنگ آل و گلال تھی اس لیئی انکو حمیرا کہتے تھے اور بلحاظ سرخی رنگ کی بعض شعرائی ترجمہ حمیرا مین
بی للو کہا ہی جہان حدیث صحیح ترمذی کو جسمین مضمون بی عائشہ کے ناچ دکھلانیکا ہے ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتی ہین ع
ابھی للو تماشا دیکھتی ہین یا تمہارا رقص کرنا دیکھتی ہین — تو مومنین نی جان لیا ہوسکین کہ بی حفصہ کو شیعہ بی کلو کیون
کہتی ہین اس لیئی کہتی ہین کہ اونکا کالا رنگ تھا کہ حبشیہ سی ماخوذ تھا اور وہ بی حبشن بنا بر قول بعض نسابہ حضرت عمر کے
دادی کی بیٹی تھین اور نانی بھی تھین پس یہ رنگ حضرت عمر تک بوراثت پدری اور بوراثت مادری پہونچا اور اونسے
اونکی صاحبزادی نے لیا شعرا نے بہت بی للو اور بی کلو کا نہایت پر فسانہ ہی اور ان دونوں کی جوڑی برابر مثل دو دندانہ شانہ
ہی اور ہر ایک آپسمین ملکر دوگانہ ہی اور شیعوں کے نزدیک رفتار رسول خدا سی یگانہ انسے بضرورت صحبت وقت مثل ضرورت

رفتن بپائخانہ ہی گویا انکے پاس جانا پیشاب کرنے کے لیئے بیت الخلا جانا ہے **قولہ** اونکی ساتھ اسیطرح پر برتاو کرنے
کے لیئے آیات قرآنی نازل ہوئین **اقول** گو کاذب دنیا مین بہت ہین مگر حضرت مخاطب سے کذاب کمتر ملینگے ہین تاو
پر بالعموم نہ کوئی آیت نازل ہوئی نہ پیغمبر نے یہ برتاو منافقون سے کیا بلکہ بارہا عمر کو اونکے قتل سے باز رکھا اور باوجود منع
عمر ابن ابی منافق کے جنازہ پر نماز پڑھی او ررات دن منافقین صحابہ آنحضرت کے صحبت مین حاضر رہتے تھی
جیسا کہ امام نووی کی عبارت مین گزرا ولم یقتلہم لانہم کانوا معدودین فی اصحابہ یجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب
الدنیا یعنے جناب رسولخدا نے منافقین کو قتل نہین کیا اسلیئے کہ آنحضرت کے اصحاب کے شمار مین تھی اور آنحضرت
کے ساتھہ شریک جہاد ہوتے تھے یا بحمیت قومیت یا بطمع حصول دنیا انتہی پس جس برتاو کو مخاطب صاحب نے
فرمایا وہ جناب رسولخدا نے ہرگز نہین کیا مخاطب محض جھوٹے ہین طرفہ یہ کہ فرماتے ہین کہ اسی طرح پر برتاو
کرنیکے لیئے آیات قرآنی نازل ہوئین اس برتاو پر بالعموم کوئی ایک آیت قرآنی بھی نہین ہے آیات قرآنی بصیغہ
جمع کہان سے آوینگی اور کوئی آیت قرآنی نہونی پر دلیل یہی کافی ہے کہ اگر آدھی آیت بھی ہوتی تو جناب رسولخدا ضرور
اوسپر عمل فرماتے کسی جھوٹے سی کتاب مین دکھا دو کہ جناب رسولخدا نے فلان منافق کو مارا اور فلان کو نکالا
اور کسیکو ذلت دی اور کسیکو فضیحت کی ور کسی کا جنازہ بے نماز و غسل بکفین دفن کرایا تمھاری منہہ مین خدا نے
لگام نہین دی ہی جسقدر جی چاہے جھوٹ بکتے چلے جاو مگر جب کوئی ثبوت طلب کریگا تب جھوٹے کا منہہ کالا اور سچے کا
منہہ نور سے چمکنے والا اور جھوٹے کا قول پست اور سچے کا بول بالا انشاء اللہ تعالے ہوگا یا حضرت اگر
آپکو میرے قول مین شک ہو تو اپنے ادلۂ چودہ یا بارہ منافقونکا نام بتایئے جنہون نے شب غزوہ تبوک حضرت
کو قتل کرنا چاہا تھا اگر رسول اللہ نے ظاہر کیا تھا تو عمر صاحب کیون بار بار حذیفہ سے باصرار پوچھتے تھے کہ مین بھی
منافقون سے ہون یا نہین **قولہ** بلکہ جسطرح پر جہاد کرنیکا حکم اوپر کفار کے ہوا اوسی طرح پر اوپر منافقون کے
ہوا **اقول** اب تلک ہم حضور کو فقط مفتری علی اللہ مکار کاذب کہتے تھی مگر اس قول مین جہل مرکب کا
لقب بھی رکھتی ہین آپ یہ نہین سمجھتے کہ حکم جہاد کا ساتھ کفار و منافقین کے آیا حکم عام تمام شامل تھی از ان جملہ اوقات
تھا یا ایک حکم خاص مقید بقیود و شروط تھا کوئی جاہل بھی نہ کہیگا کہ یہ حکم ایسا عام تھا کہ حضرت پیالا رحم ... کیا
ہر دم اور ہر لحظہ وہ ہر آن اسی کام مین مشغول رہین اور سب کارہای دنیا و آخرت کو چھوڑ دین یہانتک کہ

وقت خلوت عائشہ و حفصہ بھی کافر کشی سی باز نہ آوین گو ہم کفار شہادت پاوین اور جب یہ نہوا تو ضروری تھا کہ
مقصود یہ ہو کہ جب محل و موقع جہاد کا کافرون سے یعنے اوسکے قیود اور شروط پائے جاوین تو کافرون سے
جہاد کرو اور جب محل و موقع منافقین سی جہاد کا ہو یعنے قیود و شروط پائے جاوین تو اونسے جہاد کرو اور قیود
و شروط سے جسطرح وجود اعوان و انصار و عدم عوائق و موانع ہی اوسیطرح بغاوت و سرکشی و عدول حکمی
پیمان شکنی و ایذاء ہی مومنین ہی پس کفار نے اکثر ایسا کیا تو آنحضرت نی اونکی سزا دہی کیواسطے سیفی و سنانی
جہاد فرمائی اور منافقین نی چونکہ مثل کفار کے بغاوت اور سرکشی نہین کی اسلیئے اونسے جہاد سیفی و سنانی کی نوبت
نہین آئی اور جہاد لسانی تو آنحضرت نے مادام الحیات کفار و منافقین و فساق و فجار اور جمیع مخالفین
احکام خدا سے بروقت محل و موقع فروگذاشت نہین فرمایا اسی سبب سی جہاد کفار مین مفسرین نے قید بالسیف
لگائی ہی اور جہاد منافقین مین اختلاف کیا ہے بعضون نے فقط باللسان بوعظ و پند کہا ہے جیسا کہ تمہارے
مفسرین سی جبائی نے کہا ہے اور بعضون نے باقامت حدود شرع و تعزیرات زیادہ اورون سے اور بعضی
لوگون نے بقدر امکان کہا ہے یعنے اگر ممکن ہو اور کوئی مانع نہو تو بالید و الا فباللسان و الا فبالجنان یہ قول ابن
مسعود کا ہے مفسرین سنیان سی بہرکیف باتفاق مفسرین و مورخین جناب رسولخدا نے کسی منافق سی جہاد سیفی
سنانی نہین کیا اور کسی منافق کو قتل نہین کیا بلکہ اموال جزیلہ اونکو تالیفا للقلوب عطا فرماتے تھے پس مطلق منافقین کے
ساتھ جہاد اور برتاؤ کفار کا کرنا محض دروغ بیفروغ ہی بلکہ جنکا نفاق کھلگیا مثل ابن ابی کے اوسکے ساتھ بھی وہ برتاو
جو مخاطب نے کہا محض کذب و افترا علی اللہ و الرسول ہی فلعنۃ علی الکاذبین خلاصہ مخاطب کو ضروری دو ایک منافق
کا بھی نام لینا جنسی حضرت نی تلوار کی ہو اور جہاد سیفی فرمایا ہو خاتمہ بحث مین یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ شاہ عبد العزیز نے
جو دعوی کیا ہے کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا تھا محض غلط اور سراسر افترا ہے کسیطرح
کتب احادیث صحیحہ و تواریخ معتبرہ سی ثبوت اسکا نہین ہو

قال المخاطب المقمقام ہداہ اللہ سبل السلام

غرضکہ جب اون منافقون کا جنکے نفاق کا حال معلوم ہو گیا حال مثل کفار کے ہوا در جہاد بھی اونپر واجب ہوا

اور اونپر غلظت اور شدت بھی مثل کفار کے کرنیکا حکم ہو تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کی
کیا فرق رہا اب سوائی اسکی کہ یا حضرات شیعہ حضرت عمر کو منافق نہ کہین اور اس کلمہ کفر کے کہنے سے باز آوین یا کہ
اس نکاح کو حرام جانین دوسرا کوئی علاج نہین ہی اگرچہ علمائی شیعہ نے اس معاملے مین عوام کے فریب دینی کو اور جاہلون کو
سمجھانیکو بہت ابلہ فریبی کی تقریر کی ہی اور حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہی لیکن یہ فریب فقط اسی
بات مین کھلا جاتا ہے اور یہ سب طومار اونکا ایک ادنی بات مین ہباء منثورا ہوا جاتا ہی یعنے ہم ایک استفتا کرتے ہین
اسکا فتوی لکھدین اور جو بات ہم پوچھتے ہین اوسکے جواب مین صرف لا یا نعم فرما دین وہو ہذہ کیا فرماتے ہین جناب
قبلہ و کعبہ ان دو مسئلون مین جنمین سی پہلا یہ ہی کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی جسنے پیغمبر کے سنت
کو بدلا جسنے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا حق غصب کیا جسنے معصومہ کے جسم اطہر پر ایسا صدمہ جسمانی پہونچایا کہ اوسکی
معصوم بچہ شہید ہوا اور جسنے سیدۃ النساء کا حق نہ دیا اور راویکو جھوٹھا جانا اور اونکا دعوی ارث پدری کا
نہ سنا اور جسنے امیر المومنین علی علیہ السلام کا حق غصب کیا اور جسنے اونپر جبر و ظلم کیا وہ ایک مومنہ عارفہ کے
ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہین دوسرا مسئلہ ایک مومن نے جسکو خدا نے ذاتی شجاعت اور شرافت
مین یکتائی روزگار پیدا کیا ہے اور جسکے بازو کو قوت اور طاقت قلعہ شکنی کی دی اور جسکو جرات دس ہزار
جنگی سوار کے ساتھ لڑنیکی دی ہی اپنی بیٹی مومنہ عارفہ کا نکاح ایک منافق مرتد غاصب خائن کے ساتھ صرف اوسکی
تہدید زبانی پر کردیا اوسکی نسبت کیا حکم شرعی ہی آیا وہ گنہگار ہوا یا نہین اور اگر ایسے ایسے استفتا پر فتوی دینی مین
بھی چون و چرا کو جناب قبلہ و کعبہ دخل دین اور صاف جواب نہ دین تو اونسے ہم ایک صاف مسئلہ پوچھتے ہین
اوسکو لکھدین کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح مومنہ کا ساتھ سنی ناصبی کے جائز ہے یا نہین
بس جو کچھ جواب اسکا لکھدین وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لئے کافی ہے پھر نہ کسی توجیہ کی حاجت ہی
نہ کسی تاویل کی ضرورت ہی ایک دو حرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے پس ای حضرات
شیعہ بنظر عنایت اس سوال کا جواب لکھدو اور اس جھگڑے قصہ کو مٹیو شعر ادا سے دیکھ لو جاتا رہے

گلا دلکا بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

عجب دغاباز اور مکار اور فریبی سے معاملہ پڑا ہے کہ تمہیدین جھوٹی جھوٹی جاتا ہے اور اپنے کو سچونکو فریب دیا ہین
لاتا ہے کہ شیعون پر الزام دھر دیا اور اونکو لاجواب کر دیا ارے حضرت شیعون نے بہت تم ایسونکو جھٹلایا ہی
اور جونپور کا قاضی بنایا ہے خدا نے تو مطلق جاہد الکفار والمنافقین کہا ہے اور اوسکا حال تمہی اپنی مفسرونکے
زبانی سنا کہ نوبت جہاد سیفی کسی منافق سے نہین آئی پھر جو تم یہ تخصیص ہمین لگا کر کہتے ہو کہ جن منافقون کا نفاق معلوم
ہوگیا مثل کفار کے اونپر جہاد واجب ہوگیا یہ مضمون بالتخصیص کس آیہ کا ہے اور پیغمبر نے جہاد رفتی مثل کفار کے کس
منافق سے کیا اور تالیف قلوب کے سوا کسپر غلظت کی اور کسپر شدت کی ذرا جھوٹے منھہ سے ایک کا بھی نام تو
نکلے اگر کسی مفسر نے کہا ہو کسی جھوٹھی ہی مورخ نے کہا ہو کسی محدث مخفف تمہارے نے کہا ہو کہ فلان منافق پر
مثل کفار کے تلوار پیغمبر کی باہم کافر کش کی گفتہ پیغمبر چلے اور فلان منافق قتل کیا گیا تو ہم قائل ہو جاینگے اور ظہور
نفاق عمر مین شک کرینگے اور اگر ایک منافق کے بھی مقتول نہونیکا بلکہ منافق معلوم النفاق کے جنازہ پر نماز
پڑھنے کا تمہارے علما اقرار کرتے ہین تو تم ایسا جھوٹھا دغابازی کا دعوی کیون کرتے ہو ارے صاحب کچھ تو
بھی تو خدا سے ڈرو اور اگر خدا سے نڈرو کہ خدا کا ایمان ہی نہین رکھتی جیسی نیچر کے بندی بنی تو دنیا سے کہ فضیحتی سے
ڈرو کہ جب جھوٹھی کہلاوگے تو صاحبان عالیشان کی نظرون سے گرجاوگے پھر تو گردن مڑوڑی مرغیان بھی
کھانیکو نپاوگے اور عمدہ ہانڈیان اور نمکین گوشت کے گریل کھانے لاوگے **شعر** آج تو چین سہی
گذرتی ہی ہہ عاقبت کی خبر خدا جانے **قولہ** تو پھر نکاح مین درمیان کفار کے اور اون منافقون کے کیا فرق تھا
رہا **قول** جیسا فرق درمیان کفار اور اون منافقین کے رہا ویسا ہی فرق درمیان نکاح کفار اور اون
منافقین کے رہا سیکڑون کفار کی گردن ماری گئی اور ایک بھی منافق کی گردن نہین ماری گئی اور باوجود
پوچھنے حضرت عمر کے اونحضرت نے فرمایا وجہہ لئلا یقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کما مر من صحیح البخاری اور اگر
آپ فرماوین کہ نہین منافقین کی بھی گردن ماری گئی تو فرمادیجیے کہ کسکی ماری گئی اور کب ماری گئی اور کہان ماری گئی عمر کی
یا ابوبکر یا عثمان کی آخر شیعون سب کو اونہین منافقون سے جانتے ہین کہ جو معلوم النفاق تھی انکو حضرت عمر اور حضرت
اتنے کی قسم ... کسی منافق کا نشان تو دیجیے کہ اوسکی گردن ماری گئی ہو تعجب ہی کہ جن منافقون کے گردن ماری گئی
... خدا نے ... قولہ ... واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اونکی تو گردن ماری ہی گئی

پھر کس منافق کی ماری جاتی علاوہ اسکے کس کافر کے جنازہ پہ نماز پڑھی گئی اور ان منافقوں کے جنازہ پر خود حضرت پیغمبر نے نماز پڑھی وہ قدر مرادر کافروں کی موافقت اور مصاحبت و مخالطت بوجہ نجاست جائز نہ تھی اور کفار دخول مسجد الحرام سے ممنوع تھے اور یہ منافق مسلمانوں سے ایسے ملے جلے رہتے تھے کہ سب وہیں کبھی قصائی نجاست کرتے عمر اور ابوبکر سے منافقوں کو اپنا خلیفہ بناتے تھے ہر چند مومنین مبغض علی بن ابیطالب انکے نفاق کو پہچانتے تھے وکنا نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب و قد مرسبق اسی طرح کفار مشرکین سے نکاح جائز نہ تھا اور بقول تمہارے عمر ایسے منافق ناصبی خارجی طیب الولادہ سے شیعوں کے نزدیک نکاح بخوشی خاطر جائز نہ تھا مگر بجبر و اکراہ جائز تھا جیسا کہ مضمون عبارت جناب سید مرتضیٰ کا صفحہ (۱۳۲) سطر (۲۸) مین خود مخاطب نے ذکر کیا **قولہ** حضرت عمر کو مظہر اسلام کہکر اس نکاح کا جواز ثابت کیا ہی **اقول** کیا حضور کو حضرت عمر کے مظہر اسلام ہونے مین کچھ شک ہی تو ہم اوسکو مسلمانوں کی خلیفہ بنانے سے ثابت کرتے ہین اور اگر شک نہین ہی تو باتفاق ہماری اور تمہاری وہ ظاہر مین مظہر الاسلام تھی اور جو ایسا ہو نکاح اوس سی شریعت محمدی مین جائز اور اگر کسی وجہ دگر سے ناجائز بھی ہو تو حالت جبر و اکراہ مین تو اوسکی جواز مین کچھ شک نہین ہم بنا بر اصول مذہب شیعہ اور ہم بنا بر فتوای (ابو حنیفہ) جواز نکاح مکرہ علی الطلاق مین کما مر **قولہ** فریب ذراسی بات مین کھلا جاتا ہے **اقول** بہت گو نہ کھاؤ کہ ہیضہ ہو جائیگا جہان فریب ہی نہین ہی تو وہان نہ ذراسی بات مین کھلیگا نہ بڑی سی بات مین لیکن تمہارا فریب دیکھو ہم ذراسی بات مین کھولے دیتے ہین **قولہ** اوسکا فتوی لکھدین **اقول** ابھی لکھی دیتے ہین تمہاری ہی زبان سے جیسے ملین میان کی جوتی میان کا سر ہو **قولہ** جواب مین صرف لا یا نعم فرمادین **اقول** اگر تم نے مکر و فریب و کیادی و دغا بازی بعض شقوں کو چھوڑ دیا ہو تو کیونکر لا یا نعم فرمادین بلکہ باعتبار بعض شقوں کے لا و باعتبار بعض کے نعم ہوگا **قولہ** پہلا یہ کہ ایک منافق جسنے خدا کے کتاب مین تحریف کی الی قولہ جائز ہی یا نہین **اقول** جواب فورا بغور و فکر حاضر ہے مگر حضور نے بیان مسئلہ مین ایک شق چھوڑ دی اس لئی بقدر اوسکی بیانکی تعویق ہوتی ہی بیان شق یہ ہی کہ حضور نے جس منافق شقی ازلی اول ہل جہود و کنود ثانی فرعون مردود و ثالث شداد و نمرود کے یہ اوصاف کفری و نفاقی بیان فرمائی وہ مومنہ عارفہ سے نکاح کرنا بجبر و قہر و ظلم و ستم چاہتا ہے یا بخوشی خاطر اور وقت فقدان شرائط جہاد یا وقت موجودگی شرائط جہاد پس شقین اولین

یعنے جبر وقہر یا عدم شر اُسکا جہاں ہین نکاح جائز جائز اور شقین آخرین ہین یعنی بخوشی خاطر وموجودگی شر اُسکا جہان
حرام حرام حرام باتفاق من العلماء الاعلام علی رغم اناف اللیام کیون حضرت اتنو ذراسی بات ہین آپکا فریب
کھلگیا کہ آپنی بلا تعرض شقوق ایک ہی جواب بلا یا نعم ہا نگاتمکو عمر صاحب کے قسم کھوا ہو بکر کے قسم تمکو اپنی گدو کے
سر کے قسم تمکو اپنے اوس بوڑہے بنبار کی قسم جسکی ارشاد ہمارا ارشاد ہی تم گردن مروڑی رعنیان کہاتے ہو
برانڈ یان اوڑاتے ہو سچ سچ کہو کہ ہمنے فریب کیا کہ تمنے خدا اوسکا منہہ دنیا وآخرت مین کالا کرے اور
اوسپر برق قہر خدا گرے جسنے بیچارہ شیعونکو گھر بیٹھے ایسے ایسے مکروفریبون سے ستایا الٰہی آمین آمین
یارب العالمین بحق محمد وآلہ الطاہرین باقی رہا یہ امر کہ ہمنے کہا تہا کہ ہم تمہاری ہی تحریر سے تمہاری استفتون کا جواب
دینگے پس بہت دور جانیکی ضرورت نہین ہی اسی صفحہ کے بعد یعنے صفحہ (۱۴۷) سطر (۱۹) مین دیکھا جائے کہ
تمنے لکہا ہے اگر نکاح بجبر واکراہ ہوا تہا تو فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تہا اور ایسا نکاح کر دینا شرعاً جائز تہا
انتہی جب خود ہی آپ جواب جانتے تہے تو استفتا کرنیکی کیا ضرورت تہی جز اظہار حماقت **قولہ** دوسرا مسئلہ الی قولہ
گنہگار ہوا یا نہین **اقول** جواب اس مسئلہ کا باعتبار شقین مسئلہ دالہ کے ظاہر ہے یعنے جہان نکاح جائز تہا وہان
گنہگار نہین اور جہان ناجائز تہا وہان گناہگار ہوگا **قولہ** نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے جائز ہے یا نہین **اقول**
بخوشی خاطر نہین جائز اور درصورت اضطرار واکراہ جائز ہے لقولہ تعالیٰ فمن اضطر وبقولہ الا من اکرہ جیسا کلام
جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ مین ہی کہ فرق ہی نکاح اضطراری واختیاری مین لیکن جن لوگونکو افعال اختیاریہ واضطراریہ
عباد مین اشعار بفرق نہین ہی مثل اشعریہ لاشعوریہ کے جنکا مذہب بتصریح صاحب مسلم الثبوت کفو جبر ہے
وہ اس بات کے سمجھنے مین مجبور ہین یہ لطیفہ مشہور ہے اور بعض کتب مین مسطور ہے کہ بعض ظرفائی شیعہ نے
ایک اُلاغ سوار علمائی نامدار اہلسنت سے کہ مجبوریت عباد پر مصر تہا کہا کہ مین دیکہتا ہون کہ حضور کا گدہا حضور
سے عاقل تر ہے عالم صاحب نے فرمایا کہ کیونکر کہا اسلیئے کہ گدہے کو چہوٹی نالی پہندا دو تو بے تکلف پہاند جاتا
اور بڑی نالی پہندوانے کے لیئے اگر بار ودہی بہی بہی تو نہین پہاندتا ہی اس سے سمجہا گیا کہ وہ فرق کرتا ہے درمیان
فعل اختیاری اور غیر اختیاری کے اور تم کل فعلونکو یکسان جانتے ہو اور ہر فعل مین اپنی تئین مجبور سمجھتے ہو اسلیئے
ہمنے کہا کہ تم اپنی گدہے سے بہی زیادہ گدہے ہو جب عالم صاحب نے اپنی تئین جواب مین موافق اپنی مذہب کے مجبور پایا

تو اپنے گدھے کو آگے بڑھایا بالفعل حضرت مخاطب کے تینوں استفتوں کے جواب چھوٹے موٹے ہمنے دیئے اگر اس سے تسکین نہوگی تو بڑے بڑے بھی موجود ہین پیش کیے جاسینگے اب ہم امیدوار ہین کہ کوئی استفتا ہمارا بھی سنکر اپنی قبلہ گونین کعبہ دارین دیجی صاحب مدظلہ العالی سے اسکا جواب باصواب فقط بلا ونعم لکھوا دیجیے عبارت استفتا چہ میفرمایند فضلاے سنیہ وعلماے حنفیہ ومفتیان دین عمری وقاضیان آئین ابوبکری کہ ایک بڑے خبیث شصت سالے نے ایک چار پانچ برس کی لڑکی سے بجبر واکراہ نکاح کیا اور بعد تین برس کے مرگیا آیا جایز ہے کہ اس لڑکی سے اسی سات آٹھ برس کے سن مین ایک لڑکا زید بن عمر خطاب نامی بلکہ ایک لڑکی بھی رقیہ نامی پیدا ہوسکتی ہے یا نہین بینوا توجروا اس استفتے مین کئی فائدہ ہین ایک یہ کہ یہ سن احادیث صحیحہ اہل سنت مین مذکور ہی کما مر پس مخطوبہ ومنکوحہ عمر باعتبار اس سن کے بنت فاطمہ نہین دوسرے یہین لحاظ وہ ام کلثوم بنت ابوبکر ہے جو بعد مرنے ابوبکر کے پیدا ہوے دہنہا ایضا قدمر تیسرے زید بن عمر نہ بیٹا بنت فاطمہ کا ہے جس سے عمر سے کوئی واسطہ نہین نہ بیٹا ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہوسکتا ہے بجہت صغر سن کے بلکہ وہ بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا ہے جو عہد معاویہ مین مرے اور امام حسین علیہ السلام نے اوسپر نماز پڑھی اور ام کلثوم بنت فاطمہ معرکۂ کربلا مین تھین وقد مر ذالک کلہ میری خیال مین آیا تھا کہ دس پانچ استفتے مین بھی لکھڈالون پھر دلمین گذرا کہ ایک لغو وبیہودہ شغل تراز خامہ زدہ سر اسکے لیئے اوقات عزیز کو کون ضایع کرے یہی ایک استفتا کافی ہی بس جو جو جواب اسکا حضرات علماے اہلسنت بجماعت یا بانفرادی لکھدین وہی تمام اس بحث کے طے کرنیکے لیئے کافی و وافی وشافی ہے پھر نہ کسی طرح توجیہ کے اوسکے اثبات مین حاجت نہ کسی عذر و اسقاط و تصحیف وتحریف وتاویل کے عبارت علما مین ضرورت ایک دوحرفی فتوی پر مدار اس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ہے لیکن حضرات اہلسنت بنظر کمال عنایت وشفقت اس سوال کا جواب اپنی بیان رنگین و دست نازنین سے لکھدو اور اس جھگڑے وقصہ ناز و ادا کو مٹیو اور بے پردہ وبیحجاب وبے مقنع وبے نقاب ہمارے آغوش مین آبیٹھو شعر اوا سے دکھلو جاتا ہے کلا دلکا ہو بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلا دلکا مخاطب کے استفتون کا جواب تو ہمنے لکھدیا اب وہ بھی ہمارے استفتے کا جواب لکھدین تو پھر سب جھگڑے وقضیئے طے ہوں اور ہم اور وہ باہم گلے ملین

قال المخاطب العقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعد اسکے علامہ کشمیری بجواب تحفہ کے فرماتے ہین استبعاد ذکر فرج مستور الاسم والمسمی بر زبان اکابر در کمال استعجاب
است و ورود واقع شد از خطا نیست کہ ہیچ قرینہ نماید چہ در کلام الہی کہ چند جا ذکر این عضو مستور الاسم والمسمی جاری شدہ
و حضرت عائشہ صدیقہ در مجالس و محافل نام عضو مخصوص حضرت سرور عالم علیہ السلام کہ مستور الاسم است بر زبان
می آوردند الخ اس تقریر سے مطلب علامہ کشمیری کا یہ ہے کہ شاہ صاحب کا یہ فرمانا کہ لفظ فرج کا زبان پر امام
کے آنا خلاف شان بزرگی کی ہی موجب تعجب ہے اسلیئے کہ خدا کے کلام مین یہ لفظ مذکور ہوا ہے حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالے عنہا نے عضو مستور الاسم کا نام لیا ہے تو پھر امام نے اگر لیا تو کیا گناہ کیا فقط جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ فہمی اور نادانی حضرت علامہ کی ہی اسلیئے کہ آیات اور احادیث مین اگر نام اس عضو کا ہے تو مسایل شرعیہ کے
بیان مین یا ستائش مومنین کے مقام پر ہے نہ کہ ایسے موقع و محل پر جو محل نزاع ہے اور مسایل شرعیہ کے
بیان مین ایسے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی ہان اگر شاہ صاحب ان احادیث
و اخبار امامیہ پر طعن کرتے جنمین اسطرح تاسف مستہجن کے اس عضو کا نام لیا گیا ہی تو یہ معارضہ بالمثل صحیح
ہوتا حالانکہ صد ہا احادیث امامیہ مین ائمہ کرام کی زبان سے اس عضو کا نام مذکور ہے اور شاہ صاحب نے کسی پر
کچھ اعتراض نہین کیا اور اس محل خاص پر جو اعتراض کیا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اراذل عوام کو بھی اسقدر غیرت
اور حیا ہوتی ہی کہ اگر کوئی اونکے جورو یا بیٹی کو لیجاوے تو وہ ایسا لفظ زبان پر نہین لاتے اور اپنی جورو یا
بیٹی کی نسبت شرمگاہ کے غصب کر لینے کا لفظ زبان پر نہین لاتے تو کیونکر ممکن ہے کہ جناب امام نے ایسا
لفظ زبان سے نکالا ہو بلکہ اگر فی الواقع یہ نکاح بہ اکراہ ہوا تھا تو امام کو مناسب تھا کہ وہ سایل کے جواب مین
فرما دیتے کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا اور بوجہ تقیہ اسلام استمساک بہ شریعت ہونیکے شرعا ایسا نکاح
کر دینا جایز تھا نہ کہ اس عبارت و الفاظ کہ جسکو ذکر ایسا کریہ لفظ جسکے ہزار معنے بنائی جاوین مگر سمجھنیوالے
اور ہی کچھ سمجھتے ہین زبان پر لاتے اور اس تقریر کا جواب خدا کے کلام مین اس لفظ کے ہونے یا حضرت
عائشہ کے بنظر ضرورت مسئلہ شرعی کے اس لفظ کو زبان پر لانے سے نہین ہوتا این ہا من ذلک

[illegible] علیہ السلام

جناب شاہ صاحب نے بہ نسبت ذکر لفظ فرج کے فرمایا کہ ذکر اس عضو مستور الاسم والمسمی کا اراذل اور اوباش بھی نہین کرتے یعنے ایسا لفظ کر یہ امام کے زبان سے کیونکر نکلسکتا ہے جناب علامہ صاحب ترجمہ فرماتے ہین کہ اولاً لفظ فرج کو اسم عضو مخصوص زنان ٹھرانا اور اوسکو مستور الاسم والمسمی کہنا نہایت جھک مارنا اور گوہ کھانا ہی اور ثانیاً اس لفظ کو ایسا مستکرہ اور مستہجن سمجھنا کہ اراذل کی زبان پر نہ آوے یہ وہ ژاژخائی اور بیہودہ سرائی ہے کہ دنیا مین کسی گدھے سے گدھے نے بھی نہ کی ہوگی توجیہ و توضیح اول یہ ہے کہ مہجوریت و مستوریت کسی لفظ کے محاورات مین ایک لسان کے مستلزم اسکی نہین کہ محاورات لسان دیگر مین بھی وہ لفظ مہجور و مستور ہو جیسے جو لفظ مرادف حنظل ہی زبان عرب مین دایر و سایر ہے اور زبان اہل ہند پر نہایت قبیح اور مستکرہ ہی پس اسیطرح ذکر لفظ ذکر و فرج اگر محاورات ہند مین قبیح ہو تو اسکو لازم نہین ہی کہ محاورات عرب مین بھی قبیح ہو اور قیاس ایک محاورہ کا دوسرے محاورہ پر کمال حماقت ہے اور اسمین شک نہین کہ ہر زبان مین اسم خاص مقام مخصوص بول و براز زن و مرد کہ جز بر زبان اوباش و اراذل کے جاری نہین ہوتا البتہ زبان اکابر پر مستکرہ و مستہجن ہے کہ اہل تہذیب اوس سے احتراز لازم جانتے ہین یہانتک کہ بعض ائمہ علیہم السلام نے تحیت حمام مین طلب استمہا کا کہنا بعض حضار کا مستکرہ جانا اس لیے کہ مشتمل ہے اوپر لفظ است کے کہ خاص اسم موضع براز کا ہے لیکن اگر ضرورت ان مقامات کے ذکر کی ہوتی ہی تو ساتھ ایسے الفاظ کے ذکر کرتے ہین جو باشارہ و کنایہ دلالت اوپر مقامات مخصوصہ کے کرین اور یہ نہایت تہذیب اور مقتضائی فصاحت و بلاغت ہے کہ استعمال الفاظ مستکرہ صریحہ سے پرہیز رہے اور بیان مطلوب بکنایہ ہو پس تعبیر کرتے ہین بلفظ قبل و دُبر مقام بول و براز سے کہ در حقیقت بمعنی پیش و پس ہے کما فی قولہ فہو ان کان قمیصہ قد من قبل و قد من دبر اور اسیطرح لفظ ذکر کہ بمعنی مذکر ہے کما فی قولہ تعالی و ما خلق الذکر و الانثی پس اسیطرح لفظ فرج حقیقۃً بمعنے وسعت و کشایش و رخنہ و سوراخ و شگاف و مابین ہر دو پا کی ہی اور باعتبار ایک کے انہین معنون سے کنایہ اور اشارہ طرف عورتین مرد و زن کے کیا جاتا ہے کما فی المجمع قال الفراء کل شق فہو فرج [illegible] انشقت [illegible] وقال [illegible] فتق [illegible] بمعنی الشق

والفرج من الانسان قبله ودبره لانّ کلّ واحد منہا منفرج یعنے فرج آدمی قبل ودُبر اوسکے ہین اس لیئے کہ ہر ایک ان مین سے صاحب انفراج ہے وفے النہایۃ الفروج جمع فرج وہو ماہین الرجلین یقال للفرس ملاء فرجہ وفروجہ اذا عدا واسرع وبہ سمّی فرج الرجل والمرءۃ لانّہما مابین الرجلین یعنے فرج کے معنے مابین الرجلین کے ہین یعنے میان دو پا اور چونکہ عورتین مرد وزن مابین الرجلین ہے اسی وجہ سے اوسکو فرج کہتے ہین پس لفظ فرج اسم ہی عورتین مرد وزن سے جیساکہ جناب باری نے بہ نسبت مردون کے فرمایا ہے اور بہ نسبت زنان بھی فرمایا ہے ویحفظوا فروجہم ویحفظن فروجہنّ اور صاحب صراح وقاموس نے معانی فرج مین عورت لکھا ہے اور عورت مین قبل مرد وزن اور دبر مرد وزن دونو داخل ہین پس بنا بر اسکے فرج اسم خاص ایک عضو مخصوص زنان کہنا اوحماقت دنیا ہے اور حماقت در حماقت اوسکی صفت کا مستورالاسم والمستہے کہنا ہے اگر مستور الاسم مطلقًا تہا تو خدا ورسول نے کیون مذکور اور کاتبین قرآن وحدیث نے کیون مسطور کیا اور اگر بنا بر آپکی رائے اور آپکے مولانا صاحب کی رائے کے لفظ فرج بعض مقامات مین مستور اور غیر مذکور ہونا ضرور ہے تو دنیا کے کل الفاظ بعض مقامات بیجا خلاف فصاحت وبلاغت ہوتے ہین مذکور نہین ہو سکتے بلکہ زبان فصحا وبلغا سے بیجا مستور ہوتے ہین پس چاہیے کہ ہر لفظ کو مستور الاسم کہا جاوے اور اگر یہ اسم مستور ہی تہا تو شاہ صاحب کو لازم تہا کہ اپنے کتاب کے سطرون مین بھی مسطور نہ فرماتے اور اسی کتاب تحفہ اثناعشریہ کے ایک مقام خاص مین تشریح فرج تفریح خاطر شائقین کے لیے بہ کمال توضیح وتصریح تحریر نکرتے اور اپنے ذات بابرکات کو اس بیان وقاحت بنیان سے اراذل مین مذکور نہ کرواتے اور اپنے شان رفیع المکان مین رذالت کا بٹانہ لگواتے اور اپنے کتاب کو نہ چھپواتے بلکہ مردان باتہذیب سے اپنی تحریر کو چہپاتے الغرض لفظ فرج کو مستور الاسم والمستہے سلامت کہنا کمال دانشمندی شاہ صاحب کی ہے اور توضیح مرزا یعنے یہ لفظ ایسا ستکرہ مستہجن ہے کہ زبان اراذل اوباش پر بھی بہت کم آتا اصطلاح بڑہا

اسکی رد مین صاحب تحفہ اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہین کہ جب یہ لفظ خدا و رسول کے زبان پر قرآن وحدیث مین
آیا ہے تو معاذ اللہ خدا و رسول کو بدتر از اراذل و اوباش سمجھنا کمال درجہ کی بے ایمانی اور بیدینی ہی
حضرت منتہی المطلب والاجتناب اسکے جواب مین ابتدا ارشاد فرماتی ہین کہ یہ لفظ مستکرہ مقام مدح مین اور بیان
مسایل مین مستعمل ہی اور سوا ان دو مقامو کے استعمال اسکا جائز نہین پہر آخر کلام سے یہ تصریح ہی کہ یہ لفظ
فی نفسہ مستکرہ نہین بلکہ بسبب عرف ہونیکے لفظ غصب سی مستکرہ ہوگیا ہے جواب اول کا یہ ہے کہ کیا
کسیکے مدح سی اور بیان مسایل سے بلفظ غیر مستکرہ خدا و رسول عاجز تھے جو مجبور ہوکر مدح بلفظ مستکرہ اور
بیان مسئلہ بلفظ مستکرہ فرمایا کیا دنیا مین بلفظ مرغوب اہل تہذیب مداحی اور بیان مسئلہ ممکن نتھا جو ان
لفظون سے کہ زبان اراذل اور اوباش ہماری نہین ہوتین اپنے مقصود کو ادا کیا اور جب مدار استکراہ
عدم استعمال اراذل و اوباش پر ہے تو اب دیکھنا چاہیے کہ کوئی رذیل یا اوباش کبھی باخودہا کی اچھی گفتگو مین
یا مسایل کے سکہنے سکہانی مین ان الفاظ کو استعمال کرتے ہین ہرگز نہین اسی طرح کبھی مقام مدح مین نسبت اپنی
اکابر یا اصاغر بلکہ اغیار کے بھی استعمال نہین کرتے حالانکہ کلام خدا اور رسول مین بلا کسی ضرورت داعیہ کے
اور بلا کسی ضرورت شرعیہ کے استعمال ان الفاظ کا موجود ہے جسطرح حضرت مریم کے بارہ مین
قرآن مجید مین ہے والتی احصنت فرجہا اسی طرح صدہا احادیث و روایات ہین جن مین جناب رسولخدا نے
اصاغر و اکابر کے نسبت ان الفاظ کا استعمال کیا ہے جو بالکل خلاف طریقہ مروجہ ہندوستان ہے کہ اعاظم
بھی اسکو نکر نہین جس سے بالبداہتہ معلوم ہوا کہ اصل استعمال مین ان الفاظ کے کوئی قباحت نہین ہے خواہ تعلیم
مسایل شرعیہ مین ہو یا مدح مین یا بیان واقعات مین پس جو شخص ایک محاورہ کو دوسرے
محاورہ پر قیاس کرے اور اپنے قیاس کے بنیاد پہ معترض ہو اوسکے حمق مین کسیکو شک
نہین ہوسکتا اور اس لفظ کے حکم کلی کراہت سے فقط دو مقامون کے مستثنی ہونیکی کوئی وجہ وجیہ
بیان کرنا لازم ہے ورنہ جز حماقت مدعی کوئی وجہ وجیہ نہین ہے جواب ثانی کا یہ ہے کہ اگر یہ لفظ
فی نفسہ مستکرہ نہین ہے مگر ملانے سے ایک لفظ کریہ کے یعنی لفظ غصب سے مستہجن
ہوگئے پہلے تو کراہت لفظ غصب کی ہوتی بعد اسکے کراہت مجروح معہ کا دعوی کرتے حالانکہ یہتیر ہے ہمنے

ثابت ہو گیا کہ غصب یعنی اخذ بالظلم والجبر والاکراہ مع النکاح مین کوئی استہجان اور استکراہ نہین ہے بلکہ اگر ہے تو غصب
بالسفاح مین یعنی زنا بالجبر مین ہے اور کوئی سنی و شیعہ بعد النکاح اسکا قایل نہین بلکہ حضرت ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح
وہ چیز ہے کہ جس سے ماں بہن سے بھی حکم زنا نہین رہتا اور نہ حد زنا ساقط ہوتی ہے مع النکاح زنا بالجبر بالتبر الجبر کا
قایل ہونا جسکا کوئی فریقین سے قایل نہین ہے علامت بغض علی و طیب لادت قایل ہے کما مر فی تحقیق لفظ الغصب
فتذکر **قولہ** نا فہمی و نادانی حضرت علامہ کی ہے **اقول** نا فہمی و نادانی شاہ جی کے چھپانے کے لیے ہوتی صاحب
نی اور تبعیت اونکے ہمارے مخاطب صاحب نے کہ وہ بھی شاہی کے کارگیر ہین شاہ جی تو مطلقا فرج کو مستور الاسم
و المسمی اور ذکر اوسکا ایسا مستکرہ و مستہجن فرماتے ہین کہ زبان ارازل پر بھی نہین آتا اور مولوی صاحب اور اونکے
چیلے کشف ستر مستور کو وقت مدح جایز اور وقت ذم ناجایز کہتے ہین اور کچھ وجہ اسکی بیان نہین فرماتے کہ جس چیز کا
اسم و مسمی ہمیشہ مستور ہے وقت مدح اوسکی ذکر مین کیون قباحت نہین **قولہ** اگر نام اس عضو کا ہے تو مسایل شرعیہ کے
بیان مین یا ستایش مومنین کے مقام پر ہے **اقول** اس عضو کے نام لینے کی ستایش مومنین و مومنات مین اور
بیان مسئلہ مین مخاطب صاحب اجازت دیتے ہین پس ایسی مقامون مین اگر کوئی شخص اس عضو کا نام لے تو مخاطب صاحب
یقین ہے کہ برا نہ مانینگے کہ خود اجازت دیتے ہین اور اونکی معتقدین مداحین کو بے تہذیب کہینگی کہ تعمیل حکم محکم
کرتی ہین مناسب مقام تھا کہ کچھ مدح اونکی بعض معتقدات کے التی احصنت فرجہا کی جاتی اور مسئلہ ترک تسمیہ فی بعض الاوقات
کہ جس سے بسبب شرکت شیطان انسان منقلب بشیطان ہوتا ہے بیان کیا جاتا مگر چونکہ نظر بمحاورات ہندوستان
بے تہذیبی ہے اس لیے اس سے درگزر کرنا مناسب معلوم ہوا مگر مختصرا خدمت مخاطب مین کچھ عرض کرنا ضرور ہے کہ
حق سبحانہ تعالی قران مین نسبت شیطان ارشاد فرماتا ہے وشارکہم فی الاموال والاولاد اور ایک حدیث کا حاصل
مضمون یہ ہے کہ جو شخص وقت ہمبستری بسم اللہ نہین کہتا تو بعض اوقات شیطان بھی شریک ہوجاتا ہے پس جو نطفہ
کہ بغیر بسم اللہ کہی ہوئے منعقد ہوتا ہے صورت ظاہری اوسکی مثل انسان کے ہوتی ہے اور باطن مین وہ سیرت
شیطان پر ہوتا ہے جیسے کہ حضرت مخاطب کی صورت ظاہری صورت انسان کی ہے لیکن وہ انسان مچھند
ر مسخ ہو کر بندر رہنا چاہتے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ کونوا قردۃ خاسئین یعنی ہو جاؤ بندر ذلیل و خوار حقیقت
یہی ہے کہ جاکٹ اور پتلون گورونکی ایسی خوش نما ہے اور جب کوئی کالا نیچری خیالات والا اوسکو پہن کر اوچھلنا کودنا

اوچکا مٹکنا شروع کرتا ہی تو لوگ یہی کہتی ہین سہ صورت تو ہے لنگور کی پر دُم کی کسر ہے) اور باطن حضرت مخاطب کا
بالکل سیرت شیطان کی ہے جب تو انہون نے خاندان سید الانس والجان کے نسبت یہ گستاخیان اور بے تہذیبیان
لعین اور تہمت اوسکی شیعون پر رکھی اگر حضرت مخاطب اس حقیر سراپا تقصیر کا قصور عفو فرماتین تو اپنے گمان کو جو حضور کے
بارہ مین ہی گو آپ کے نزدیک ٹہیک سواوی عرض کری کہ حضرت کی والدہ ماجدہ عفت پناہ کا کوئی قصور نہین مگر حضور
کے قبلگاہ ایک وقت خاص مین بسم اللہ بھول گئی فان کنت فی ریب من ذالک فاسئل اباک اور اوسیکا نتیجہ یہا بشکل بچہ
حاصل ہوا کہ آپ نے شیعون کو مفت بیٹھے ناحق ستایا مگر الحمد للہ کہ آپ ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچی کہ خدا نے مجکو آپ کی فرعونیت
کا موئی بنایا یہ وہی چہڑہ ہے جو آپکے فرق مبارک کے واسطے بہت دنون سی مین نی مہیا کیا تھا مگر چونکہ حضور کا
استمزاج نیا تا تہا اسلیئے وہ بالائی طاق رکہا تہا اب جسوقت بندگان والا سے اجازت ملی کہ ذکر فرج وغیرہ مقام
مدح اور بیان مسئلہ مین کچھ قباحت نہین رکھتا اور مستہجن نہین بلکہ مستحسن ہے تب اوسکو طاق پر سے اوتارا اور
آپکے سر مبارک سے گرد کو اوس سی جہاڑا اور شیعون کے دل کا غبار نکالا اور جب ہمنے باجازت سرکار والا تبار
یہ کام کیا تو ہمسے خفا ہونا نہایت بے انصافی ہی اور بخیال اسکی کہ شاید آپ اسکو برا سمجھکر مجھکو گالیان دین اس لیئے
مین نے کل دنیا بھر کی گالیون کا ایک مجموعہ بنا کر آپ کے ایک مقام مخصوص مین رکھدیا اب جو گالی آپ کے منہ سے
نکلیگی مین ویسی شل گوز تصور کر ونگا **قولہ** تو اوسکے بیان کا ایک سبب خاص ہی **اقول** اوس سبب خاص کا بالخصوص مدح و
ستایش مومنین و مومنات مین بیان فرمانا ضرور تہا اور خاص مقام مدح مین ذکر مستور الاسم والمسمی جائز ہونا اور مقام ذم
مین جائز نہونا خلاف حدیث صریح ہے جسکو صاحب نہایہ نے چار جگہ نقل کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ ورنحش از
نحش ذکر نظر ہے جو حضرت عباس نی حضرت عمر کے نسبت زبان پر جاری کیا کہ اعضضک اللہ بنظر ابیک کیون حضرت نظر تو
مستور الاسم والمسمی کی بیچ مین مستور رہے پس مقام ذم مین اس مستور سے المستور کا اسم کیون نہ مستور رہا اسکی وجہ
اسکا کوئی سبب خاص ارشاد ہو کہ جس سی مقام مدح و ذم مین فرق ہو جائے والا جز ژاژ خائی اور بیہودہ سرائی کی
کس امر پر محمول ہو **قولہ** اگر کوئی اوسکی جورو یا بیٹی کو لیجاوے **اقول** لیجاوے بہ نکاح یا بہ سفاح اگر مراد سفاح
ہے تو ہمقام پر جو لفظ سفاح زبان سے نکالی خدا اوسکی زبان کو بمقراض اضہائی آتشین قطع کرے اور جب کسی شیعہ
ذی شان نے ہمقام پر ذکر سفاح نہین کیا تو ذکر سفاح کر نیوالا اثبات نہ نفیا بیشک ولد السفاح ہے اور اگر مراد لیجانا نکاح

ظلم و جور ہے تو اوسکا زبان پر لانا درست ہے الا من ظلم میں ہی قال اللہ تعالی لا یحب اللہ الجہر بالسوء یعنے خدا دوست نہین
رکھتا آشکارا کرنا برائی کا پھر اوس سے استثنا فرمایا ہے مظلوم کے لیے اظہار ظلم ظالم بقولہ الا من ظلم یعنی مگر جسپر برائی
ہی وہ ظالم کے لیئے ہے پس مظلوم کے واسطے تعجب ہی آنحضرات سے کہ جبر و اکراہ کی تصحیح بھی کرین اور ظلم و جور ظالم
و جابر کا اظہار موجب عار و شناعت سمجھین پھر کیونکر ہم اسکو مانتے ہین کہ اس زمانہ کے اہل سنت کی بیٹیون کو اگر کوئی بدکار لیجاوے
تو اوسکو کبھی زبان پر نہ لاوینگے مگر متقدمین اہلسنت کی حالت اسکے خلاف واقع ہوئی ہے واقعہ حرہ میں اہلسنت کے صحابہ کبار کے
تین سو بیٹیونکا ازالہ بکارت لشکر یزید نے کیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی میں منقول ہے وافتض فیہا الف عذراء اور
تمام لشکر کے مباشرت سے بچا سے ہزار بیٹیو اسے اہل سنت پیدا ہوئی اور کتب معتبرہ علمای اہلسنت نے لکھا
ہی کہ قتل عام واقع ہوا اور زنا بالجبر دختران باکرہ کے ساتھ کیا گیا پس یہ دعوی جناب کا کہ اگر کوئی
کسیکی جورو بیٹی لیجاوے تو اوسکو زبان پر نہین لاتا نسبت متقدمین اہلسنت و صحابہ بالتحقیق غلط ٹھہرا ہاں اگر نسبت
اس زمانہ کے صحیح سمجھ لیا جاوے حالانکہ مورخین نے اوسکو بھی لکھدیا ہے اور جب ازواج انبیا کے نسبت یہ لکھدیا جاوے
کہ فلان بادشاہ نے زبردستی چھین لیا تو دوسرونکے جبر و اکراہ کے بیان مین کیا مضائقہ ہے اور جب آپکے علمای
خود تصریح تمام لکھا ہے کہ حضرت آدم نے دنیا سے انتقال نہ کیا جبتک اپنی بیٹیون مین زنا ہوتے نہ دیکھا تو شیعونکے
صرف اس بیان پر کہ اگر بفرض محال یہ عقد ہوا تو بجبر و اکراہ ہوا آپ کیون اعتراض کرتے ہین **قولہ** حالانکہ صد ہا اخبار
امامیہ مین ائمہ کرام کی زبان سے اس عضو کا نام مذکور ہے **اقول** جب صد ہا جگہ مذکور ہے تو مستور الاسم و مستحی
کہانسے ہوا اور جو اسم ارازل اور اوباش کے زبان پر نہین آتا وہ اکابر کے زبان پر کیونکر آیا جو صد ہا جگہ
موجود ہوا **قولہ** اسکا مطلب ہے **اقول** شاہ جی کی کسی لفظ کا اسپر دلالت نہین ہے وہ اپنی کہتی ہین کہ لفظ
فرج ایسا مستکرہ ہے کہ این لفظ را ارازل بزرگان بر زبان نمی آرند پھر فرماتے ہین علی الخصوص این
عضو مستور الاسم و مستحی از اقارب بلکہ بزرگان خود امریست کہ ارازل و اوباش نیز ازان احتراز نمایند
سبحان اللہ اس عبارت سے کہان نکلا کہ انضمام لفظ غصب کا اس لفظ کو قبیح کرتا ہے اور اوسکو مستور الاسم و مستحی
بناتا ہے بلکہ صاف صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ارازل و اوباش بھی بہ نسبت اپنی اقارب کے اس نام کو استعمال
نہین کرتے خواہ مقام غضب ہو یا مقام مدح یا مقام ذم مگر یہ محاورہ عرب بالکل اسکے خلاف ہے جیسا کہ سابق مذکور ہوا

فارج الیہ **قولہ** شرمگاہ کے غصب کر لینے کا **اقول** شرمگاہ شرمگاہ معلوم نہین کس سبب شرم اور حیا اور
غیرت فی نگاہ و بیگاہ بہر شام و پگاہ ترجمہ فرج شرمگاہ کیا ہے حالانکہ محاورہ قرآن و حدیث اور لغت سے یہ ہی
ثابت کیا کہ یہ لفظ اسم خاص کسی مقام خاص کا نہین ہی بلکہ کنایہ ہے اور اشارہ ہے پیش و پس مرد و زن سے اور
رئیس الفقہا امام کوفی نے تصریح کی ہی کہ شرمگاہ سے مراد ناف تا الیتین و رکبین و رکبتین داخل ہین **قولہ** اگر فی الواقع نکاح
بجبر یا اکراہ ہوا تھا الی قولہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا **اقول** فی الواقع تو یہ نکاح ہی نہین ہوا تھا جیسا کہ شیعہ اسکے
بحث مین ہمنے بدلائل تحقیقی و الزامی ثابت کیا مگر بفرض و تسلیم جبر و اکراہ جسکے تمہارے علما تصحیح کرتی ہین اور
متفق علیہ تمہارے محدثین کا ہی ہم کہتی ہین کہ بضرورت یہ نکاح ہوا تھا اور شرعا ایسا نکاح کر دینا جائز تھا پس
اگر کسی نے نکاح بجبر و اکراہ کو تعبیر بنکاح ظلم و جور کیا کہ یہی معنی غصب کے ہین یعنی اخذ الشی ظلماً و جوراً تو کیا قباحت
اسمین ہوئی **قولہ** ایسا لفظ کہ جسکے ہزار معنے بنائے جاوین **اقول** کراہت لفظ کی کوئی وجہ اب تک
ارشاد نہوئی فقط دعوا ہے دعوا رہا اور ہزار معنی کہاں سے آئے معنی تو وہی ایک معنی جو کتب لغت مین موجود
ہین لکھی یون آپ ہزار جھوٹ بولین تو آپ کے جھوٹ بولنے سے کیا ہوتا ہے سمجھنے والے خوب سمجھ لیتے ہین کہ کون
جھوٹا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** گو سمجھنے والے اور ہی کچھ سمجھتے ہین **اقول** سمجھ ایک ایسی چیز ہے کہ ہر شخص کو
اپنی سمجھ کے نسبت اختیار حاصل ہی جس شخص کی عظمت و وقعت ذہن مین ثابت ہو اوسکی نسبت ہزار کنایہ کیجے جاوین
گر معتقدین اوسکی خلاف اوب کبھی نہین سمجھتے اور اوسکی ہر بات کو اوسی عظمت و وقعت پر حمل کرتے ہین چنانچہ وہ
ابوبکر نے ازواج نبی کے بارے مین کہا اگر کتے تانک پکڑ کر بیٹھ جاوین تب بھی ہم روا رکھین گے اسکو سی یا زانیہ کہا
اس سے کسی نے یہ مطلب نہین نکالا کہ خود بدولت کی دختر جمیرا کی پردہ دری ہوتی ہی حضرت عباس نے
عمر کو اعضک اللہ بظر امک کہا مگر کسی کے خیال مین یہ نہین آیا کیا نتیجے اس سے پیدا ہونگے لیکن چونکہ
ان لوگونکی وقعت سنیونکے ذہن مین راسخ ہی اسوجہ سے ان تصریحات صریحہ سے بھی کوئی معنی مذموم
اونکے دل مین نہین آتے مگر چونکہ حضرات اہل بیت طاہرین سے انکو عداوت قلبی ہے
اسوجہ سے ایسے ایسے الفاظ سے جنمین کوئی رکاکت ہے نہ قباحت اپنی عداوت نامی کو
یون صرف کرتے ہین کہ پیچھے مشتعل طبیعتی کس سے انکا علاج ممکن ہے

قال المخاطب المعتصم هداه الله سبل السلام

تیسرا قول بعض علمائے شیعہ نے یہ خیال کرکے کہ نکاح کے ہونے سے انکار کرنا اپنی احادیث و اخبار کی کتابوں کے خلاف ہے کچھ سمجھا ہی اور روایت اول فرج غصبت منا کہ جو خاص کلینی نے کافی میں امام صادق علیہ السلام کی حدیث کرکے لکھی ہے غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے اور اوسکو بغیر توجیہ و تاویل کے تسلیم کرنا عقل و ایمان اور عزت سے ہاتھ اوٹھانا ہے اسلیے کہ اوسکے معنے بنانے اور الفاظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف پھیرنے پر آمادہ ہوئے جب اوسکو بھی بے سود دیکھا اور اوس سے بھی کچھ مطلب حاصل نہوا تب دوسری طرح کی تاویلات دور از کار کی جانب توجہ فرمائی اور صبر اور وصیت اور تقیہ سے پناہ لی چنانچہ ہم ہر ایک تاویل کو تفصیل بیان کرتے ہیں پہلی تاویل صبر بعض علمائے شیعہ نے فرمایا ہے کہ جو معاملہ جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسے معاملے پیش آئے ہیں اور اونہوں نے صبر فرمایا ہے اور اسی سے اونکی درجات خدا کے یہاں بڑھائی ہیں جیسا کہ حضرت لوط پر بھی ایسا ہی واقعہ گذرا ہے چنانچہ حضرت لوط کے پاس جب فرشتے آدمی کی صورت ہوکر آئے اور اونکو کچھ شبہ ہوا تو اونہوں نے اپنی بیٹیاں اونکے سامنے کردیں اور کہا کہ یا قوم هولاء بناتی هن اطهر لکم کہ یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں تمہارے واسطے اور یہ اچھے ہیں تمہارے لیے اور بلکہ صاف فرمایا کہ هولاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم کو کچھ کرنا ہے کر دو پس تعجب ہی کہ جب حضرت لوط پیغمبر خدا نے اپنی بیٹیاں سامنے کر دیں اور ایسا کلمہ فحش زبان سے کہا کہ اگر کرنا ہے تو یہ بیٹیاں حاضر ہیں اور اسکا ثبوت آیات قرآنی سے ہوتا ہے تو پھر سنیوں کا یہ اعتراض کہ حضرت امیر نے کیوں اپنی بیٹی عمر کو دے دی تھی سراسر بیجا ہے جو جواب ہے وہی حضرت لوط کے معاملہ کا دینگے وہی ہم مومنین کی طرف سے خیال کریں فقط چنانچہ قاضی نور اللہ شوشتری نے مصائب النواصب میں اور اور علمائے شیعہ نے اپنی کتابوں میں اسکو لکھا ہے اور علاوہ اسکے حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالیں دی ہیں چنانچہ ہم ان سب کو لکھکر اوسکا جواب دینگے بالفعل نسبت صبر جناب امیر کے جو کچھ حضرات نے فرمایا ہے اوسکو ہم ایک کتاب مسمی عماد الاسلام [illegible] جناب مجتہد صاحب کے سنہ (۱۲۶۷) ہجری میں مطبع جعفری [illegible] مطبع اثنا عشری

مین چھپی ہی نقل کرتی ہین گویا مؤلف نے اپنے تمام مجتہدین وعلما کے اقوال کا خلاصہ وہین لکھا ہے مسلمانون کو
چاہیے کہ اسکو غور سے دیکھین اور اس بیچارہ مؤلف کے اور اونکے مجتہدین وعلمائ کی حیا و شرم کی داد
دین اور اونکے حق مین احسنت و آفرین کہین وہو ہذہ بلفظہ تواب کالشمس فی وسط النہار ظاہر وہویدا ہے
کہ ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مظہر الاسلام اور مظہر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت وصلت
کا بھی مفید نہین صرف ظہور اجبار شیخ فانی تہا اور راذیت رسانی اور مضطر کرنا اور بظاہر ہتک پہونچانا نفس
رسول کو اور مظہر التمام محبت اور ثبوت غلبۂ غالب کل غالب تہا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاہرہ
یعنے وقوع اتصال ومواصلت جو کہ ظاہر مین غایت مناکحت ہے بموجب اقرار شیخ فانی اور بہم سبب
صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تہا اور باعتبار ظاہر کے بھی اور باعتبار باطن کے از روئے
علم باطنی کے بھی حضرت مولے پر ہویدا تہا اور مظہر الاسلام بظاہر مقر رسالت وشرائع رسول انام سے
قطع نظر اسکے بھی مناکحت ممنوع شرعی نہین تھی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص وعوام البتہ کمال ہتک حرمت
ولی خدا ظاہر کہ ایک شکستہ بیٹی ایسی صغیرہ کا باوصف دامادی اور ابن عمی رسول ولقب ہونے ساتھ نفس
رسول کے اور خیبر گیر اور غالب کل غالب ہونیکی اور مخاطب بہ لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار ہونیکی
ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود پیشی اسقدر اعتلال وتکرار کے ایسے سید عرب وعجم امیر المؤمنین کہ
اس لقب کے خود صدیق وفاروق وصدیقہ نو صب تک گواہ ہین لوگونکی نظر مین ایک شیخ نو مسلم ظاہری
سے مغلوب دکھلائی دین اور مجبور کہلائین حتی کہ بیٹی حوالہ کردین کہ نفس سے کسی بشر کا ہرگز باوصف
ظہور علت اباحت شرعی کے بھی اس ہتک کو نہین گوارا کرسکتا سوائی انبیا واوصیاء کے کہ صبر ورضا انکے
حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطائی حضرت کبریا اونہین پر ختم ہے کہ باوصف عطائی قوت ومعجزہ صبر وتحمل
بھی ایسا ہی اونکو عطا ہے کہ یہ استعداد اور حوصلہ کسی اور بشر کو نہین حاصل کہ نفس پر اتنا غالب ہوسکے کہ اتنا
مرتبہ اور غایت کمال ہے غالب کل غالب ہونیکا اسے مسلمانو کہان ہوش بندہ مین مورہے ہو
ذرا اپنے تلوہوش مین آؤ اور دیکھو ان بیچارہ نادان مولف سیف صارم اور اوسکے پیران نابالغ یعنے
مجتہدین وعلماء کے عقل وحیا پر نوحہ کرو اونکے ایمان وانصاف کے جاتے رہنے پر مرثیہ پڑھو اونکی حال زار

پر رحم کرو دیکھو کہ کیسی عقل و حیا اونکی جاتی رہی ہے کہ عیب کو ہنر کر کے دکھلاتے ہیں اور پردہ میں محبت اہلبیت
کے اونکے شان میں کیا کچھ بکتے ہیں جسکے سننے سے بدن پر رعشہ اور جسپر خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ بیغیرتی کو شجاعت کہتے ہیں بیحیائی کو صبر سے تعبیر کرتے ہیں ای یارو کیسے دوست اہلبیت کے ہیں کہ
اونحضرات عالی درجات پر جنکی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی جنکی عصمت و عفت پر پاکی نے قسم کھائی اونکی نسبت
کیا کیا کہتے ہیں ایسی بیہودہ صبر کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کر لے اور بجبر و اکراہ نکاح ناجائز کرے
اور حضرات علیہم السلام بیٹھے بیٹھے دیکھا کریں اور سوائے سکوت کے زبان سے بھی کچھ نہ فرماویں
اور باوصف عطائی قوت معجزہ و کرامات کے صبر و تحمل کو کام فرماویں خدا کی قسم ہے کہ میں تعصب کو
دخل نہیں دیتا اپنے مذہب پر خیال نہیں کرتا بلکہ صرف عقل و حیا سے پوچھتا ہوں کہ جسکا نام حضرات شیعہ
نے صبر رکھا ہے اور جس حالت کو صبر و تحمل سے تعبیر فرمایا ہے حقیقت میں وہ صبر و تحمل ہی ہے یا اوسکی اور کچھ
حقیقت ہی میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ اونہوں نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا ہی اور
قلت محبت کے حیلہ سے اہلبیت اطہار کو ذلیل کیا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ یہ کیا خرافات ہے جو شیعہ
لکھتے ہیں بھلا کیا کوئی ادنی عامی آدمی کے گھر جاکر کوئی شخص گو وہ شجاعت میں بے نظیر اور قوت میں لاثانی اور
مال و دولت میں لاجواب ہو اوسکی بیٹی سے بجبر و اکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشہ دیکھے کہ وہ عامی
چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے معلوم نہیں کہ حضرات شیعہ نے امیر المومنین
یعسوب الدین صاحب ذو الفقار جد ائمہ اطہار کے عزت اور ہمت اور شجاعت کو ایک ادنی آدمی کے
برابر خیال نہیں کیا اور وقاحت کو نام صبر و تحمل کا قرار دیا ہے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ ایسی وقاحت
کی باتیں اونکی طرف منسوب کرتے جاتے ہیں اور ایسے الزام اونکو دیتے جاتے ہیں اور پھر بھی اونکو
غالب کل غالب علی بن ابی طالب امیر البررة قاتل الکفرة والفجرة سید الابرار مخاطب بہ لا فتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار کہتے جاتے ہیں نہ خدا سے شرماتے ہیں نہ رسول کا لحاظ کرتے ہیں یا حقیقت میں دین و ایمان کو
حضرات شیعہ نے بگاڑا اور شریعت محمدی کو اونہوں نے درہم و برہم کیا اور شیطان کا نام بدنام ہوا
پھر یا شیطان کے داد دینے کی سوجھی ہوگی جو ان حضرات کو سوجھی ہیں اہلبیت کا رتبہ نسبت

مشک افشانی آنان عاشقان بمصلحت را نہفتہ برآہوی چین بستہ اند

بقول المتمسک بعلائق علی ابن ابیطالب علیہ السلام

شیعیان جناب امیر فسوائی دو باتونکے اس مقام پر تیسری بات نہین کہی اولًا انکار اس نکاح سے بدلائل تحقیقی و الزامی کما مر ثانیًا اقرار اس نکاح کا بفرض و تسلیم روایات جبر و اکراہ جو مجمع علیہ محدثین اہلسنت ہین اور جواز اس نکاح جبری و قہری کا شیعون کے نزدیک تو بنا بر الضرورات تبیح المحظورات ہی اور محظورات اور محذورات پر صبر کرنا اور اوسکو جائز رکہنا اسی کا نام تقیہ ہے خواہ باجازت خدا ہو جیسا کہ فمن اضطر اور الا من اکرہ سے ثابت ہے خواہ بوصیت رسول ہو جیسا کہ حدیث مشکوۃ و صحیح مسلم سے گذرا کہ جناب رسول خدا نے حدیث ابی ذر اور حذیفہ مین فرمایا کہ امرا ظالم ہونگے صبر اونپر واجب ہے واسطے خواہ مخواہ اسکے ہے کہ اقوال القبیحین عقلًا و نقلًا حسن ہے کما مر کل الکلام اور جو منافقین تقیہ کو نفاق جانتے ہین وہ بھی جواز نکاح جبر و اکراہ کے قائل ہین جیسا کہ نقل قول ابو حنیفہ سے دربارہ جواز نکاح مکرہ علی الطلاق ہمنے ثابت کیا اور تمنے بھی اوسکی تصدیق کی پس توجیہات جواز نکاح فرضی سے ہر توجیہہ کو قول دیگر درباب نکاح ام کلثوم ٹہرانا داد حماقت دینا ہے بیان جزو قول کے یعنی ایک انکار اور دوسرا نکاح فرضی کا اقرار کوئی قول دیگر تو پایا ہے نہین گیا ہے تیسرا چوتہا قول کہانسے آیا اگر ایک دعوی کو کوئی بہت دلیلون سے ثابت کرے تو وہ دعوی ایک ہی دعوی کہلاتا ہے نہ بیس یہ آپکی حماقت تو سبب نافہمی کے تہی کہ توجیہات کو دعاوی چند قرار دیا اب علاوہ اوسکے کیا دغا و مکاری و خداعی و فریبکاری ہے جسے آپ لکہتی ہین کہ جب شیعون نے دیکھا کہ اس سے کچھ کام نہین نکلتا تو اسکو چھوڑا اور دوسری راہ لی حضرت سلامت ہمنے تو کوئی راہ نہین چھوڑی بلکہ سب راہین تمہاری بند کرتے چلے جاتے ہین اور کل تمہاری خوشامدی ور دیکھو تماشے مین بیان نہین پڑا غل مچایا ہی اور سارے مسلمانون کو فریاد ہی کے لیے بلایا ہے ذرا چہری کے نیچے دم لو دیکھو کیسا ہم تمہاری مشکل کو سہل و آسان کیئے دیتے ہین اور تمہارے عقدہ لاینحل کو کہولے دیتے ہین غرض تمہاری یہی ہی کہ شیعون نے بیحیائی اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکہا ہے خیر صاحب تحمل

صاحبان قوت وشجاعت اور ارباب معجزہ اور خرق عادت سے تو کمال بیجا ہی اور بیغیرتی ہی مین کہتا ہون کہ صبر وتحمل کا حکم تو صاحبان قوت وشجاعت اور صاحبان قدرت ہی کے لیئے مخصوص ہی کہ باوجود قدرت انتقام انتقام نہین لیتی اور منتقم حقیقی کے خوشنودی کے لیئے راضی برضا رہتی ہین اور جو شخص کہ ضعیف اور نامرد اور عاجز ہے تو وہ خواہی نخواہی مجبوری و ناچاری صبر ہی کریگا اور اگر نہ کریگا تو کیا کریگا اور اسی باعث سی چونکہ جناب ختمی مآب کل کمالات صوری ومعنوی مین اکمل اور قدرت مین کل معجزات انبیا پہ مکمل تھی حکم صبر وتحمل اونکو بمقامات عدیدہ کلام مجید مین ہوا جیسا کہ فاصبر علی ما یقولون و اصبر علی اذاہم و اصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل وغیر ذالک فرمایا گیا اور اوحضرت نے کیسی فتنون اور اہانتون اور اذیتون پر دست کفار و منافقین سی صبر کیا او جھوٹے سر پر خس وخاشاک تن اطہر پر گرواتا اور از سرتا پا خون مین نہانا گوارا رکھا دندان مبارک راہ خدا مین شہید کرائے مگر زبان مبارک سے اف نہ نکلا چاہتے تو ایک تف سے خرمن ہستی کل کفار دنیا کو جلا دیتے اور ایک اشارہ سے اوس انگشت معجز نما کے جس سے شق القمر ہوا کل منافقین دنیا کو دو ٹکڑی کرکے فنا کر دیتے مگر راہ خدا مین سب اذیتین اور ذلتین اوٹھالین یہانتک کہ یار غار سے مخصوصین نبی کہنہ مثال ہند بن ربیعہ کہا لین اور ناک اور آنکھین سب سجا لین مگر اوحضرت نے صبر وتحمل کو کام فرمایا خاموش رہے اور صدمے پر صدمے سہے اسلیئے کہ حکم خدا اوسوقت نہ سزائی کفار کا تہا نہ افنائی کفار کا تہا پس باوجود ہر طرح کی طاقت وقوت وقدرت کے راضی برضا رہے اور اگر کوئی کہی کہ شرفا ونجبا کے لیئے ہزار جوتے ابن ربیعہ کے راہ خدا مین کہا لینا اور سر کچہاڑ ڈالنا اور لرضاء اللہ صبر کرنا بہت سہل اور آسان ہی مگر بیٹی کی چہنوا دینے پر لرضاء اللہ کوئی پاجی سی بھی پاجی ہوگا وہ صبر نہین کرسکتا چہ جائی انیکہ شرفا اور نجبا سے صبر ہوسکے بلکہ کیسا ہی رذیل ہو اگر بسبب عاجزی اور بزدلی کے اوس سی کچہ نہو سکیگا تو اپنے پیٹ مین چہری مار کر مرجانا تو ہوسکیگا پھر اگر یہ بھی نہوگا تو دنیا مین اوس سی بیجا اور بیغیرت تر کون ہوگا چہری مار کر مرجانا اور بنا رضامندی خدا جہنم مین ابد الاباد جلنا سب قبول ہے مگر یہ ننگ وعار قبول نہین ہوسکتا ہی اور جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا جو معرکہ کربلا مین بار بار فرماتی تھی کہ الموت اولی من رکوب العار والعار اولی من دخول النار مصرع اولے تو شرفا اور ارازل سب کے حق مین صحیح ہی

لیکن مصرعہ ثانی اراذل کے حق مین بھی صحیح نہین ہی شرفا کے حق مین کیونکہ صحیح ہوگا پس مصرعہ ثانی محض غلط ہے اور
اہل سنت ایسی ہی مقام کے لیئے کہتے ہین کہ شیعون نی صبر و تحمل نام بیغیرتی اور بیحیائی کا رکھا ہے اور حضرت ابوبکر
کا ابن ربیعہ کی جوتیان کھاکر صبر و تحمل کرنا ہرگز بیغیرتی اور بیحیائی نہین ہی اس لیئی کہ سر کے گرد جھڑ جاتی ہی لیکن کوئی
ہتک ناموس نہین ہوتی ہی برخلاف اس مقام کے کہ البتہ بے آبروئی اور ہتک حرمت ہوئی کہ بیٹی چھینی گئی اسکی
جواب کے آپ طالب ہین تو بندہ کہتا ہے کہ اسکا جواب یہ ہے کہ کون بیحیا کہتا ہے کہ بیٹی چھینی گئی شیعہ تو یہ
کہتے ہین کہ بخوف فتنہ و فساد عظیم ایک بادشاہ ظالم و ناصب کے ظلم و جور سے اور عباس ع کے بہت سمجھانے
سی اپنی بیٹی کو ایک منافق ظاہر الاسلام سی بجبر و اکراہ بیاہ دیا جیسا کہ احادیث تذکرہ سبط ابن جوزی اور ذخائر العقبی
وغیرہ سے ہمنے بیشتر اس سی ثابت کیا مین بیاہ دینے کو اگرچہ بجبر و اکراہ ہو کوئی چھین لینا نہین کہتا ہے بلکہ
عوام نے کہا کہ بادشاہ وقت سی بیاہ دیا اور خواص نی کہا کہ منافق سے بجبر و اکراہ بیاہ دیا پھر اسمین ہتک
ناموس اور بیحیرمتی کیا ہوئی اور اگر خیال فاسد معترض مین یہ ہے کہ شیعونکے حدیث مین لفظ نکاح بغصب آیا ہی
تو ہم کہینگے کہ سنیونکے احادیث مین بھی نکاح بجبر و اکراہ آیا ہے اور غصب کے معنے بظلم و ستم لینے کے ہین
جیسا کہ ہمنے کتب لغت سے ثابت کیا ہے اور اخذ نکاح بظلم و ستم اور اخذ نکاح بجبر و اکراہ کے ایک ہی معنی
ہین پھر اپنی احادیث مین چھین لینا نہ کہنا اور ہماری حدیث مین چھین لینا کہنا اسکے کیا معنے حالانکہ بڑا فرق ہے
درمیان ہمارے اور تمھارے کہ تم اپنی احادیث کی تصحیح کرتے ہو اور ہم اپنے حدیث کی تصحیح نہین کرتے
بلکہ اوسکی تضعیف کرتے ہین علاوہ اسکے غصب بنکاح سے غصب بسفاح مراد لینا اور اوسکا ترجمہ
چھین لینا کرنا اور اوسکو مستلزم زنا سمجھنا کام کسی نطفہ ناپاک و نجس یا نطفہ شیطان رجس کا ہے جیسا کہ بحث لفظ
غصب مین مفصلاً گزرا فارجع ثم یہان پر مخاطب نے رذالت عمر اور شرافت جناب امیر ع کی تصویر اسطرح
کھینچی ہی جس سی عوام یہ سمجھین کہ عمر ایک ذلیل رذیل جولاہہ یا دھنیا یا قصائی یا خاکروب کے مانند تہا
اور جناب امیر ع مثل ایک بادشاہ جلیل القدر و الانسب عالی منزلت کے تھے اور اس پردہ مین یہ افسون
دکھایا ہے کہ شیعہ اسکے قائل ہین کہ ایک ذلیل رذیل نے جسکو عمر کہتے ہین جناب امیر ع سے جلیل القدر بادشاہ کی
بیٹی غصب کی مگر جو لوگ اہل خبر ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ عرب کا کیا دستور تھا نہ وہان کوئی شخص جولاہہ

سمجھا جاتا تھا نہ وصفنا صرف قبائل کی شجاعت وسخاوت وشرافت ونامودی کے ذریعہ سے اوسکی عظمت
تھی ور نہ ہین وصاف کی قلت سے رذالت تصور کیجاتی تھی اور بعد اسلام بذریعہ تقویٰ وصلاح وجہاد عظمت
حاصل ہوتی گئی غرض عمر کے نسبت ذلت وغیرہ کے خیالات جو شیعون کو ہین وہ اونکے اعمال وافعال سے ہین
نہ یہ کہ وہ مثل خاکروب کے ذلیل تھے پس اونکی خواستگاری اس عقد کے بارہ مین اسطور پر سمجھی جاتی ہی کہ جیسے
کوئی شخص اپنی خاندان مین عیب دار ہو اور بادشاہ وصاحب دولت ہوجاوے اور وہ اپنی رذالت چھپانے
اور شرافت ثابت کرنیکے لیئے کسی عالیجاہ خاندان کے ایک شخص معزز کو مکرر کہدی مجبور کرے کہ ہمسے وصلت
منظور کرو ورنہ ہم بہت بڑی زک دینگے پس جناب امیر نے ناچار ہو کر وہ رفتار اختیار کی کہ جو عقلا وشرفا
کا ایسے ہنگام مین دستور ہے کہ اولاً حتے الوسع اس امر مین کوشش کی کہ وصلت نہو جسوقت دیکھا کہ چارہ کار
مسدود ہی تو حالت اضطرار مین بخوف ایذا رسانی اشرار یہ جبر ناگوار کہ بدتر از زہر مار تھا گوارا کر لیا اور حفظ
ناموس شریعت بہرحال منظور نظر رکھا پس ہماری اس تقریر دلپذیر نے یہ نتیجہ دیا کہ آپکی تحریر سراپا تزویر ہر خبیر و
بصیر کے نظرون مین حقیر ہوگئی اور مظلومیت حیدر کرار غیر فرار بغرض خوشنودی منتقم حقیقی وخداوند قہار اور
ظالمیت شر الاشرار کالشمس فی رابعة النہار ہویدا او آشکار ہر بفرض وقوع نکاح بالاجبار پایہ ثبوت کو پہونچگئی
قولہ اپنی احادیث اور اخبار کی کتابون پر خط نسخ کھینچا ہی **اقول** اخبار ضعیفہ کے انکار سے ہرگز
خط نسخ نہین کھنچتا ہے بلکہ احادیث صحیحہ کے انکار سے خط نسخ کھنچتا ہے جیسے احادیث صحیحین مثل حدیث
فدک وحدیث قرطاس اور حدیث کاذب وغادر کے انکار سے خط نسخ صحیحین پر کھنچگیا اور شیعون کی یہان
تو احادیث انکار از نکاح بھی باعتراف اہلسنت موجود ہین جیسا کہ گذرا پس احادیث انکار سی جو بنا بر عمل اصحاب
قوی ہین انکار کرنا خط نسخ کھینچنا نہین ہی اور حدیث ضعیف سے انکار کرنا خط نسخ کھینچنا ہے عجیب حماقت
مخاطب صاحب سے ہے **قولہ** غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہی **اقول** کون احمق کہتا ہے کہ کافی کو شیعہ
مثل صحیحین اہلسنت کے لازم الصحت جانتی ہین بہت حدیثین صحاح اور حسان اور ضعاف کافی مین ہین کہ علمانی
ایک کو دوسرے سے تمیز دی اور بکمال حماقت ہی کہ کوئی کہے کہ غیر صحیح کو غیر صحیح کہنا امام کو جھٹلانا ہے
قولہ حقیقت سی مجاز کیطرف پھیری **اقول** حقیقت سی مجاز کے طرف پھیرنا آیات کلام اللہ مین موجود ہی

Presented by Ziaraat.Com

جیسے ید اللہ اور وجہ اللہ لیکن اس مقام پر تو کوئی لفظ حقیقت سے مجاز کیطرف پھیرا نہین گیا اور جو معنی لغوی
تھی وہی لیئے گئے کما وضحناہ فی لفظ الغصب **قولہ** در صبر اور وصیت اور تقیہ سے بناہ کی **اقول** صبر اور
تقیہ اور وصیت سے اور حسبت وبطلان حدیث کافی سے کوئی واسطہ نہین ہے بلکہ صبر بتقیہ و بوصیت کا ذکر اوسوقت کیا جاتا
ہے کہ سب اس نکاح جبر و اکراہ کو بقول اہلسنت تسلیماً اسکا تاللخصم فرض و تسلیم کر لیتی ہین تو ایک فاسق منافق کی ساتھ جواز نکاح کی
علت صبر بتقیہ و تقیہ بحکم خدا و بوصیت رسولخدا کہتی ہین مخاطب صاحب اپنی حماقت سے اس ایک بات
کو تین باتین سمجھتے ہین اور تاویلات حدیث کافی سے فرماتے ہین اگرچہ بساطی صاحب و موچی صاحب
تو ہزل گو ہین مگر ہمارے حضرت مخاطب ونکی ہزلیات کا مطلب بھی نہین سمجھتے اور ہزل تو ہزل در
ہزل اور گوہ در گوہ مرغی کا گوہ بتاتے ہین اور اپنی بھائیون کنجڑے قصائیون کو کھلاتے ہین اور وہ
لوگ اوس سے مزے اوڑاتے ہین **قولہ** جو معاملہ جناب امیرؑ کو پیش آیا اکثر انبیا اور اوصیا کو ایسے معاملے
پیش آئے **اقول** ہان جناب رسولخدا سیعود الدین غریبا ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا سے اسکی خبر دی گئی تھی کما مر **قولہ** اور اونہون نے صبر فرمایا ہے **اقول** ہان یہ امر فاصبر کما صبر اولوا العزم
من الرسل سے ثابت ہے **قولہ** جیسا کہ حضرت لوطؑ پر بھی ایسا ہی گزرا **اقول** جھوٹے کی ایسی تیسی
کس شیعہ نے کہا ہے کہ حضرت لوطؑ کی بیٹیان بجبر و اکراہ نکاح مین ایک فاسق منافق کے دیگئین اگر سچے
ہو تو کسی کتاب شیعہ کا پتہ اور نشان دو ورنہ مثل سارق دہلوی کے اپنے طرف سے تقریرین لغو بنانا اور
شیعون کیطرف نسبت دینا خسر الدنیا والاخرہ ہونیکے کچھ فائدہ نہین دیتا شیعون نے بنا بر جواز عقلی
نکاح کفار سے استدلال کیا ہے ساتھ قصہ حضرت لوطؑ کے کہ اگر نکاح با کفار عقلاً قبیح ہوتا تو حضرت لوطؑ
اپنی بیٹیونکو نکاح کفار مین دینے کو کیون فرماتے اور جناب رسولخداؐ کی بیٹیان بقول سنیونکے کفار کو کیون
دیجاتین اور حضرت آسیہ نکاح فرعون مین کیون داخل ہوتین جیسا کہ سابق ازین کلام صاحب مواعظ و ملا ابو الحسن
اعلی اللہ مقامہما مین گزرا کہان یہ بات کہان وہ بات کہ شیعہ کہتے ہین کہ جو جناب امیرؑ پر گذرا وہ حضرت لوطؑ
پر گذرا الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین وعلیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین **قولہ** جب فرشتے آدمی کی صورت
ہو کر آئے اور اونکو کچھ شبہہ ہوا تو انہون نے اپنی بیٹیان اونکے سامنے کردین **اقول** واہ بی الو

Presented by Ziaraat.Com

بیٹیان فرشتون کے سامنی کر دین ہماری حضرت کو مثل شاہ جی کے علاوہ کشف و کرامات و کمالات دیگر تاریخ وفا
مین بھی بڑا دخل ہی جیسا کہ شیعون پر جھوٹھ باندھنے مین کمال ہی اس کتاب مین یہ لکھا ہی شیعونکی نہ سنیون ہی
کی کتاب کا نشان دیجئی ورنہ ناحق جھک مارنے سے کیا حاصل **قولہ** ایسا کلمہ فحش زبان سی کہا کہ اگر کرنا ہے تو
یہ بیٹیان حاضر ہین **اقول** ارے بدنصیب خدا سے ڈر تعجب ہے کہ برق قہر خدا اس جھوٹھی پر کیون
نہین گرتی ارے کمبخت حضرت لوط کے زبان سے کلمہ فحش نکلا اور قرآن مجید مین کلمہ فحش خدا نے کہا ارے
توبہ کر توبہ کہ ان کنتم فاعلین کہ جسکے معنی ان کنتم فاعلین النکاح ہین کلمہ فحش ہی فض اللہ فاک وجعل النار مثواک
طرفہ یہ ہی کہ شیعونکے اوپر ایسی تہمت فاحش کرتا ہے اور تجھے خدا سے نہین ڈرتا ہے کس شیعہ نی کہا ہی کہ فاعلین کے معنے
فاعلین السفاح کے ہین تعجب ہی کہ اسقدر گوہ کھانے پر بھی ہیضہ نہین ہوتا لیکن اب انشاء اللہ القہار ہوگا **ہ**
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے - **قولہ** چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نی مصائب النواصب مین اور اور
علمائی شیعہ نے اپنی کتابون مین اسکو لکھا ہے **اقول** جھوٹھے کے منہ مین ساری دنیا کا گوہ کیون نہ عبارت
اونکی نقل کی **ہ** چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد - جو کچھ ہمارے علما نے قصہ لوط کا ذکر کیا ہی
وہ وہی ہے جو ہمنے پیشتر نقل کیا ہے اوس سے ان لغویات سی کچھ واسطہ نہین ہی **قولہ** اور علاوہ اسکی
حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالین دین ہین **اقول** جن باتون مین مثالین دی ہین وہ
پیشتر گزرا اور جن باتون مین ذکر ابراہیم کیا ہے وہ آگے آتا ہے **قولہ** تمام مجتہدین اور علما کے اقوال کا
خلاصہ اوسمین لکھا ہے **اقول** خلاصہ اقوال علما کا تو نہین ہی مگر خلاصہ اکثر روایات اہلسنت کا ہے جسکو سکاتا
للخصم فرض کر لیا ہی ایک تو صغیرۃ السن ہونا ام کلثوم مفروضہ کا جو چار پانچ برس کے عمر ہونے سے ثابت ہی
جسکے روایات صحاح اہلسنت سی گزری کہ واستعذر بصغرہا و علل بصغرہا فقال انہا صغیرۃ فذکر لہ صغرہا کہ جس سی ام کلثوم
بنت فاطمہ ہی ہونا ہم باطل کر چکے دوسرے عمر کا شیخ فانی ہونا یعنے ایسا بڈھا خبیث ہونا کہ جسکو حاجت
نسا باقی نہ تھی ورنہ روایت صحیحہ صواعق مین کہ شیعونکے نزدیک غلط محض ہی ما اردت الباہ کیون لکھتا اور
یہ فقرہ مابعد اوسکا یعنے ولا کنی سمعت رسول اللہ کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ سنیون نی فقط بنظر
دفع خرافت خلیفہ صاحب بڑھایا ہی تا کہ کوئی نہ کہی کہ اس سن شصت سالگی مین ایسی کمسن لڑکی سی درخواست نکاح

کیونکہ بطلان اسکا اسلئے ہی ہے کہ قرابت نسبی تو بدولت حفصہ خلیفہ صاحب کو حاصل ہی تھی پھر اوسکی خواہش تحصیل حاصل وتطویل لاطائل بھی علاوہ اسکے بالبداہت معلوم ہے اور کیونکر خلیفہ صاحب کو معلوم نہو گا کہ حدیث بشرط صحت مخصوص ہی ورنہ نسب ابولہب اور ابوجہل اور نسب ابی العاص عتبہ وعتیبہ کب غیر منقطع ہوا اور بھی روایت عقد عاصم بن عمر سے جو ازالۃ الخفا میں ہی ثابت ہے کہ چند سال قبل از مرگ اپنی اولاد سے خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ لو کان فی ابیکم حرکۃ الی النساء لم یسبقہ احد الیہا یعنے اگر تمہارے باپ میں کچھ بھی حرکت الی النسا باقی ہوتی تو کوئی اوس سے سبقت نہ لیجاتا الغرض باقرار شیخ فانی ثابت تہا کہ وہ حضرت عورتون کے کام کے نہ تھے پھر حضرات اہلسنت عمر صاحب سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کیونکر جنواتے ہین اور پھر انہین روایتون سے ثابت ہے کہ ساٹھ۶۰ برس کے سنمین چار برس کی لڑکی سے نکاح کیا اور تریسٹھ۶۳ برس کے سن مین مرے پھر سات آٹھ۸ برس کی لڑکی سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہونا جز دیوانی اور مجنون کے اور کون باور کرسکتا ہے تیسرے۳ مظہر الاسلام سے نکاح شرعاً جائز ہونا اور حضرت عمر باتفاق فریقین مظہر الاسلام تھے اسلئے کہ کوئی شیعہ اونکی ظاہر بظاہر مشرک بت پرست ہونیکا قائل نہین گو شیعہ اونکی منافق اور فاسق ہونیکے قائل اور فی الدرک الاسفل من النار ہونیکے معتقد ہون پس جواز نکاح مین کوئی کلام نہین ہوسکتا خصوصاً وقت جبر واکراہ غادر وخائن وکاذب وظلم وجور ظالم وجائر وغاصب نکاح جائز اور بسبب عدم وجدان شرط جہاد صبر وتقیہ لازم ہوگا وجبر واکراہ وظلم وجور اونہین روایات سابقہ سے ثابت ہے کہ لم یکن یقبل منہ ذلک لعذر حتی الجاہ فشق ذلک علی عمر فقال للعباس زوجہ فقد بلغنی منہ کلام جو بھی غیر کی منگیتر ہونا ونہین روایات سابقہ مین موجود ہے وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر وبانہ ارصدہا لابن اخیہ کہ اس کلمہ سے یاد دلانا حدیث جناب رسولخدا کا منظور تہا کہ جناب رسولخدا نے منع فرمایا ہے خواستگاری کو خواستگاری مومن پر چہ جائی اینکہ نامزد کسی مومن کی ہو چہ جائیکہ بحسب حکم ووصیت رسول نسبت مقرر ہوچکی ہو مگر حضرت عمر نے خلافاً لحکم اللہ ورسولہ کچھ بھی نہ سُنا اور بجبر واکراہ حسب اعتقاد اہلسنت نکاح کرہی لیا پانچوین دلیل زیادتی اعتلال وتکرار وانکار جو عذرات متعددہ پیش کرنے سے تہا جیسا کہ انہین احادیث سے ثابت ہے کہ باوجود اصرار جابرانہ کہ پھر بھی راضی نہوئے یہانتک کہ نوبت عباسؑ کے سمجھانیکی آئی

تب اپنی نفس نفیس پر جبر کرکے راضی ہوئی اور سزا وار لقب غالب کل غالب ہوئی کہ اپنے نفس سی بھی مغلوب
نہوئے اور باوجود قدرت واختیار کے لرضاء اللہ صبر کیا اور بیٹی کو بیاہ دیا اس لیی کہ خدا کی طرف سے
بسبب فقدان شرایط جہاد حکم سزا دہی کفار ومنافقین نتھا پھر اگر عمر کو سزا دینے کا قصد کرتے تو خلاف
حکم خدا ہوتا اور اوس شخص سی جو ہر دم طالب رضائی خدا ہے خلاف حکم خدا ہونا محال ہی صاحب
سیف صارم کی تقریر کا خلاصہ یہ ہی کہ جو ہمنی ذکر کیا کیون حضرت خیالا صلہ اقوال علما ومجتہدین کا ہے یا
خلاصۂ احادیث مکذوبہ مجہولہ سنیان ہی دیکھو صاحب سیف صارم نے خلاصہ سی تمھاری احادیث کے
کتنی جوتیان تمھاری سر پر مارین مگر تمنے مثل حضرت ابوبکر کے کہ نعال ابن ربیعہ کھاکے سر جھاڑ ڈالا
اور ایک بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ ایک بات خارج از بحث کہ محض لغو ہی کہی کہ صبر کرنا کسیکی جبر و
قہر پر بیحیائی اور بیغیرتی ہی کیون حضرت آپکے ابوبکر نے جو ابن ربیعہ کی جوتیان کھاکر صبر کیا اور تلوار نہ کھینچی
اور نہ مرے اور نہ مارا یہ بیحیائی تھی کہ نہین شرفا جوتیان کھاتے ہین کہ تلوارین کھاتے ہین دیکھیے علاوہ
صاحب سیف صارم کے ایک چھڑ طو دھا ہمنے بھی آپکے سر مبارک پر جڑا دیکھین اب حضور مرتے ہین یا
مثل حضرت ابوبکر کے صبر کرتے ہین **قولہ** ای مسلمانون کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہو الی آخر القول کا لبول
اقول جناب والا خطاب استفہام پر بڑی تیز زبانی فرما رہے ہین حالانکہ شیعون کی تیز زبانی سے
آپ خوب واقف ہین کہ آپ سے لیکر آپ کے خلفا کی ستر پشت تک انکی زبان نہین رکتی مگر اصل امر یہ ہے
کہ بات کا جواب بات سے ہے اور پاجی پن کا جواب جوتے کے ہاتھ سے ہے ہمنے پیشتر اس سے باقرار
شیعہ دشمنی ثابت کیا کہ شیعہ منکر اس نکاح کے ہین تو وہ نہ روایات نکاح بخوشی خاطر کو جو سنیون نے بنایا ہی
مانتے ہین اور نہ روایات نکاح بجبر واکراہ کو جسکی سنیون نی تصدیق وتصحیح کی مانتے ہین مگر چونکہ یہ روایتین
صحیحہ سنیان مبطل روایات نکاح بخوشی خاطر ہین اس لیی شیعون نی بفرض وتسلیم ان روایتونکو ذکر کیا ہے کہ
جسمین ظلم وجور خلیفہ جی ثابت ہو جائے اور اونکی عدالت بلکہ خلافت مین بٹا لگجائی اب حضور والا روایات
جبر واکراہ کے منکر ہوتے ہین اور اوسکی تکذیب کا شور وغل مچاتی ہین تو شیعہ تو پہلی ہی سی اسکی منکر تھے
اور فقط تمھاری خوشی خاطر کے لیئے فرض وتسلیم کر لیا تھا اب بدرجہ اولی اوسکے منکر ہونگے لیکن

اون سُنیون سے جو تصدیق اور تصحیح اسکی کرچکے ہین ہماری وہی بحث ہے جو آپ ہمسے کرتے ہین جیسے صاحب
صواعق کہ ابتدائی بحث مین پہلے ہمنے اونہین کی روایت لکھی ہے اونہین سے کہ صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل
یعنی روایت صحیح مین آیا ہے عمر سے کہ اوسنے خواستگاری ام کلثوم کی اور علی نے نکاح کر دینے سے
اعتلال کیا اور دیگر روایات مین اعتذار ہے یعنے انکار کیا اور عذرات پیش کیے لیکن کوئی عذر عمر نے نہ سُنا اور
جب کوئی شخص عذر نہین سُنتا ہے وہی جابر و مکرہ کہلاتا ہے پس اگر نکاح کر دیا تو جبر و اکراہ پر صبر کیا پس جو عجیب صاحب
سیف صارم فی بفرض انہین روایتون کے کہا متعجب ہے کہ فرض کرنیوالے پر یہ تشدد اور قائل قول اور
مصدق اور مصحح پر اوسکی کوئی تشدد نہین اب ہم سُنیان مصدق و مصحح روایات جبر کے طرف خطاب کر کے
کل عبارت آپکی منقلب کرتے ہین اور بجائے لفظ شیعہ لفظ سُنی لکھتے ہین کہ کالای بد بریش خاوندش اوالے
ای مسلمانو کیا سوتے ہو اوٹھکر بیٹھو اور ان پیران نابالغ یعنے صاحب صواعق اور صاحب استیعاب اور
صاحب مودة القربے اور صاحب تذکرہ خواص الائمہ اور عسقلانی شارح بخاری و کثیر من امثالہم جو روایات
جبر و اکراہ کی تصحیح کرتے ہین اور صبر جناب امیر کے اس جبر و اکراہ پر قائل ہین ان اپنی بزرگونکے عقل و حیا پر نوحہ
کرو اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر مرثیہ پڑھو الے اخر ما قال و جال و نال و فی افواہ خلفائہ کالکلب
شال و بال جہان جہان بس عبارت مین لفظ شیعہ ہے وہان لفظ حضرات اہلسنت لکھدیجیے تو بات کا جواب بات
سے ہوا اب جوتے کا ہاتھ اوٹھتا ہے ای مسلمانون کہان ہو کس خواب غفلت مین سو رہے ہو کسلیئے اپنے وقت
خوشوقتی کو کھو رہے ہو ذرا چونکو اور ہوش مین آؤ اور نہم ربیع الاول کا جوش و خروش دکھلاؤ اور قدر عمر
سے بھی لا ابالی ایک قہقہ تو لگاؤ اوٹھکر بیٹھو اور آنکھ اوٹھا کر دیکھو اس بیچھے کچھے لیچے شہے نادان بے دین بے ایمان
بیحیا مسلمان سلیل الشیطان مولف لغویات اور مصنف ہزلیات اور اوسکے پیران بے پیر اور نابالغان کبیر
سرا پا تزویر یعنے مجتہدین سیدین حزب الشیاطین اور علمای دغل اور بیحیا اور بیعقل کے عقل و حیا پہ ہنسو اور
قہقہ لگاؤ اور اونکے ایمان اور انصاف کے جانے پر اور میان عمر کے فضائل سنانے پر اور ہر ایک کے
ہنسانے کے لیئے بیان مشیر کا ہر سیہ پڑھو اور ہنستے ہنستے خدا کے طرح لوٹ جاؤ جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے
فضحک اللہ حتی استلقی یعنی ہنسا خدا ایسا تک کہ اولٹا گرا اور سنیون کے حال زار و نزار پر نظر کر و دیکھو کیسی عقل

وچیا اونکی جاتی رہی ہی کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور عمر سے کشف ساق اور ضم الصدر اور بوس و کنار جنبیہ
کروانے ہین اور کچھ نہین شرماتے ہین اور اوسکی تصحیح کیے جاتے ہین اور کیا کیا نہین بناتی ہین اور پردہ محبت
عمری مین اونکی شان مین کیا کچھ لکھتے ہین جسکے سننے سے مومنین رعشہ جسکے خیال کرنے سے دل کو لرزہ ہوتا ہی
خیال کرو کہ جبر و اکراہ اور ظلم و ستم کو عدالت تقدیری عمری کہتی ہین بیغیرتی اور بیحیائی اور فسق و فجور کو حکومت
خلافت سے تعبیر کرتے ہین ای یارو یہ کیسے دوست عمر کے ہین کہ اونحضرت عالی درجت کہ جنکی شان ضلالت
نشان مین چالیس برس کے سن تک آیت تنجیس انما المشرکون نجس آئے اور جسکی نجاست اور ناپاکی پر خدا کی نے
چالیس برس تک قسم کھائی اوسکی نسبت کیا کیا لکھتے ہین اور کہتی ہین کہ ایسے نجس اور ناپاک ظاہر جن اولین و آخرین
سے بہتر اور میان عمر بہتر اور یہ لوگ کہتے تھے کہ انسے بجبر و اکراہ بیٹی لی اور اونہون نے مجبورانہ لڑکی دی لا واللہ
لا واللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہرگز ہرگز ایسا نہین ہی درشیعون کا انکار بہت بجا اور فرہن عقل زرین
و متین ہے مگر سنیون کے منہ توڑنے کے لیے کبھی شیعہ اسکو فرض و تسلیم کرکے جابریت و قاہریت اور مقہوریت
قہار کے ثابت کرتے ہین **قولہ** ای بہائیو صبری کا نام ہے کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرلے **اقول** کلام خدا
سیف صارم مین کہین لفظ غصب نہین بس ذکر اوسکا اس مقام پر سوا اسے پاجی پن کے اور کوئی سبب
نہین ہے آرسے ذکر نکاح بجبر و اکراہ ہے اور وہ خود تمہاری حدیثون سے ثابت ہے پھر اپنے منہ پر اپنے
ہاتھون سے تڑا تڑ ہتیان مار و کیون تمنے تصحیح اسکی کی اور شیعون نے لفظ نکاح بغصب کی جو معنی نکاح
بجبر و اکراہ ہے تصحیح نہین کی جو کوئی اوپر الزام دینگے و قد مر تفصیلاً فی بحث الغصب **قولہ** اور بجبر و اکراہ
نکاح ناجائز کردیا **اقول** ہمنے سابق مین تفصیل بیان کیا کہ نکاح بجبر و اکراہ کے خواہ جائز ہو خواہ ناجائز
تصحیح و تصدیق کرنیوالے سنیون کے بڑے بڑے جگادری ہین پھر اونسے کیون نہین پوچھتے کہ ای مسخرو
عمر نے یہ نکاح ناجائز کیون کرالیا ہے اور ہمنے بھی بیان کیا کہ نکاح بجبر و اکراہ کو کسی سنی اور شیعہ نے ناجائز
نہین کہا پس ایسی نکاح کو ناجائز کہنا اور تعبیر بسفاح کرنا کام کسی ولد السفاح کا ہے **قولہ** بیٹھے بیٹھے دیکھا کرین
اقول اگر دیکھا نہ کرین تو کیا کرین کہ حکم جہاد تہا ہی نہین لفقدان شروطہا ورنہ اشقیا کو فی النار بضرب
ذو الفقار صاعقہ کردار کرتے اور مارتے یا مرتے **قولہ** زبان سے کچھ نفرما وین **اقول** زبان سے تو

بہت کچھ فرمایا اور عذرات کیسے بیان کئے تمہاری ہی احادیث مین فاعتذر و فاعتل و امثال ذلک وارد ہے مگر اشقی
الاولین والآخرین نے ایک بھی نہ سنا جیسا کہ انہین احادیث مین گذرا فلم یکن یقبل منہ ذلک العذر
قولہ اور باوصف اعطائی قوت معجزہ کرامات **اقول** معجزہ اور کرامات اور خرق عادات واسطے
اثبات حقیت دعوی نبوت و امامت کے ہین نہ واسطے دفع شر اعادی کے ورنہ جناب رسول خدا غار مین نہ
چھپتے اور کفار سے لشکر کشی واسطے جہاد کے نہ کرتے اور جنگون مین از سر تا پا آغشتہ بخون ہوتے بلکہ فقط معجزہ سے
سب کل کفار و منافقین کو فی النار کر دیتے **قولہ** صبر و تحمل کو کام فرماوین **اقول** جنگون مین دندان
مبارک کا شکستہ ہونا کفار قریش کا اوجھڑی سر پر پھینکنا ابن ربیعہ کا پرانے جوتے سر پر ابولہب کے توڑنا انواع
و اقسام کے ذلتین رضائے خدا کے لئے گوارا کرنا ان حالات کو اگر محمول بہ صبر نہ کیجئے گا تو آپ ہی فرمائیے کہ پھر
صبر کسے کہتے ہین آیا رسول خدا نے ان ظلمون کے عوض مین معجزہ سے طبقات زمین کو الٹ دیا یا آسمان کو
پلٹ دیا یا صبر اختیار فرمایا **قولہ** خدا کی قسم ہے کہ مین تعصب کو دخل نہین دیتا **اقول** خدا کی قسم ہے کہ
مین بھی تعصب کو دخل نہین دیتا اور اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا بلکہ صرف عقل و حیا کے راہ سے احادیث
صحیحہ سنیان جو کشف الاستار و شمس الضحی و بوستان کتاب جنہین پر دلالت صریح رکھتی ہین پیش کر کے پوچھتا ہون کہ آیا
فسق و فجور کا نام تمنے عدالت عمری رکھا ہے یا حقیقت مین اس عدالت کی اور ہی کچھ حقیقت ہے میری
سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے فسق و فجور عمری کا نام عدالت عمری رکھا ہے اور جناب امیر نے اس
وقاحت عمری پر صبر کر کے شمشیر بلوا زیر ذوالفقاری اور بچے کچھ تھمے رہ گئے اور صبر و تحمل کو کام فرمایا یہ کام بیغیرتی
اور بیحیائی کا ہے کہ نہین جو انکے خلیفہ چہارم سے ہوا عجب ہے کہ بیحیائی خلیفہ سوم تھے اور حیائی عثمانی کا
ایک شمہ بھی اون مین نہ تھا الی آخرہ بنا پر احادیث صحیحہ سنیان کے انکے سبب فسق و فجور کے لیاقت خلافت سے بری
ہوئی اور خلیفہ چہارم اونکے سبب بیحیائی اور بیغیرتی کے قابل خلافت نہ تھے خدا یا اہلسنت کیسے دوست
خلیفہ دوم و چہارم کے ہین کہ یہ دوستی مین اپنے خلفا کی کیسی دشمنی نباہ کر رہے ہین اور نہین سمجھتے
کہ کیا کہتے ہین اور کیا بکتے ہین ہر بات اونکی دیوانون کی بک اور مجنون کی جھک ہے **قولہ** میرے
سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا ہے **اقول** تیری سمجھ پر پتھر

پڑین او کمبخت بدنصیب خداوند قہار تجھکو جلد آتش قہر سے جلا دے اور تیری بدزبانی سے مسلمانونکو بچاوے
اگر تیری سمجھ بھی ٹھیک ہوتی تو شیعہ سے اشعری اور اشعری سے جبری کیون ہوتا سنیون نے روایات
نکاح جبر و اکراہ کی تصدیق اور تصحیح کی اور شیعون نے الزاماً علیہم واسطے اثبات جبر و قہر خلیفہ صاحب کے
اون خرافات اور خزعبلات کو فرض کر لیا لیکن کسی سنی اور شیعہ نے اوسکو تعبیر بوقاحت و بیغیرتی جناب امیر
علیہ السلام نہ کیا مگر تو بیحیا او بیغیرت صبر جناب امیر کو بیغیرتی اور وقاحت کہتا ہے ارے نا شخص از عہد آدم
تا ایندم سبھی بیٹیون کو خواہ برضا و رغبت خواہ بنا رضامندی و کراہت بیاہ دیتے ہین اور کسی عاقل نے بیٹی
بیاہ دینے کو بیغیرتی اور وقاحت نہین کہا ہی خصوصاً جسوقت کہ ظاہر مین بیٹی ایک بادشاہ وقت سے
بیاہ بیجاوے اگرچہ حقیقت مین وہ بادشاہ اکفر الکفرہ وافجر الفجرہ ہو مگر ظاہر مین لوگ اوسکو مسلمان بلکہ
اہل اسلام کا حاکم جانتے ہون ولو غصباً پس کوئی مسلمان سنی یا شیعہ بتلاوے کہ اسمین وقاحت او بیغیرتی
کیا ہوئی جو مخاطب بیدین نے جناب امیر المومنین ع کیطرف اوسکی نسبت دی ففضّ اللہ فاہ وجعل النار
مثواہ اور قطع نظر ان سب امور کے مخاطب سے کوئی پوچھے کہ تو شیعون سے اس بات کو کیون
پوچھتا ہے اپنے لکڑ دادا اون سے کیون نہین پوچھتا جو روایات جبر و اکراہ کی تصحیح اور تصدیق کرتے ہین شیعون
نے تو کسی روایت جبر و اکراہ کی تصدیق ہی نہین کی بلکہ سبکو غلط کہا اور اوس نکاح سے انکار ہی کیا پھر شیعون پر
اسقدر غصہ کا کیا سبب ہے گستاخی معاف اسوقت ایک شعر مرزا فصیح کا برمحل یاد آگیا کہ فرماتے ہین

شعر نہ جھنجھلا شیعون پر ای چار یاری ✤ ترے پیرون نے تیرے   خود تمہارے علمانی جبر و
اکراہ کی تصحیح کی اور پھر جھنجھلاؤ تو بجا ہے شیعون پر بیجا ہے **قولہ** جبر و اکراہ قصد نکاح کرے پھر تماشا دیکھی
کہ وہ حامی چپ چاپ رہجاتا ہے یا اپنی جان عزت پر قربان کرتا ہے **اقول** قصد نکاح بجبر و اکراہ کا تماشا
تو ہمنے نہین دیکھا مگر قصد سفاح بجبر و اکراہ کا تماشا ایام غدر مین اپنی آنکھونسے ہمنے دیکھا کہ تم ایسونکی مان بہنون
کو سیکڑون سکھ اور گورے لیگئے مگر کسی شخص کو نہ سنا کہ جان عزت پر قربان کرے بلکہ اپنی اپنی جان لیکر
ہر شخص کو بھاگتے دیکھا تم شاید اون دنون مین کسی افغان کے نیچے اور شکنجے مین ہوگے ورنہ تم بھی تماشا
دیکھ لیتی بالجملہ جو موقع اور محل جان دینے کا ہے وہان جان دینا شجاعت اور رضا خدا کی اطاعت ہے اور

جہان اوسکا محل نہین ہے وہان جان دینا تہور او رجہالت اور سفلگی ور وقاحت ہی اور خلاف رضائے

رب اور موجب اوسکے غضب کا ہی گو تم ایسے جاہل اوسکو تعبیر بمقتضائی شرافت ونجابت کرین لیکن تمہارے

خلیفہ تو کسی مین نہ تھی جب شجاعت ہی نتھی تو تہور کہان سے آتا بلکہ از سرتا پا جبن مجسم تھے ہر لڑائی سی نوک دم

بھاگتے تھے اب ہم مخاطب احمق من الہبنقہ سے پوچھتے ہین کہ ایک بادشاہ ظالم نے ایک شریف سے

بیٹی بیاہ دینے کی درخواست کی اوسنے دیکھا کہ اگر بیاہ نہ دونگا تو یہ ظالم فساد عظیم کریگا مجبوری وناچاری بیاہ دی

اس مین جان آبرو پر قربان کرنیکا کیا محل تہا لڑکی بادشاہ سے بیاہ دینے مین آبروریزی کیا تھی گو یہ بیاہ دینا

بخوشی نہو بلکہ بجبر واکراہ ہو ہم نہین سمجھتے کہ یہ بیہودہ کیا بیہودہ سرائی کر رہا ہے اور اپنے خلیفہ کی بڑائی کر رہا ہے

یا برائی کر رہا ہے طرفہ یہ ہے کہ احادیث جبر واکراہ کی تصحیح ادنہین کے علما کر رہے ہین اونکو کچھ نہین کہتا اور ہم

اوسی نکاح جبر واکراہ کو تعبیر بنکاح ظلم وستم کرین کہ یہی معنی غصب کے ہین حالانکہ اوسکی تصحیح بھی نکرین پھر بھی ناحق

ناحق ہمسے اولجھتا ہے اور بے سر و پا بکتا ہے اور اپنی بیہودہ گوئی پر خود ہی وجد کرکے مٹکتا ہے اور

سمجھتا ہے کہ مین شیعونکو ذلیل کرتا ہون حالانکہ خود ذلیل ہوتا ہے اور اپنے پیرون کو ذلیل کرواتا ہے

فقاتلہ اللہ من قباع ااجہلہ

قال المخاطب المقام بداہ اللہ سبل السلام

اب مین قصہ لوط کا بھی مختصر جواب لکھتا ہون اور آیہ کریمہ کے تفسیر بیان کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ

آیہ مذکورہ کے یہ معنی نہین ہین جو حضرات شیعہ نے تصور کیے ہین کہ حضرت لوط نے ویسی ہی بلا نکاح

اپنی بیٹیان زنا کرنے کے لیے فسقکے سامنے کر دی ہون بلکہ مراد حضرت لوط کے پیش کرنے سے یہ تھی

کہ تم انسے نکاح کرلو اور چونکہ اوسوقت نکاح کافر کے ساتھ جایز تہا اسلیے اوسمین کوئی قباحت شرعی نتھی

اسی واسطے حضرت لوط کے طرفسے خدا نے یہ الفاظ فرمائے ہین کہ ہن اطہر لکم کہ حضرت لوط نے یہ فرمایا کہ

میری بیٹیان تمہارے واسطے پاک و پاکیزہ ہین اور طہارت بے نکاح کے نہین ہوتی اگر کوئی شیعہ بھی

کہ ہم اس امر کو نہین مانتے لفظ نکاح کا آیہ مین نہین ہی بجواب اوسکے ہم کہینگے کہ وہ تفسیرون کو ملاحظہ کرین

اور شیعون کی تفسیرون کو نہ دیکھین اپنی ہی تفاسیر سے اسکی سند لین چنانچہ امین الدین طبرسی مجمع البیان مین جو کہ نہایت معتبر تفاسیر شیعہ سے ہے اور طہران دار السلطنت ایران مین چھپی ہی اسی آیہ کے ذیل مین فرماتے ہین قال یاقوم ہولاء بناتی ہن اطہر لکم وکان یجوز فی شرعہ تزویج المومنۃ من الکافر کہ حضرت لوط کے شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ کافر کے جائز تھا اگر کوئی دانشمند شیعہ یہ کہی کہ اس آیہ کے ان الفاظ سے مطلب نکاح کا ہو لیکن دوسری آیہ مین تو صاف فعل کرنا مذکور ہے کہ ہولاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ حضرت لوط نے کہا کہ میری بیٹیان ہین اگر تم کرنیوالے ہو تو کرو اسکے جواب مین بھی ہم انہین کے تفسیرون پر رجوع کرتے ہین اور جو ان آیات کا مطلب انہون نے بیان کیا ہے اسکو نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر مجمع البیان مذکور مین علامہ موصوف فرماتا ہے کہ قولہ ان کنتم فاعلین کنایہ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین کہ فعل سے مراد نکاح ہی یعنی اگر تم نکاح کیا چاہو تو یہ میری بیٹیان حاضر ہین اگر حضرات شیعہ کو ایک تفسیر پر اطمینان نہو تو دوسری تفسیر کی عبارت بھی سنین کہ فاضل کاشانی علماء شیعہ سے خلاصۃ المنہج مین اسی آیہ کے تفسیر مین لکھتے ہین کہ گفت لوط ای گروہ من اینہا دختران من اند ایشان را بخواہید کہ ایشان پاکیزہ اند شمارا و تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات بکفار جائز بود الحاصل قصہ لوط سے اور واقعہ نکاح ام کلثوم سے کیا مناسبت ہے دونون مین بڑا فرق ہی حضرت لوط کے شریعت مین نکاح مومنہ کا ساتھ کافر کے جائز تھا اور اونکا کہنا زنا کے لیئے نہ تھا بلکہ نکاح کے واسطے تھا اور پیغمبر خدا کی شریعت مین اخیر کو نکاح ساتھ کافر کے حرام ہو گیا تھا اور مطابق اصول شیعہ کے دشمن اہلبیت اور ناصبی کے ساتھ بھی نکاح حرام تھا علاوہ برین حضرت لوط کے بیٹیونکو کوئی غصب کرکے لے نہین گیا نہ اونکی عفت وعصمت مین خلل آیا اور یہان تو معاملہ برعکس ہی کہ حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کر لیا جو کہ شرعاً جائز نہ تھا اور پھر ام کلثوم کو اپنے گھر لیگئے اور چند سال تک رکہا اور اونسے اولاد پیدا ہوئی پس دونون شخصون مین زمین و آسمان کا فرق ہی ہاے حضرات شیعہ کہانتک باتین بنا دینگے کیا کیا تاویلین کرینگے جو کچھ کہوگے اوسمین جھوٹے ٹھہروگے جو کچھ تاویل کروگے اوسمی سے اہلبیت پر الزام دوگے اس بحث کے اول سے آخر تک دیکھ لو جو کچھ ہم کہتے ہین وہ سچ ہے یا جھوٹھ ہے اسلیئے فضیلت اہلبیت نہ مار دو اور صاف صاف اونکی دشمنی کا اقرار کر دو اور اپنے ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ پر غور کرکے انصاف کرو کہ اوس سے محبت اہلبیت کی ظاہر ہوتی ہی یا عداوت اگر محبت اہلبیت علیہم السلام ہوتی

توکیا اونکی جناب پاک کے نسبت ایسی ایسی فاحشہ کی باتین منسوب کرتے اونکی شان مین ایسی ایسی بیغیرتیان بیان کرتے استغفر اللہ استغفر اللہ سبحانہ جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ہا ہر خرقہ تو ہزار داغ شراب جیست جو کہ حضرت لوط اور اونکے قصہ کا بھی جواب بخوبی ہوچکا اب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا کچھہ بیان کرتا ہون

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام

جو کچھہ جواب شیعہ مین متعلق بقصہ حضرت لوط تہا ہم پیشتر بیان کرچکے کہ عدم حرمت عقلی کو اثبات بقصہ لوط و نکاح بنات رسول اللہ عند اہل السنہ کیا ہی باقی جو تقریر کہ کذاب پر و کذابین نے لکہی ہرگز کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی معاذ اللہ کہ کسی شیعہ کے زبان سے یہ نکلے کہ حضرت لوط پیغمبر کفار سے کہین کہ تم میرے بیٹون سے زنا کرو حالانکہ مفسرین اونکی متفق ہون اسپر کہ حضرت لوط نے نکاح کرنیکو کہا تہا یہ جو بے ایمان شیعون پر تہمت کرے بیشک وہ ثانی شیطان ہی اور اگر مصنف آیات بینات کو کچھہ بھی حیا اور شرم اور غیرت ہو تو جس کتاب شیعہ مین یہ لکہا ہے کہ حضرت لوط نے زنا کرنیکو کہا تہا اوس کتاب کو ہماری پاس بہیجا دین ورنہ ہماری تجویز و تشخیص کے جو دربارہ خلقت انسانی بشرکت شیطانی ہی مقرر ہوچکا ہین ہم جو چھپنی بلکہ دو برس تک انتظار کتاب مذکور کرینگی بعد اسکی سمجھینگے کہ آپکو شرکت شیطانی کا اپنی ذات شریف مین اقرار ہے اللہم العن الکاذبین ثم الکاذبین لعنا وبیلا وعذبہم عذابا الیما **قولہ** حضرت عمر نے نکاح بھی بجبر کرالیا جو شرعا جایز تھا **اقول** اگر شرعا جایز نہ تہا اور عمر نے بجبر و اکراہ کرالیا تو جن چیاؤن اور بیغیرتون نے نکاح جبر و اکراہ کی روایات کی تصحیح کی در ضیم الصدر ذابل تنتقیل کشف الساق وغیرہ کے تصدیق کی اونہین سے پوچھو کہ ان افعال ناجایز شرعی کی کیون تصدیق و تصحیح کی شیعہ تو کسی بات کی تصحیح نہین کرتے اور سبکو غلط سمجھتے ہین اور اصل نکاح کے منکر ہین اب بتلاؤ کہ مستحق قابل پاپوش کاری ہین یا منکرین گر سنیونکے مذہب مین جب خدا ہی عادل نہین ہی تو انصاف کہانسے آویگا **قولہ** اور چند سال تک رکہا اور اوسنے اولاد ہوئی

اقول اوسی چار برس کی لڑکی سے جس سے نکاح کرکے بعد تین برس کے مرگئے سات برس کے سن مین اولاد پیدا ہوئی اس خرق عادت کے مصدر اول خلیفہ ثانی ہوی سنیونکے نزدیک یہ اعجاز عمری سمجہا جائیگا اور بیشک اب اونکے خلافت مین کوئی دہبانہ لگائیگا مصدق ہماری تقریر کی وہ روایات کاذبہ سنیہ ہین جو صغرسنی منکوحہ عمر پر دلالت واضح کرتی ہین کہ شروع کتاب مین علمائی موثقین اہلسنت کے

تصحیح سے مذکور ہوچکی اور تمہاری ملک العلما دولت آبادی اس ام کلثوم صغیرہ کے اولاد کے مکذب ہین جیسا کہ فرماتے ہین وکذلک ماتت ام کلثوم فی الصغر عند عمر ابن الخطاب لا عقب لہا

صـ ۲۵۹ ہدایۃ السعدا

قال المخاطب الملقب بمقام ہداہ اللہ سبل السلام

بعض حضرات شیعہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ کو بھی ظالمون نے زبردستی چھین لیا تہا اور اوسوقت حضرت ابراہیم سے سواے صبر اور دعا کے کچھ نہوا چنانچہ مولف سیف صارم اس مضمونکو اس عبارت سے بیان کرتا ہے وہو ہذہ بلفظہ علاوہ اسکے تفسیر عزیزی سی ایک مختصر مضمون بمقام حاجت ہم لکھتے ہین زیادہ تفصیل تفسیر مذکور مین وہ دیکھ سکتے ہین کہ اونکے پیر عزیز کے ہے المختصر کہ سارا بی بی حضرت ابراہیم کی بہت خوبصورت تہین بسبب ظلم وجور اشقیا کے اپنے خاوند ابراہیم کے ساتھ سفر ہجرا نکلین جب مصر مین پہونچین تو وہانکا بادشاہ نہایت جبار تہا اوسکی عادت تھی کہ جو عورت خوش رو ہوتی تہی اوسکی خاوند کو مار ڈالتا تہا اور بہائی بند ہوتا اوس سی چھین لیتا تہا غرض انپر بھی وہی نوبت پہونچی کہ پیادے ظالم کے حضرت پاس آئے اور پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہے حضرت نے کہا کہ بہن ہے یعنے مراد حضرت کے دل مین یہ تہی کہ دینی بہن ہی اور اولاد آدم منصف فہیم اسجگہ سے طریقہ تقیہ اور شعار انبیا ایسے مقام مجبوری و اضطرار مین خیال کرسکتا ہے کہ اوصیا کو اسوۃ و اقتدا با انبیا ہوتی ہی اور مومنین کو اسوۃ ان سے قوتا صحیح صاحب کو اگر کچھ بھی قوت منفعلہ ہو تو سوچین اور شرم کرین کہ انکے پیر عزیز خود کیا لکھتے ہین غرض پیادگان شاہ مذکور نے ابراہیم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت سارہ خاتون کو زبردستی لے گئے حضرت ابراہیم نے جب یہ حال دیکھا تو نماز و دعا مین مشغول ہوی اور حضرت سارہ جب اوس شقی کے پاس پہونچین وہ شقی عاشق ہوگیا اور چاہا کہ بے ادبی کرے بالجملہ حضرت سارہ نے دعا کی کہ اوسکا حال یہ ہوا کہ دونون ہاتھ خشک ہوگئے بدحال ہوا انجام کو حضرت سارا نے دعا کی اچھا ہوگیا پھر بدذاتی کی پھر وہی حال ہوا غرض تیسری دفعہ حضرت سارا کو رخصت کیا اور ہاجرہ حوالہ کین ہم اس تحریر پر بھی آفرین و مرحبا کہتے ہین اور اس قصہ کے اس موقع پر ذکر کرنے پر شاباش شاباش کہکر مولف کا دل بڑھاتے ہین کہ اسنے ایسے قصے کو چھیڑا جس سے ہمارا

مطلب حاصل ہوتا ہے اور ہمکو ایک عجب ابر ہوتی ہی لیکن سخت حیرت اونکے عقل اور سمجھ پر ہے کہ اسمین دونون نی اپنا کیا فائدہ تصور کیا ہے یعنے خلاصہ اس قصہ کا یہی کہ حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کو نمرود کے آدمی پکڑ لے گئے اور جب اوس شقی نے بیحرمتی چاہی حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ خشک کر دیا اور اونکی بی بی کی عصمت کو بچا دیا بلکہ ایسا معجزہ دکھلایا کہ جسکے سبب سے اوس نے ایک لونڈی ہاجرہ اور نذر کی اب کوئی اس قصہ کو حضرت ام کلثوم کے حال سے ملا دے کہ مطابق ہے یا مخالف اگر حضرت ام کلثوم کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا کہ جب حضرت عمر اونکو اپنی گھر لیگئے تھے تب حضرت علی خدا سے دعا کرتے اور اللہ جلشانہ حضرت ابراہیم کیطرح اونکی عصمت بچانیکے لیے عمر کا ہاتھ خشک کر دیتا اور اونکو ڈرا دیتا اور وہ معجزہ دیکھکر صحیح و سالم ام کلثوم کو حضرت علی کے گھر بھیجدیتے بلکہ اپنی طرف سے ایک لونڈی نذر پیشکش کرتے اور تقصیر اپنی معاف کراتے تو بیشک قصہ ابراہیم و سارہ کا مطابق اونکی حال کے ہوتا حالانکہ برخلاف اوسکے حضرت عمر نے بزبردستی ام کلثوم کا نکاح کرالیا اور اپنے گھر آٹھ دس برس تک اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی بھی ونسے پیدا ہوئی اور اونکے جیتے جی حضرت ام کلثوم اونکے گھر رہین اور بعد اونکے وفات کے حضرت جعفر طیار کی بیٹی کے ساتھ اونکا نکاح ہوا پس تعجب ہی کہ خدا نے حضرت سارہ کے عصمت بچانے کے لیے تو معجزات دکھلائے نمرود کا ہاتھ بھی خشک کر دیا اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ بنت رسول کے غصب کا جب ایک منافق مرتد نے ارادہ کیا تو نہ خدا کے دریائے غیرت کو جوش ہوا نہ اسکا قہر و جلال ظاہر ہوا نہ اوسنے کوئی معجزہ دکھلایا نہ اوس غاصب کا ہاتھ خشک کیا نہ کسی اور طرح پر اپنے رسول کے پوتی کو بچایا پس اسکے کیا کہا جاوے کہ شیعون کا خدا بھی عمر سے ڈر گیا اور اوس نے بھی خوف کے مارے کچھ دم نہ مارا الا انکے کہ اپنی رسول کے وصی کی طرح اوسنے بھی صبر کیا اور تحمل فرمایا چونکہ ادنی آدمیونکو ایسے معاملات مین بے صبری ہو جاتی ہی اور وہ جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین مگر چونکہ امام اور وصی کا رتبہ اور درجہ سب سے بڑا ہوتا ہی اس لئی اونون نے ایسے معاملہ مین بھی صبر کیا نعوذ باللہ من ہفواتہم و من سوء عقیدتہم اس قصہ مین ایک شبہہ جاہلانہ اور رہا جاتا ہے جسکا رفع کرنا بھی مناسب ہے وہ یہ ہے کہ تواریخ و سیر سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم کے بی بی کو نمرود شقی نی پکڑ وا بلایا حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کی اوس دعا پر خدا نے معجزہ

دکھلایا اور ہمزہ و کا ہاتھ خشک کیا اور حضرت علی نے بعد جانے ام کلثوم کے دعا نہین کی کہ خدا اوسکو قبول کرتا اور معجزہ
دکھلاتا فقط اشتباہ یہ سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے دعا نہین کی اور یہ بھی درست ہے کہ جب خود حضرت امیر جنکے
بیٹی غصب کی گئی خاموش ہوگئے تو خدا کیا کرتا وہ بغیر دعا و سوال کے کیون اپنا قہر نازل کرتا لیکن حضرت امیرؑ
کو دعا کا مانع کون تہا اونہون نے کیون سکوت فرمایا اور دعا کے لیئے اونہون نے اپنے گہر مین رات کیوقت
کیون دروازہ بند کرکے ہاتھ نہ بڑھایا اگر مقابلہ کرنے مین خوف جان کا اور لڑنے مین اندیشہ قتل کا تہا تو خیر
ایک مجبوری تھی جسکے باعث سے خاموش ہوگئے لیکن گہر مین رات کے وقت کسکا ڈر تہا جسکے سبب سے
دعا تک نہ مانگی شاید خیال حضرت عمر کا ہوگا کہ وہ اکثر رات کو بھی گشت کے لیئے نکلا کرتے اور لوگونکی خبر لیا کرتے
تھے اگر کہین حضرت امیرؑ کو دعا کرتے سن لیتے تو شاید اونکو تکلیف دیتے اور پھر وہی امر پیش آجاتا جسکے لحاظ
سے حضرت امیر ساکت ہوگئے تھے یعنے خوف قتل مگر خیال اوسوقت کرنا ضرور تہا جبکہ دعا کے لیئے چلانا ضرور
ہوتا حالانکہ جہر دعا کے لیئے ضرور نہین ہے خدا دل کی دعا کو بھی ویسا ہی سن لیتا ہے جیسا کہ زبان سے چلانیکو
سنتا ہے پس دل ہی سے دعا کرتے اور زبان سے کچھ نہ فرماتے غرض تو مطلب حاصل ہونیسے تھی پس حضرت
امیرؑ کے مقابلہ نہ کرنیکا سبب تو ہمنے مانا کہ خوف جان کا تہا اور آواز سے دعا نہ کرنے کے لیئے بھی ہمنے عذر
تصور کیا کہ اندیشہ عمر کے سن لینے کا تہا لیکن دلسی دعا نہ کرنیکا کوئی سبب سمجھ مین نہین آتا کاش کوئی شیعہ ہمکو یہ بتا دے
اور ہمارا شبہہ دور کرے اگر کوئی دانشمند یہ فرما دے کہ جب نکاح کر دیا تو پھر دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی
معاذ اللہ معاذ اللہ عمر زانی اور فاسق تھے جنکے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کرنیسے حضرت علی کچھ لحاظ فرماتے
تو پس یہی قول ہمارا ہی بروایت اول فرج غصبت منا کو کیا کرینگے اور اون صدہا اوراق کو جو اس نکاح کی
توجیہ کے لیئے علماء نے سیاہ کیے ہین کس آنکہ کے پانی سے دہوئینگے اگر نفس الامر یہی ہی کہ حضرت علی حضرت
عمر سے راضی اور حضرت عمر حضرت علی سے خوش تھے اور دونون ایمان و اخلاص مین ایک دوسری پر بہروسا
رکھتے تھے اسلیئے اپنی خوشی سے نکاح کر دیا تو پس جھگڑا طے ہوا لیکن مذہب شیعہ کا بطلان کالشمس فی نصف النہار
ثابت ہوا اگر حقیقت مین یہ بات جو ہمنے بیان کی حضرات شیعہ تسلیم کرلین تو اونکو سوائی اپنی مذہب کے
چھوڑنیکے دوسرا چارہ نہین ہی اور اسی واسطے اونکے علمانے ہزارون قسم کی تاویلات فرمائین جنکی

Presented by Ziaraat.Com

ضرورت نہ تھی لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشی کی کسی نے عذر خوف جان کا بیان کیا کسی نے اوسکو صبر و تحمل پر محمول کیا کسی نے اوسکے معارضہ مین حضرت لوط کے قصے کو پیش کیا کسی نے حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ کے پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا کسی نے حضرت ام کلثوم کے شکل پر جنیہ کے شکل ہونیکا دعوی کیا بہر حال یہ سب نظیرین اور مثالین اور حکایتین بیان کرنا اور اوس کے عذرات اور وجوہات پیش کرنا بلکہ اس نکاح کو مثل مردار کے کہا نیکے جو ضرورتاً شرعاً حلال ہو جاتا ہے سمجھنا کس لئے ہی اسی لیئے تاکہ یہ ثابت ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائق زوجیت حضرت ام کلثوم کے تھی اور حضرت علی نے خوشی سے اونکی ساتھ نکاح کیا مین ایک حضرت عمر کے فضیلت سے انکار کیو اسطے کیا کیا توجیہات کیئے ہین اور کیسے کیسے الزام حضرات اہلبیت پر دیئے ہین کہ کچھ ہو خواہ اہلبیت بدنام ہون خواہ اونکے بنات طیبات مغصوبہ ٹھیرین خواہ اونکے اولیا پر وقاحت کا الزام آوے سب کچھ منظور اور قبول ہے لیکن حضرت عمر کے فضیلت کا اقرار نہ کیا نہ کرتے ہین نہ کرین گے

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

اصل قصہ ابراہیمی کے ذکر کیوجہ شیعونکو یہ ہے کہ جب حضرات اہلسنت نے اعتراضاً علی الشیعہ فرمایا کہ ایسے مقامات مین جناب امیر علی کے صبر و تحمل کا ذکر کرنا بے حیائی اور بیغیرتی اور وقاحت اور بے شرمی کا نام صبر و تحمل کہنا ہی جیسا کہ ابھی چند سطر پیشتر مخاطب نے فرمایا کہ میری سمجھ مین تو یہی آتا ہے کہ انہون نے وقاحت اور بیغیرتی کا نام صبر و تحمل رکھا ہی انتہی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی سے بجبر واکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشا دیکھی کہ وہ عاجی چپ چاپ رہتا ہے یا اپنی جانکو عزت پر قربان کرتا ہے اور بعد اسکے بھی فرماتی ہین کہ ادنی آدمیون کو ایسے معاملات مین بے صبری ہو جاتی ہی اور جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہین شیعہ جواب مین ایسے خرافات کے کہتے ہین کہ عمر نے بقول تمہارے تو قصد نکاح بجبر واکراہ کیا تھا اور بقول تمہاری محدثین کے یہ نکاح بجبر واکراہ واقع ہوا اور بقول شیعہ محض غلط ہر گز یہ نکاح واقع نہین ہوا مگر بفرض قول سنیان اگر بجبر واکراہ واقع بھی ہوا تو نکاح ہی واقع ہوا مگر معاذ اللہ کسی نے قصد سفاح کا اس مقام پر ذکر نہین کیا پس اگر قصد نکاح بجبر واکراہ بہ ادنی لوگونکو مارنا مرنا اور عزت پر جان قربان کر دینا بقول مخاطب لازم ہے اور صبر و تحمل کمال بیغیرتی

Presented by Ziaraat.Com

اور بیحیائی ہی تو قصد سفاح پر بدرجہ اولےٰ مارنا اور مرنا اور جان کو عزت پر قربان کرنا لازم ہوگا خصوصًا انبیا کو
لازم اور واجب ہوگا حالانکہ اوس بادشاہ نے جو حضرت ابراہیم کے زمانہ مین تہا حضرت سارا کو بقصد سفاح لینے کا
قصد کیا اور حضرت ابراہیم نے نہ اوسکو مارا نہ خود مرے نہ جانکو عزت و آبرو پر قربان کیا بلکہ صبر و تحمل کیا اور
مشغول بعجز و نیاز و دعا و نماز بدرگاہ خداوند کارساز ہوئے جیساکہ تفسیر عزیزی مین لکہا ہے پس اگر صبر و تحمل مقام
مجبوری و ناچاری مین بیحیائی اور بیغیرتی ہی تو معاذ اللہ جناب ابرہیمؑ کے جد اعلی بیحیا ترٹہری کہ انہون نے تو صبر فقط
نکاح جبر و اکراہ پر کیا اور اونہون نے تو صبر جبر و اکراہ قصد سفاح پر کیا اب فرمایئے کہ آیا نکاح مین جو سنت
جاریہ سارے دنیا مین و بنات خواہ بخوشی و رغبت خاطر خواہ المصلحتہ بجبر و کراہت ہوا کرتا ہے بیغیرتی اور بے آبروئی
ہے خصوصًا جسوقت نکاح ایک بادشاہ وقت بظاہر مسلمان سے ہو کہ جسکو اہل دنیا موجب فخر و مباہات سمجھتے ہین
یا بیغیرتی اور بیحیائی اسمین ہی کہ ایک بادشاہ کافر و مشرک کسی جورو کو واسطے سفاح کے چھین لی اور وہ شخص
تلوار نہ پکڑے اور مشغول دعا و نماز ہو اور رہا وقت مرنے اور مارنے کا اور جان پر کہیل جانیکا یہ ہے کہ
وہ ہے پس مضمون مرنے اور مارنے کا تو بالکل غلط اور بطالت اور جہالت ٹہرا خصوصًا اون لوگون سے
جنکے سر پر سہرا تزویر ہمیشہ جان پر آبرو کو قربان کرتے تہے اور صف جنگ سے بیحیائی و بیغیرتی بہاگ کہڑے
ہوتے تہے اور مصداق قولیتم مدبرین اور فقد باءَ بغضب من اللہ کے ہو جاتے تہے باقی رہا مضمون دعا کہ
یہی غریبون اور ضعیفون اور مسکینونکی تلوار اور سپر ہے پس اس تلوار اور سپر کا حال یہ ہے کہ اگر انبیا اور اوصیا
اپنے مالک کے مرضی پاتی ہین تو اوسکو پیش کرتے ہین ورنہ صبر کرتے ہین جیسی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا
اور حضرت یحییٰ اور زکریا نی صبر کیا اور راہ رضائی خدا مین جان و مال و آبرو سبہی کو دیا فقطو لی لہم و حسن مآب
ہمارے مخاطب کمال جہالت سے پوچہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے تو دعا کی اور جناب امیرؑ نے اگر دعا کی
تہی تو رات کو چہپا ہی کے کیون دعا نہ کی کہ عمر کا ہاتہ مثل ابراہیمی کافر کے خشک ہو جاتا عجب نا سمجہ شخص ہے
کچہ نہین سمجہتا کہ کس بات مین تشبیہ ساتہہ ابراہیم کے دیگئی یعنے جسطرح اونہون نے قصد سفاح پر جان نہین دی انہون نے
بہی قصد نکاح ولو بالاکراہ پر صبر کیا اور جان نہین دی حالانکہ جان دینا وہان ضرور تہا کہ قصد سفاح تہا اور
یہان ضرور نہ تہا کہ قصد نکاح تہا یہ غرض نہین ہے کہ کل قصۂ ابراہیمی اور کل قصۂ عمری ایک ہی تہین حضرت ایک

نہین ہی یہ قصور آپکے فہم کا ہے ان دونو مین فرق ہی یہ کسنے کہا کہ ہر طرح سے ایک ہی بادشاہ وقت ابراہیم بظاہر
و باطن کافر تہا اور بادشاہ عہد جناب امیر بظاہر مسلمان گو حقیقت مین منافق تہا پہر بادشاہ عہد ابراہیم خواہان سفاح
تہا جسمین ہتک حرمت ظاہر ہے اور بادشاہ عہد جناب امیر خواہان نکاح تہا جسمین ظاہری عزت تہی اگرچہ
اوسکے نفاق باطنی سے نفرت تہی اور ناگوار خاطر اقدس تہا مگر مصلحۃ للوقت بیٹی بیاہ دینا ضرور تہا اور نہ وہ فتنہ و فساد
ہوتا کہ باوجود عدم حکم جہاد خلاف مرضی خدا نوبت جہاد کی آتی اس لئے جناب امیر نے نہ دعا کی نہ دعا کی اور حضرت ابراہیم
سے چونکہ بظاہر آبرو پر بن آئی انہون نے دعا کی اور جناب امیر علیہ السلام اگر عاجز ہوتے تو دعا کرتے اونکو
عاجز کون کہتا ہے خصوصًا اون ہیجڑون سے جو لڑائیون مین نوک دم بہاگتے تہے مگر تابع مصالح خداوندی تہے
جب غصب خلافت مین مصلحۃ للوقت صبر کیا تو بیٹی بیاہ دینے مین کیون صبر نکرتے ہان اگر عمر مثل بادشاہ وقت ابراہیم
طالب سفاح ہوتا تو بغیر دعا غیرت خدا مقتضی اوسکے فی النار کردینے کے ہوتے اور شجاعونکے لئے ننگ و عار
ہے ہیجڑون پر تلوار کہینچنا بلکہ امثال ابولولو ایک اشارہ مین فقط ایک قصابی چہری سے کل شرارت نکالدیتے
مگر مصلحت خدا امتحانًا للناس یہی تہی کہ مثل شیاطین جن کی شیاطین الانس بہی دنیا مین رہین کہ جسمین نیک از بد جدا ہوجائیگا
ایک حدیث مین وارد ہے کہ جسوقت جناب امیر علیہ السلام مشغول تغسیل جناب ختمی مآب تہے کسی نے خبر دی کہ
یا حضرت عمر اور ابوبکر اپنے لئے بند و بست خلافت کر رہے ہین حضرت نے اس آیہ وافی ہدایہ کو تلاوت فرمایا
الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وہم لا یفتنون یعنی گمان کرتے ہین لوگ کہ چہوڑ دیئے جائینگے اتنی ہی بات
پر کہ وہ کہین کہ ہم ایمان لائے درحالیکہ وہ لوگ امتحان نکیے جائین اگر عمر نہوتا تو عمری اور علوی مین فرق کیونکر
ہوتا اور اگر یزید نہوتا تو درمیان یزیدیون اور حسینیون کے تمیز کیونکر ہوتی پس مصالح خداوندی کو خدا اور رسول
اور اونکے نواب خوب جانتے ہین ع امور مملکت خویش خسروان دانند جو کچہہ مقام پر مذکور ہوا اسکی
اوپر تنزل اور فرض نکاح کے ہے فلا تغفل **قولہ** اوسوقت حضرت ابراہیم سے سوائے صبر اور دعا کے کچہ نہوا

اقول اس بات کی تصریح تو تفسیر مین تمہارے پیر عزیز بے تمیز کے موجود ہے اور ہرگز اوسمین نہین ہی کہ حضرت
ابراہیم کی غیرت مقتضی جان دینے اور لینے کی ہوئے حالانکہ وہان سفاح تہا اور یہان نکاح تہا گو بجبر و اکراہ تہا
پس اگر نکاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت ہی تو ہزار درجہ بڑہکر اوس سے سفاح مین صبر بے غیرتی اور وقاحت

ہوگا **قولہ** شاباش کہکر مؤلف کا دل بڑھاتی ہین **اقول** ہم ہزار نفرین تمہاری سمجھ پر کرکے تمہارا دل گھٹاتی
ہین **قولہ** جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوتا ہی **اقول** اسی حماقت سی تمکو نیچریت کا مطلب بھی حاصل ہوا
کہ پیغمبر اور امام تو پیغمبریت ہی تھی خدا پر بھی بیغیرتی کا اعتراض ہوئیگا اس بیحیائی اور بیغیرتی مخاطب کا کچھ ٹھکانا ہے
قولہ اوس مین کیا فائدہ تصور کیا **اقول** فائدہ یہ تصور کیا کہ تمہارا صبر کو اور نہ مارنے اور نہ مرجانے کو
بیحیائی کہنا تمہاری بیحیائی ہی مگر تم ایسے ناتشخص تشخیص فائدہ کب کرسکتے ہین **قولہ** خلاصہ اس قصہ کا یہی ہے **اقول**
خلاصہ تفسیر عزیزی کا تو خود مذکور ہوچکا اب خلاصہ کرنا فقط اس لیئی ہی کہ کوئی بھاگنے کا راستہ ملے کہان بھاگوگے
اور کیا کہوگے ہر طرف سی تو آپکی راہ مسدود ہے **قولہ** حضرت ابراہیم علیہ نے خدا سے دعا کی خدا نے نمرود کا ہاتھ
خشک کردیا **اقول** تمہارا دادا عزیز بے تمیز تو کہتا ہے کہ سارا کے دعا سے ہاتھ خشک ہوگیا اور تم ابراہیم
کے دعا سے کہتے ہو کون تم مین جھوٹھا ہے اور کون سچا ہے **قولہ** اگر حضرت ام کلثوم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا
اقول کیونکر ایسا معاملہ ہوتا کہ نکاح تھا اگرچہ بجبر و اکراہ تھا سفاح نہ تھا اگر عمر بھی قصد سفاح کرتا تو وہان فقط ہاتھ
خشک ہوا تھا یہان تو برق قہر خدا از سرتا پا جلا کر خاک سیاہ کردیتی **قولہ** اونکی عصمت کے بچانے کے لیئے **اقول**
اونکی عصمت تو بسبب نکاح ولو بالجبر والاکراہ کے خود بچے ہوے تھے بچانیکی کیا حاجت تھی اگر قصد سفاح ہوتا
تو بیشک برق قہر خدا گرتی اور عصمت کے بچنے کی وجہ یہ تھی کہ بنا بر تمہارے علما کے روایات صحیحہ کے سن پانچ چار
برس کا اور تین برس کے بعد ناکح اپنے مقر کو گیا پھر عصمت کے بچنے مین کیا شک رہا اور وجہ یہ تھی کہ بڑھا خبیث
شصت سالہ باقرار خود بیکار از کار تھا **قولہ** اپنی گھر آٹھ دس برس اونکو رکھا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی اونسے
پیدا ہوئی **اقول** خدا کی لعنت اس جھوٹھ پر بیٹی بیٹا پیدا ہونے پر کوئی دلیل بیان کی ہوتی یہ دعواے
بیدلیل قبول خرد نہین - زید بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا اسکو ہم بیشتر تمہاری علما کے بیان سے
ثابت کرچکے عبارت ہدایۃ السعدائی دولت آبادی بھی نقل کرچکے کہ ماتت صغیرۃ عند عمر ابن الخطاب لا عقب لہا
اب جتنے علمانے تمہاری تصحیح احادیث صغر سن کی ہی تم اونکے نام پر ہمارے سامنے ہزار ہزار جوتے مارو
تب ہمسے خواہان جواب ہو اوس وقت ہم کہینگے کہ عمر کا بیٹا بیٹی ہونے پر کوئی دلیل قابل قبول اپنے خصم کے
قایم کردیا ہماری سامنے سر جھکا دو کہ ہم ہزار ہارین اور ایک گنین **قولہ** بعد اونکے وفات کے جعفر طیار کی

Presented by Ziaraat.Com

بیٹی سی **اقول** جعفر طیار کی بیٹی سی صحیح اور بعد اونکی وفات کے غلط و قد مر فی بدو البحث فتذکر **قولہ** نہ خدا کے
دریائی غیرت کو جوش ہوا **اقول** اگر کوئی بیحیا و بیغیرت اپنی بیخبریت سی خدا پر اعتراض کرتا ہے تو پہلے نکاح و
سفاح کا یکسان ہونا ثابت کرے تب اعتراض کرے وانی لک ہذا نعوذ باللہ من ہفواتک ومن سوء عقیدتک **قولہ**
اس قصہ مین ایک شبہ جاہلانہ **اقول** سوال بھی جاہلانہ جواب بھی جاہلانہ سب اپنی طبیعت کے گھڑے ہوئے ہین
اور کل اگر مگر خیالات شیخ چلی کے ہین اور بنائی فاسد علی الفاسد ہے اسلیئے اسکے جواب مین جز جواب جاہلان
باشد خموشی - کیا کہا جاوے شیخ چلی کے خیالات مخاطب والاصفات کو کیسے کیسے باغات رنگین دکھلا رہی ہین
اور کس کس خار سی دامن ہوا و ہوس اولجھا رہے ہین ہین اونکے ساتھ کہانتک پہرون اسلیئے ابتداہی مین تعظیما
دو چار نری استرا اور ادھوڑی استرا اونکے موچی صاحب کی پیش کرکے علیحدہ ہو گیا **شعر** یار سیر چمن کو اوٹھا ہی
جی مین آتا ہے بڑھکے دون جوتا

قال المخاطب المقتام ہداہ اللہ سبل السلام

دوسری تاویل وصیت جوکہ ہم اوپر صبر و تحمل کے تاویل سی جواب دیچکے اب دوسری تاویل کو بیان کرکے اسکا
رد کرتے ہین جبکہ حضرات شیعہ نے خیال کیا کہ صبر کے تاویل درست نہین ہے اور بغیر کسیوجہ خاص کے ایسے
نازک معاملہ مین تحمل کا عذر صحیح نہین اس لیئے تائید دوسرے طرحسے کی اور اوسکے لیئے ایک وجہ خاص پیدا کی
یعنے وصیت کرنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ حضرت سرور کائنات اپنی وصی اور امام اول کو وصیت
فرما گئے تھے کہ وہ سوائی صبر کے کچھ نکرین اور جو جو ظلم و ستم خلفا جور کرین اون سبکے برداشت کرین اور جو جو
واقعے پیش آنیوالے تھے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے کہہ چکے تھے اور ہر ایک واقعہ پر صبر و تحمل
کی وصیت کر گئے تھے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ وصی نبی کے حکم کے خلاف کرتے اور صبر کو چھوڑ دیتے چنانچہ اس
مضمونکو قاضی نور اللہ شوستری نے اپنے مصائب مین بیان کیا ہی جسکا ترجمہ فارسی ازالۃ الغین مین مذکور ہی
کہ اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہو ہذہ و بعضے از جہال ایشان گفتہ اند کہ چہ گنجایش دارد کہ علی تسلیم نکاح کند
ابنہ خود را بہ بیگانہ شما جسارت کردید و ما میگوئیم کہ این سخن جہل ست بہ دو وجہ تقریر و بیان این آنست کہ چون رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد علی را بآنچہ محتاج بود در وقت وفات و معلوم او گردانید جمیع آنچہ جاری خواہد شد
از امر متولین واحداً بعد واحد پس علی گفت مرا بچہ امر میکنی آن حضرت فرمود صبر کن تا مردم رجوع کنند بسوئے تو
از روی طوع پس آن ہنگام قتال کن با ناکثین و قاسطین و مارقین و با احدی از ثلثہ منازعت مکن تا خود را بدست خود
در تہلکہ نیندازی و مردم از نفاق بشقاق برگردند پس علی علیہ السلام حافظ وصیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بود و بواسطہ حفظ دین تا مردم بجاہلیت برنگردند و چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علیؑ متفکر شد و گفت
اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیرون روم
از اطاعت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مخالفت وصیت او میکنم و داخل میشود در دین آنچہ مذکور میکرد
از آن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس تسلیم اشبہ درین حال اصلح بود از قتل و از بیرون رفتن از وصیت
رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانستہ بود کہ آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب
کردہ از انکار حق او و قعود بجائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تغییر احکام الٰہی و تبدیل فرائض خدا
چنانچہ گذشت عظیم است نزد حق تعالیٰ و اقطع و اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود
چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر نمودہ بود خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت امیرؑ کو پیغمبر خداؐ نے وصیت
کی تھی کہ تم خلفائے ثلثہ کے عہد میں کچھ نہ کہنا اور کچھ نہ کرنا جو ظلم و ستم وہ چاہیں کریں سر نہ ہلانا جو کچھ چاہیں وہ غصب
کر لیں کچھ نہ بولنا اسی واسطے حضرت علیؑ نے اصل معاملہ امامت و خلافت میں کچھ دم نہ مارا اور سکوت کامل
اختیار فرمایا حالانکہ عمر کے خلیفہ ہونے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں وہ ظاہر ہیں پس خلافت کا غصب کرنا
اور مسلمانوں کے مال پر متصرف ہونا اور جناب امیرؑ کو الگ کر کے خود پیغمبر خدا کی جگہ پر بیٹھنا خدا کی نزدیک
بہت قبیح اور شنیع تھا نسبت غصب کرنے فرج ام کلثوم کے پس جب ایسے بڑے قبیح اور شنیع
معاملے میں یعنے غصب خلافت میں حضرت پیغمبر خدا کے وصیت کے سبب سے حضرت علیؑ نے صبر کیا
تو پھر ایک بیٹی کے شرمگاہ غصب کرنے پر صبر فرمایا تو کیا تعجب ہی اور اس تقریر لطیف کو لکھتے لکھتے قاضی
نور اللہ شوستری مصائب النواصب میں اپنی حیا و شرم کے جوہر دکھلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دعوی کرنا
خلافت کا جو عمر نے کیا اور بیٹھنا مسند رسول پر خدا کے نزدیک ہزار فرج کے غصب کرنے سے بھی

Presented by Ziaraat.Com

زیادہ برا تھا چہ جائی فرج واحد کما ذکر ترجمۂ فقیہ از الۃ الغین وآنچہ دعوی کرد از برای خود از امامت از روئے ظلم وجور وتعدی وخلاف بر خدا ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبدفع امامی کہ نصب کردہ او را خدا ورسولش خدا ابتلائی او بر امور مسلمانان بیس حکم بخلاف خدا ورسول اعظم است نزد حقتعالے از اغتصاب ہزار فرج از زنان مومنہ چہ جائی فرج واحدے مومنین با حیا اور رای شیعیان با صفا تمکو اپنے حیا اور صفا کی قسم ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری کے اس تقریر لطیف کے لطافت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور مضامین کو سوچو کہ ائمہ اطہار اور بنات طیبات کے نسبت کیا کچھ فرمایا ہے اور نکاح ام کلثوم کو کن لفظون سے تعبیر کیا ہے سبحان اللہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے محبت کا دعوی بھی کرنا اور اونکے بنات طاہرات پر ایسی تہمت بہی کرنا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اونکی شان مین زبان سی نکالنا قریب ہی کہ زمین شق ہووے آسمان سے بجلی قہر کی گرے کہ کس منہ سے کسکی شان مین کیا کہتے ہین اور نہین سمجھتی کہ ام کلثوم اوس معصومہ کی بیٹی ہین جسکی صورت کسی نی نہین دیکھی جسکی عفت کی عصمت نے قسم کہائی جب قیامت کے دن میدان محشر مین اونکا گذر ہوگا تب منادی ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکھین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی عفیفہ معصومہ گذرتی ہی کسی کی اوسپر نظر نہ پڑے غرضکہ جسکی ماں کی عصمت کی خدا کے نزدیک یہ قدر ومنزلت ہووی اوسکی جگر گوشہ کی حضرات امامیہ ایسی فضیحت ورسوائی بیان کرین اور جو باتین ایک عامی کی نسبت کسیکی زبان سے نہ نکلین اونکو ایسے جناب کی شان مین بیان کرین رہا عذر وصیت رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کا یہ ایسا عذر ہی کہ نہ عقلاً لائق تسلیم ہے نہ نقلاً عقلاً اسلئی کہ پیغمبر خدا واسطی ہدایت خلق کے مبعوث ہوئی تھی اونکا کام نہ تھا خود وہ کام کرنا جس مین لوگ گمراہی سی بچین اور اوروں سی خصوصاً اپنے جانشینوں اور وصیوں سی وہ کام کرانا جس مین خلق خدا ضلالت سے محفوظ رہے پس کیونکر عقل قبول کرے کہ پیغمبر خدا نی یہ وصیت حضرت امیر کو کی ہو کہ خلفائی ثلثہ خلافت غصب کرین اور تمہارا حق چھین لین اور لوگون کے مال پر متصرف ہووین اور خدا کے کتاب مین تحریف کرین اور میری سنت کو بدلین اور تمہاری بیٹیونکو چھین لیجاوین مگر دم نہ مارنا اور چپ رہنا اور یہ سب جور وستم اپنے نفس پر گوارا کرنا بہلا کسیکی سمجھ مین یہ بات آویگی کہ پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا ہو نعوذ باللہ منہا اس سی بڑھکر اور کیا تہمت پیغمبر خدا پر ہوگی رہا یہ عذر کہ اسواسطے پیغمبر خدا نے فرمایا تھا

کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چھوڑدین اور علانیہ کفر و شرک نہ کرنے لگین تو یہ امر بھی عقل کے خلاف ہی اس لیئے کہ گروہ لاکھون آدمی جھنون نے برسون پیغمبر خدا کے صحبت پائی ہوا ور جھنون نی ابتدای اسلام سی اوسکی ترقی کے وقت تک وقتاً فوقتاً ایمان قبول کیا ہوا ور جھنون نی جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا ہوا ور جھنون نی اپنی آنکھ سے ہزارہا معجزات دیکھی ہون اور جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون وے سب کے سب الا قلیلا منہم ایسے منافق اور ناقص الایمان ہون کہ وہی صرف حضرت علی کے مقابلہ کرنیکے ساتھ خلفاء ثلثہ کے ظاہری اسلام کو بھی چھوڑدین اور اپنے کفر اصلی کو ظاہر کردین اور علانیہ مشرک ہوجائین اور باوجودیکہ حضرت امیر حق پر ہون اور صرف مسلمانونکی جانون اور مالون کو اونکی دست تعدی سے محفوظ رکھنے اور خدا کے دین کو تغییر و تبدیل سے بچانے اور لوگونکے گمراہ ہونے کے واسطے وہ اونکا مقابلہ اور اونسے مقاتلہ کرین اور پہر بھی کوئی مسلمان اونکا ساتھ نہ دے بلکہ ساتھ دینا کیسا اسی قصور مین حضرت علی کو چھوڑدین اور ظاہری اسلام سے ہاتھ اوٹھاکر بت پرستی اختیار کرلین تو ایسی جماعت کے ایمان اور اسلام سے کیا فائدہ تہا اور ایکا مسلمان رہنا اور کافر ہوجانا برابر تہا تو پہر پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا وصیت فرمانا اور حضرت علی کو بخیال کافر ہونے ان لوگونکی صبر پر تاکید کرنا کیا ضرور تہا اس لیئے کہ جس امر کا اندیشہ تہا کہ لوگ ایمان و اسلام سے نہ پہر جاوین وہ موجود تہا اور وہی سب کے سب ایمان و اسلام سے ہاتھ اوٹھائے تھے ورنہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر حضرت علی اس بات پر کہ اونکی خلافت خلفاء جور نے غصب کی اور لوگونکے مالون پر تصرف کیا اور سنت نبوی کو تغیر دیا اور رسول کی بیٹی کو غصب کرلیے گئے اون خلفاء سے مقابلہ کرتے اور اصحاب رسول سے مدد چاہتے تو وہ بجائے مدد دینے کے کلمہ شہادت سے بھی منکر ہوجاتے اور خدا کی توحید اور رسول کی رسالت کا بھی انکار کرنے لگتے تو پہر اونکے اسلام کا لحاظ کیا ضرور تہا اگر ایسے دل کا فر ظاہری مسلمان ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت پرست ہوجاتے تو کیا صرف اونکے ظاہری اسلام کے لحاظ سے اسقدر ظلم و ستم اوٹھانا اور خدا کے دین کو غارت ہونے دینا اور بیٹیونکو چھین لیجانے دینا کیا معنے اور ایسے لوگونکی خاطر وصیت کرنا پیغمبر خدا کا اور صبر و تحمل پر ثابت قدم رہنے کے اپنے وصی کو تاکید کرنے سے کیا حاصل تہا ای حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا ایسا آسان نہین ہے کہ اول فرج غصب مناکہکر اسکو ٹال دو اور اوسکو ایسی پوچ لچر باتون مین بہلادو

ذرا انصاف کرو کہ اگر کسی شخص کا غلام یا خدمتگار یا ملازم جسنے چند ہی روز اپنے آقا کا نمک کھایا ہو وہ دیکھے کہ بعد مرنے اوس آقا کے کوئی شخص اوسکی مال کو غصب کرتا ہے یا اوسکے خاندان کی کسی لڑکی کی عزت لیتا ہے بلکہ غصب کرنا اسکا عزت لینا کیسا وہ یہ سمجھے کہ ایسا ارادہ بھی رکھتا ہے تو اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد ہوگا اور اپنے جیتے جی اپنی آقا کی حرمت و عزت مین داغ نہ آنے دیگا پس کیا چار لاکھ اصحاب رسول مین ایک بھی ایسا نہ تھا کہ وہ حضرت علی کا شریک ہوتا اور پیغمبر خدا کے خاندان کے عصمت و عفت بچاتا اصحاب رسول کو جانے دو ان سبکو مرتد اور منافق سمجھو کیا بنی ہاشم مین بھی کوئی شخص نتھا جو اپنے بیٹیونکی عزت بچاتا اور بہت تعجب کی ایک منافق کے اونکو محفوظ رکھتا شاید اسکا جواب حضرات شیعہ یہ دینگے کہ پیغمبر خدا نے وصیت صبر کی کی تھی اور فرمادیا تھا کہ کوئی شخص کتنا ہی ظلم کرے اور گو تمہاری لڑکیونکو غصب کر لیجاوی اور جو چاہے سو کرے مگر کوئی دم نہ مارنا تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ شام و صفین مین کیون بھلا دی گئی اور کس لیے ہزارون آدمی کا خون کیا اسکا تب شاید یہ فرماوین کہ اوس وصیت مین یہ بھی تھا کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین کچھ نہ کرنا مگر معاویہ سے لڑنا تب ہم کہینگے کہ وصیت پیغمبر خدا کی کیا ٹھہری مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹھہرا کہ جو مضمون اونکی ذہن مین آیا اوسی وقت ایک روایت اپنی طرف سے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلا دی آخر اوس وصیت کا کچھ سبب کوئی وجہ بھی ہے یا نہین بھی اگر یہ وجہ ہو کہ نوبت خونریزی کی نہ پہونچے تو جنگ معاویہ مین وہ وجہ موجود تھی کہ ہزارہا آدمی کے قتل کی نوبت آئی اور اگر یہ سبب ہو کہ کوئی اصحاب مین سے شریک نہوگا ناحق علیؑ کی جان جاویگی تو اوسکا حال جنگ معاویہ مین کھل گیا کہ تمام مہاجرین اور انصار اور اہل حل و عقد اور بزرگان دین حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور ہزارون اونکے اعانت مین شہید ہوئے تو کیا وے لوگ جنہون نے حضرت علیؑ کو پیچھے مدد دی پہلی نہ دیتے اور جسطرح معاویہ کے ساتھ لڑے اوسطرح خلفا کے ساتھ نہ لڑتے پس صاف ظاہر ہے کہ یہ وصیت کا مضمون محض بنایا ہوا ہے اور ناحق تہمت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا پر ہے اگر شک ہو تو ہم اسکو نقلاً بھی ثابت کرتے ہین

بقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

اس قول مین ہر چند ہم غور کرتے ہین کوئی نئی بات نہین نظر آتی وہی کہنہ لتّے جو متاع نفیس جیسی انسان محبی ستا

اور پرانی دکان بساطی صاحب کے ہین مخاطب صاحب بار بار اپنے بہائیون کیخبر سے جہا ہیونکے سامنے پیش
کرتے ہین کہ وہ لوگ اوسکو طرہ دستار افتخار بناوین اور ہر طرح اولٹ پلٹ کر اوسیکو دکہاتے ہین کہ وہ اوسکے
رنگینی پر فریفتہ ہو جاوین شیعہ بہلا ایسے بیہودہ ناپاک اقوال کالابوال پر کب نظر کرتے ہین آپ وصیت رسول خدا کا صبر
تحمل انکار کرتے ہین ارے حضرت صبر و تحمل اپنی مقام پر اون مکارم اخلاق سے ہی ہی کہ حق تعالے نے اسی صبر و تحمل
کی اپنی انبیا کو وصیت فرمائی حیث قال جلت آلاؤہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل اور اسی صبر و تحمل کی وصیت
انبیانے اپنی اوصیا کو فرمائی اور اوصیانے کل مومنین اور مومنات کو مامور بصبر و تحمل کیا تعجب ہے کہ بقول سنیان
جناب رسول خدا حضرت عثمان کو خبر اونکی شہادت کی دین اور امر بصبر فرمادین یہانتک کہ کل اہل مدینہ اونکی
نصرت کی اجازت طلب کرین اور وہ قبول نہ فرماوین کہ خلاف وصیت رسول خدا ہوگا اور اپنے تئین [illegible]
مروان کے مروانا قبول کرلین اور ہتیار ہاتھ سے نہ پکڑین اور کسیکو منع فرماوین اور اپنی تئین وقف کردین
تاکہ وصیت پیغمبر بلکہ سنت صبر پر قایم رہین اور اسی طرح سے جناب رسالتماب ابی ذر اور حذیفہ کو پیشین گوئی خبر
اپنی مابعد کی دین کہ بعد از من ائمہ جور ہونگے کہ مال اللہ کو کہا جاینگے اوسمین تصرف بیجا کرینگے اور جسم اونکے مثل ہمارے
مخاطب کے جسم آدمیونکے ہونگے اور قلوب اونکی قلوب شیاطین کے ہونگے اور اون صحابیون سے پوچہین
کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور کوئی صحابی کہی کہ مین تلوار اپنی کندہے پر رکہونگا اور اوسوقت اون اشقیا کو مارونگا
یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون وہ حضرت اونکے جواب مین فرماوین افلا ادلک علی خیر من ذلک یعنی مین
تمکو ایک بات بہتر اس تلوار مارنے سے نہ بتلاؤن بہتر یہ ہے کہ تصبر حتی تلقانی یعنی صبر کرو یہانتک کہ مجہسے ملاقات
کرو اور بعضو نسے فرمایا کہ تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنے بہتر یہ ہی کہ تو صبر کرے اور
اونکی بات کو سنے اور بمصلحت وقت اونکی اطاعت کرے اگرچہ تیری پیٹہ پر وہ کوڑے بہی مارین اور تیرا مال بہی چہین لین
تب بہی اونکی حکم کو سن اور اونکی اطاعت کر جیسا کہ احادیث اس مضامین کے جلد اول مین ہم صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے نقل کرچکے ہین پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ائمہ جور کے وقت مین وہ حضرت اپنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر اور سماعت
و اطاعت فرماوین اور جناب امیر علیہ السلام کو باوجود اسکے کہ حضرت جانتے تہے کہ انکی نزدیک جناب عمر بن عبدود
کی کچہ حقیقت تہی نہ تو عمر بن خطاب کی کیا حقیقت ہوگی کچہ نہ فرماوین کہ تمکو اون ائمہ جور کے وقت مین ذو الفقار

Presented by Ziaraat.Com

کھینچنا چاہیے کہ صبر کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہے کہ مراد ائمہ جور سے ہمارے ثلثہ نہین ہین تو ہم کہینگے کہ ابی ذر
و حذیفہ تو ثلثہ ہی کے وقت مین مرے پیغمبر پیشین گو کا انسے فرمانا کہ تم اوسوقت کیا کروگے اور پہر فرمانا
کہ تم صبر و اطاعت کرنا یہ سب عبث تہا پس جسطرح پیغمبر پیشین گو کی لغو گوئی عقل باور نہین کرتی اوسیطرح عقل سلیم
بہی باور نہین کرتی کہ جناب رسولخدا صلعم اونکے صحابی کو تو وصیت بصبر کرین اور ایسے شخص کو جو ایک آن مین دنیا کو
اولٹ دینے پر قادر ہو کچھ وصیت نہ کرین اور وہ حضرت بدون حکم خدا و وصیت رسولخدا غصب خلافت پر
اور خلفا کے خلافت پر صبر کرین اور فرماتین کہ فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نہبا وقد مر فی بیان
خطبۃ الشقشقیہ اعتراف اہل السنۃ بانہ خطبۃ علیہ السلام اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ وہ حضرت ہمیشہ افسوس
کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی بہی اسوقت اپنے موافق پاتا تو غاصبین خلافت پر حملہ کرتا پس عقل بداہت حکم کرتی ہے
کہ ایسے شجیع الاولین و الآخرین کا صبر کرنا بغیر حکم خدا و رسول ممکن نہین ہو سکتا ہے ہیجڑون کے ظلم و تعدی پر صبر کرنا
مردانکو کوہ بیستون سی گران تر ہے لیکن وہ حضرت روحی فداہ نے بحکم الہی و بحکم رسول اللہ اسپر صبر کر کے انکو
اپنی سپر بنا لیا واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ باقی ظفر و تشنیع لفظ غصب پر پس جواب اسکا مکرر دیا گیا کہ غصب
بقرینہ ذکر نکاح اس جگہ بمعنی نکاح بظلم و جور و بجبر و اکراہ ہے اور شیعون نے اوسکی تصحیح نہین کی لیکن اہل سنت احادیث
جبر و اکراہ کی تصحیح کرتے ہین پس اگر اسمین کوئی قباحت ہے تو قابل سزا وہی علمائے اہل سنت ہین جو تصحیح کرتے ہین نہ
شیعہ جو بکثیر منکر کل روایات نکاح ہین اور جو الزاما للخصم قبول ہی کیا ہے تو فرضا کیا ہے پس جنہون نے حقیقۃ قبول
کیا ہے اور تصحیح روایات کی ہے وہی قابل سرزنش ہونگے نہ فرضا قبول کرنے والے باقی استبعاد اس امر کا کہ
کیونکر ہو سکتا ہے کہ اکثر صحابہ دین حق او خلیفہ برحق سی پہر جاوین یہ وہی شبہات پارینہ سے ہے جو مخاطب نے
شروع کتاب مین کیا ہے اور ہمنے جلد اول مین اوسکی جوابات شافی دیئے ہین اور کل امت موسی کا گوسالہ پرستی
کرنا اور حضرت ہارون سے پہر جانا الا من شذ کلام اللہ سی ثابت ہے پس اگر صاحب منزلت ہارونی سی بہی لوگ
بہگا کوسالہ پرستی پہر جائین تو کیا استبعاد ہے حالانکہ احادیث صحیح مسلم و بخاری مین موجود ہے کہ جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ جو امم سابقہ مین ہوا اس امت مین بہی ہوگا اور جناب سید الشہدا کے ساتھ کل بہتر وفاشعارون کا
ہونا اور یزید کے ساتھ لاکھون کروڑون کا بلکہ خود عبد اللہ بن عمر کا ہونا جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے کہ جسکے لیے

حاجت بیان نہین یہ جواب بات کا بات سی ہی اب جواب پاجی پن کا جوتے کے ہاتھ سے چاہیے مگر ہمارا ہاتھ تو تھک گیا
اور یقین ہی کہ مخاطب کا سر بھی پلپلا ہوگیا ہوگا تھک مارین مارتے مارتے تھک گئی مگر اونکی خواہش بڑہتی جاتی ہی خیر
اور بھی دو چار ہاتھ لگا دینگے **قولہ** جو کہ اوپر صبر و تحمل کے تاویل سی جواب دیجیے **اقول** ہم ہی دس اوپر کے نیچے
اپنا قلم پر زور چلا چکے اور کل جوڑ بند آپکے ہلا چکے **قولہ** دوسری تاویل کو بیان کر کے **اقول** صبر کو وصیت
اور وصیت بصبر جیسے یہ خوش فہمی مخاطب ہے کہ دو باتین فرماتی ہین **قولہ** خیال کیا کہ صبر کی تاویل درست نہین ہی
اقول یہ شیعون کا خیال نہین ہی بلکہ تم ایسے شیخ چلی کا خیال ہی دیکھو ہنسنے کیسا تمہارے سر کا گھڑا توڑ کر تمہارا
بنا بنگر بگاڑا اور کبھی پٹیلا اور کبھی چرچھوان تمہارے موچی صاحب کے خدمت مین پیش کر کے اونہین کیسا بچھاڑا **قولہ**
وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سوائے صبر کے کچھ نہ کرین **اقول** ہرگز ہرگز عقل کسی عاقل کی باور نکریگی کہ جسکی شجاعت
کے دوست و دشمن مقر ہین اور ذوالفقار تک بھی وقت شمشیر زنی تمنا اوسی کا نام لیتے ہین اور کیسے کیسے شجاعان
عرب اور رستم و شان معرکہ حرب و ضرب اوسی سے زیر ہوئی ایسے شخص سے ممکن نہین ہی کہ بغیر حکم خدا و رسول
کے چند یہودون بزدلون کا محکوم ہو جائے اور صبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی فرمائے **قولہ** جو وقتی
پیش آنیوالے تھے لئے قولہ جناب امیر سے کہہ چکے تھے **اقول** بلکہ ادنیٰ ادنیٰ اصحابی و ابوذر و حذیفہ سب سے
کہہ چکے تھے اور ائمہ جور کے خبر دیچکے تھے اور ہر ایک کو وصیت بصبر و اطاعت حکام جور فرما چکے تھے کما مر من
صحیح البخاری و المسلم **قولہ** اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلاتے ہین **اقول** او باحیا او باشرم تیرے ہی علمای
باحیا و باشرم نے نکاح جبر و اکراہ کی روایتون کی تصحیح کی اپنی حیا اور شرم کے جوہر دکھلائی ہین شیعون نے
تو مطلق روایات نکاح کا انکار ہی کیا ہے تعجب ہی کہ قول کالبول کے فرض کر لینے والون کے شرم و حیا کی
جوہر دیکھے جائین اور اوسکے مصدقین و مصححین کے جوہر نہ دیکھے جائین شرم و حیا کے جوہر تو کشف ساقین
اور نظر الی الفخذین و ضم الصدر و التقبیل مین کھلتی ہین نہ جبر و اکراہ کے نکاح اور جور و ستم کے بیاہ مین لیکن
صاحبان قلب سیاہ کی نگاہ خطا و اشتباہ کرتی ہی کہ جوہر شناس و جوہر ہین اور مصرین جمیع و دو شین
مین فذرہم فی سکرتہم یعمہون و سیعلمون بعد حین ان ہم فی ضلال مبین **قولہ** ای بیشین باحیا و اسے
شیعیان باصفا تمکو اپنی حیا و صفائی قسم اسلئے قولہ بیان کرین **اقول** ای سیدان باحیا اور اسے عریان باوفا

تمکو اپنی عثمان باحیا کے قسم کہ ابن حجر مکی و عسقلانی اور ابو عمر بن عبد البر کے تقریر لطیف دربارہ نکاح جبر و اکراہ
مع کشف الساق والمیزر والتقبیل وضم الصدر کے روایت دیکھو اور اوسکے الفاظ اور مضامین کو سوچو کہ عمر
نوش کردار دوم خلفاء چہار اور بنات طیبات سرور کائنات کے نسبت کیا کچھ فرماتے ہین اور نکاح جبر و اکراہ ام کلثوم
کن لفظون سے تعبیر کیا ہی کہ سبحان اللہ جناب عمر بن الخطاب اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے محبت کا دعوی بہی کرنا
اور اونکے بنات اور اپنے عمر خوش ذات پر ایسی ایسی تہمتین بہی لگانا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ مثل کشف الساق و
ضم الصدر اونکے شان مین زبان پر لانا قریب ہی کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو اور سوچو صاحب اوس پاکی حسنا
اور مطلب صاحب پر غضب خدا نازل ہووے اور اوس پر اور اونکے علمای مصدقین و مصححین کے سر پر بجلی قہر کی گرے
کس منہ سے کسکے شان مین کیا کہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ حضرت عمر وہ ہین کہ جسکی عدالت پر ابو بکر کے جہوٹے حالات
اور جسکی عفت پر حالات فلیح کے الات نے قسم کہائی ہی اور ام کلثوم اوس معصومہ کی بیٹی ہین جسکی صورت کسی نے نہین دیکہی
جسکی عفت کی عصمت نے قسم کہائی اگرچہ اوس معصومہ کو ابو بکر نے دعوای فدک مین جہوٹا کر دیا اور وہ مرتے دم تک
غضبناک رہین کما فی صحیح البخاری و المسلم اور جب اوس معصومہ کا قیامت کے دن میدان محشر مین گذر ہوگا تب منادی
ندا کریگا کہ غضوا ابصارکم یعنے سب اپنی آنکہین بند کرلو کہ رسول کی بیٹی مظلومہ مغصوبۃ الحق گذرتی ہی کسیکی اوسپر نظر نہ پڑے
اسلیے کہ اونکی حالت پر نظر کرنیکے کسیکو اہل محشر سے تاب نہوگی بچہ معصوم محسن کا لاشہ ہاتہون پر پیراہن خون آلودہ
قتیل یوم السقیفہ دوش اطہر پر فرماتے ہونگے کہ خدایا اے اولادہ میری بای ذنب قتلت غرضکہ جسکی ماں کی عصمت کی خدا اسکے
نزدیک یہ قدر و منزلت ہووے اوسکی جگرگوشہ کے حضرات اہلسنت ایسی فضیحتی اور رسوائی بیان کرین اور جو باتین بقول
سبط ابن جوزی لو کانت امۃ لما فعل کذا یعنے کسی لونڈی کی بہی نسبت وہ باتین کسی کی زبان سے نہ نکلین اونکو ایسے
جناب کی شان مین بیان کرین قاتل اللہ الست کیون حضرت اسکا جواب ترکی بترکی طابق النعل بالنعل ہوا اور جوتے
پر جوتہ پڑا اور دو چار دہولین بہی اوپر سے جڑی گئین **قولہ** رہا عذر وصیت رسول خدا اسلیے قولہ نہ عقلا لائق تسلیم ہی
نہ نقلا **اقول** عقل عقلا تو یہی کہتی ہی کہ جب خود جناب رسول خدا نے کفار اور منافقین کی ایذا اون پر بحکم خدا
واصبر علی اذاہم صبر فرمایا تو اپنے اوصیا کو کیونکر وصیت بصبر نفرماتے اور عقل معاضد ہی باحادیث صحاح سنیان
کہ جب ادنی ادنی صحابی کو وصیت بصبر فرما دین اور کہین کہ تصبر حتی تلقانی و اسمع و اطع وان ضرب ظہرک و اخذ مالک

چھینے چھپر کر بہاتا کہ کسی ملاقات کرے اور ائمہ جور کی اطاعت کرا گرچہ پیٹھ کو ٹے بڑین اور تیرا مال چھینا جاتی
پیرا وصیا کو یہ وصیت کرنا بر رہا رے لیے لازم ہے **قولہ** واسطے ہدایت کے مبعوث ہوئے **اقول** ہان واسطے
ہدایت کے مبعوث ہوئے اسی لئے تو جہان جیسا محل و موقع تہا ویسا ہی فرمایا کبھی ابو جہل و غیرہ خناشاک کا سر تو
پڑے ناگوار افرمایا کبھی بیچارے ابو بکر کو پرانے جوتیان ابن ربیعہ کی کہلوائیں کبھی غار تیرہ و تار مین چھپے کبھی تلوار دین کے
منہ پر چڑے جب لشکر اسلام بہاگ کھڑے ہوے ہمارے نزدیک تو یہ سب باتین ہدایت ہی کے لئے تہین مگر مخاطب کے
نزدیک یہ سب باتین ضلالت کی تہین جب تو اسلام کو چھوڑ کر نیچریت اور کرسٹانیت کی طرف مائل ہوگئی نعوذ باللہ
منہ **قولہ** خلفاے ثلثہ خلافت غصب کر لیا **اقول** ہمکو یقین ہے کہ حضرت نے یہ نہین فرمایا ہوگا کہ تمہارے حواری
اور مسلمانان سلف نے اپنے محاورہ مین تعبیر بائمہ جور کیا ہے لیکن ہماری آنکہین نہین جاتے علاوہ اسکے ائمہ جور کو خلفائے
منتخب بنایا ہے خدا اور رسول نے تو سوائے جناب امیر کے کسیکو خلیفہ نہین کیا ائمہ جور تماری ہی خلیفہ ہین نہ خلیفہ حقیقی
فقالک اسماء سمیتموہا انتم و آباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان **قولہ** تماری بیٹیونکو چھین لیجاویگا **اقول** تماری ہان
بیٹیون کو جب کو روسی چھین لے گئے تو تمکو کب خدا اور رسول نے کہا تہا کہ تم اپنی جان لیکر بہاگ جانا پہر تم کیون بہاگ کھڑے
ہوئے تمہین اپنی آنکہون سے تم انسے تکو بہاگتے دیکہا کیا غیرت و حیا ہے کہ جنکے علما انکاح جبر و اکراہ کی تصحیح کرین وہی
چھین لینا بیٹیون کا نہ کہا جاوے اور جو اون احادیث کے تکذیب کرین اور اصل نکاح سے انکار کرین اونکی طرف
نسبت چھین جانیکی دی جاتی ہی اندہیر ہے اندہیر ہے **قولہ** کہ لوگ ظاہر اسلام نہ چھوڑ دین **اقول** جن لوگون نے
ظاہر اسلام دنیا کے واسطے اختیار کیا تہا جب دیکہتے کہ جناب امیر مانع اوس دنیا کے ہوتے ہین تو بیشک ظاہر اسلام کو
چھوڑ دیتے اسلئے کہ جو غرض ظاہر اسلام سے تھی وہ حاصل نہوئی تو ضرور اپنے باطن کو ظاہر کر دیتی کیونکہ باطن باطن
مین رکھنے سے کوئی فائدہ نہ تہا **قولہ** جنہون نے جہاد اور لڑائیون مین اپنی جان دینی مین دریغ نہ کیا **اقول**
جنہون نے دریغ نہ کیا اور مارے گئے خود رسول خدا نے شہادت اونکے ایمان کے دی لیکن امثال ابوبکر اور
اونکے اخوان جنہون نے جان دریغ کی اور ہمہ لڑائی سے بہاگ کھڑی ہوی اونکو خود حضرت پیغمبر نے فرمایا تہا
کہ لا ادری ما تحدثون بعدی یعنی مین نہین جانتا کہ بعد میرے تم کیا کیا کروگے جیسا کہ جذب القلوب وغیرہ سے
سابق مین گذرا **قولہ** جنکی شان مین خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہون **اقول** سابق مین گذرا کہ آیات

فضیلت مومنین کی شان مین ہین نہ منافقین کے شان مین بلکہ منافقین کے شان مین آیات رذیلت ہین وقد مر **قولہ**
ویسے سب کے سب الا قلیلا منہم ایسے منافق اور ناقص الایمان ہون **اقول** یہ وہی باتین ہین جو ابتدا ہی کتاب مین
آپنے بیان کین اور ہم اوسکی ردبخوبی آپ ہی کے قول سے کر چکے کہ بعد جناب رسولخدا بہتر فرقون سے ایک ہی ناجی
ہی تو جب بہتر فرقے گمراہ ہوے تو اوسکے کتنے لوگ ہونگے اور ایک جو بہتروان حصہ ہی کتنا ہوگا اور پہر حضور نے
شروع کتاب مین فرمایا تہا کہ بعد ایمان کے شیطان نے اکثر لوگون کو گمراہ کر دیا اور اونکے دلونکو عقیدہ ہای باطل
سے بہر دیا انتہی تو جب اکثر گمراہ ہوئے تو اقل باقی رہگئے وہی کامل الایمان تہی اور بیشتر منافق اور ناقص الایمان
اور مصداق اکثرہم لا یعقلون تہے اب بیان تعجب کرتے ہین کہ کیونکر سب گمراہ ہوگئے الا قلیلا منہم حضور کو اپنی
کہی ہوئی بات بہت جلد بہول جاتی ہے اسکو ہم کیا کرین **قولہ** اور پہر بہی کوئی مسلمان اونکا ساتہ نہ دی **اقول**
آپ خود دیکر فرماچکی ہین کہ کل مسلمانون نے اجماع کرکے ابوبکر کو خلیفہ بنایا پہر وہ کل مسلمان تو اپنے خلیفہ خود ساختہ کے
ساتہ تہی جناب امیر کا ساتہ دینے والا کون تہا الا قلیلا منہم اور وہ قلیل کہ چالیس سی بہی کم تہی ان ہزارون بلکہ
بقول آپکے لاکہون کا کیا کر سکتے تہے اسپر بہی جناب امیر فرماتے تہے کہ اگر چالیس معین بہی پاتا تو غاصبین پر حملہ
کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید جو بڑا دوست عمر اور ابوبکر کا ہے کہتا ہے **قولہ** تو ایسے جماعت کے ایمان و اسلام
سے کیا فائدہ تہا **اقول** بڑے بڑے فائدے تہے منجملہ اون فوائد کے یہ بہی تہا کہ تم ایسے فرعون اور ہم ایسے
موسی بقول مشہور لکل فرعون موسی پیدا ہوتے چلے جاتے ہین اور جنکا نطفہ بشرکت شیطان ناپاک ہی
وہ فرعون ہوتے ہین اور جنکا نطفہ باستعاذہ باسم الرحمان پاک ہے وہ موسے ہوتے ہین پس اگر خلفا جور
فنا کر دیئے جاتے تو فراعنہ کسکے حامی ہوتے کیون حضرت کیسا ایک چہوٹا سا فائدہ ہمنے بتا دیا فکن
من الشاکرین ولا تکن من الکافرین **قولہ** ظاہر مین کلمہ گو رہتے تو کیا اور بت پرست ہوجاتے تو کیا **اقول**
اگر بت پرست ہوجاتے تو اونسے بت پرست ہی پیدا ہوتے و لا یلدوا الا فاجرا کفارا اور جب کلمہ گو رہے
تو اونسے بمقتضائے یخرج الحی من المیت اٹہارہ سو نوجوان جنگل صفین مین معین امیر مومنان بہی پیدا ہوئے
کہ حضرت نے جب اونکیطرف نظر کی تو فرمایا کہ کہان ہین وہ لوگ جو مجکو شماتت کرتے تہے تلوار نہ کہینچنے پر
یوم السقیفہ اگر مین تلوار کہینچتا تو یہ لوگ کہانسے پیدا ہوتے **قولہ** ہی حضرات یہ معاملہ نکاح ام کلثوم کا ایسا

آسان نہین ہی **اقول** ای حضرات سنیہ بچارے شیعونکو تو ہم دیکھتے ہین کہ کل باتین مشکل ہین اور حضرات اہلسنت
کو کل باتین نہایت آسان بلکہ ابتدا ہی سی ایسا ہی ہے کہ خدا کی خدائی اونہین کے ہاتھ مین ہے جب تک پیغمبر موجود
تھے حضرت عمر اونکے اتالیق تھے کیا مجال تھی کہ بغیر اونکی رائی کے کوئی کام کرسکین جب منافق کے جنازہ پر نماز
پڑھنے لگے چونکہ خلاف رائے عمر تھا دامن پکڑکے کھینچا فدیہ جو اُسارائی بدر سے لیا گیا خلاف رائی عمر تھا اوسکی
یہ سزا تھی کہ سوائے عمر کے کل مستحق عذاب ہوگئے غرض ہمیشہ کلام اللہ مطابق رائی عمر نازل ہوتا تھا جیسا کہ
اونکے اوصاف مین اہلسنت فرماتے ہین گویا خدا بھی تابعدار تھا اور مجال نہ تھی کہ خلاف رائی مہر ضیا اونکے
کوئی حکم دیسکے اور بعد پیغمبر کے حضرت عمر ہی نے فلتۃ بیعت فورًا دوڑکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا کسی سی کیا
ہوسکا کیا سہل و آسان کام تھا انصار منکم امیر و منا امیر کہتے ہی رہے مگر جب حضرت عمر نے ابوبکر کی مشکل
آسان کردی تو پہر کیا مجال کہ گفتگو کسیکو بھی وہی برتاؤ پر حضرات اہلسنت کو بھی ہر بات آسان ہی جس بات کو
جی چاہا کہدیا کہ ثابت ہے جسکو جی چاہا کہدیا نہین ثابت ہے حدیث غدیر ایسی متواتر کہ جسکے قریب دو سو
صحابہ کے راوی اور صحاح مین موجود کہدیا کہ صحیح بخاری مین نہین ہی پس ضعیف ہوگئے اور اسکے خبر ہی نہین
کہ دست برد متعصبین ہوگئی پہر بہت ڈہونڈ ہکے نکالا کہ واقدی نی بہی ضعیف کہا ہے حالانکہ واقدی صاحب وہ
ذات شریف ہین کہ مقتدای اہل سنت نے کہا ہے کہ انہون نے بیس ہزار حدیثین جناب رسولخدا پر جہوٹہ بنائی ہین پس
ایک ایسے کذاب کے کہنے سے ضعیف ہوگئے کہ جماعت عالم اونکے متواتر کہین تو کہا کرین اونکے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اسیطرح سے حدیث عقد ام کلثوم کہ صحاح اہلسنت بالکلیہ اوس سی خالی ہین اور کل رواۃ کو اوسکے
کل علمای رجال نی دجال اور شیطان اور کذاب اور وضاع کہا ہے مگر چونکہ انہین متعصبین فی اوسکے
روایات جبر و اکراہ کی تصحیح کرلی ہی پس وہ متواتر ہوگئے اب شیعونکے انکار سے کیا ہوتا ہے بلکہ انکار بیجا ہے
اسلیئے کہ کچھ علمای شیعہ نے فرضًا و تسلیمًا الزامًا للخصم اوسکا اقرار بھی کرلیا ہے تو اب اوسکے تواتر مین کوئی
شک ہی نہین ہی سبحان اللہ حضرات اہلسنت کیسے کیسے اپنی شرم و حیا کے جوہر دکھلا رہے ہین ای حضرات
اثبات نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ ایسا سہل و آسان نہین ہی کہ روایات جبر و اکراہ چند شیاطین و دجالین کی
تصحیح کرکے اوسکو چہٹ پٹ مثل فلتہ بیعت بکری ثابت کرلو گے چند بیہودہ ان عجوزۂ دنیای غدارہ کو فراہم کرکے

Presented by Ziaraat.Com

خلیفہ بنا لینا بہت سہل اور آسان ہے مگر اثبات خلافت نبوی بہت مشکل ہے یہ شیعوں ہی کا دل وجگر ہے کہ دو ہزار دلیلیں
اثبات خلافت حقہ جناب امیرؑ پر قایم کریں اور کتاب الفین لکھ ڈالیں جسکا جواب ابتک نہو سکا کہاں حضرات سنیہ اور
کہاں اثبات نکاح ام کلثوم شیعوں نے خود کسی حدیث نکاح کی تصحیح نہیں کی سنیوں نے کچھ احادیث جبر و اکراہ کے
تصحیح کی مگر جب رواۃ اسکے شیاطین و دجالین ہیں تب وہ تصحیح و عدم تصحیح مساوی ہے حضرت مخاطب سے بندہ
کہتا ہے کہ تمسے تو ایک دلیل بھی اثبات نکاح بنت فاطمہ پر قائم نہو سکا اور ہمنے ابتدائی بحث میں دلائل تحقیقی و
الزامی عدم نکاح پر چند طرح سے قایم کر دئیے ہیں فانظر ثم وارجع البصر ثم ارجع البصر کرتین هل تری من فطور ومن لم
یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور **قولہ** اگر وہ نمک حلال ہوگا تو ضرور اپنی جان دینے پر مستعد ہوگا **اقول**
یہ بات صحیح ہے مگر نمک حلال کہاں ملتی ہیں ایسے نمک حرام جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر کو لڑائیوں میں سپرد کفار
کرکے اپنی جان بچاکر بھاگ کھڑے ہوتے تھے بعد پیغمبر انکی اولاد کا حق چھینا اونکے گھر جلانے پر مستعد ہوگئے الا قلیلا
منہم اور جبکہ از روے احادیث صحیح مسلم و بخاری وہ قلیل امور رہبہ تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کیا تو وہ
کیا کر سکتے تھے **قولہ** چار لاکھ اصحاب رسول میں ایک بھی ایسا نہ تھا **اقول** عجب نا شخص ہے چار لاکھ کا
دینے میں کبھی ایک روز جمع ہونا محال عادی ہے اور دشمن ہیں اگر ایسے ہوتے تو چار لاکھ جو خلیفہ بنانیوالے
تھے وہ کیا کر سکتے تھے بجز اسکے کہ اپنے جان پر کھیلتے مگر جب وصیت پیغمبر تھی تو جان پر کھیلنا سہل تھا
مگر خلاف وصیت کرنا اپنے ایمان میں خلل لانا تھا **قولہ** کیا بنی ہاشم میں بھی کوئی شخص نہ تھا **اقول** بنی ہاشم
میں قلیل ایسے بھی تھے مگر بنی ہاشم غیر بنی ہاشم سب ملا کر چالیس سے کم تھے ورنہ جناب امیرؑ کیوں فرماتے کہ اگر
چالیس آدمی پاتا تو غاصبین پر حملہ کرتا جیسا کہ ابن ابی الحدید کہتا ہے **قولہ** تب ہم کہینگے کہ وہ وصیت جنگ
شام اور صفین میں کیوں بھلا دی گئی **اقول** جنگ جمل و صفین فرماتے شرم آتی کہ بی بی عائشہ کو لشکر و مین
کہاں بچا سکتے ہیں ایسی سی شام و صفین کہا اور جمل و صفین نہ کہا لیکن کیا مضائقہ تھا سہو نہ ہو زن زن آ
نہ ہو ہر و شرہ خدا ہیچ انگشتیان نکرد اگر اونکے باجان نے ہر لڑائی میں نامردی کی تو اونکی بھی صاحب
تو مردانگی کی ہر کیفیت آپکا یہ فرمانا ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ آپ خود ہی ابھی ناقل ہو چکے ہیں کہ پیغمبر خدا نے
وصیت کی تھی کہ تم خلفائے ثلثہ کے عہد میں کچھ کہنا نہ تھی اور جنگ جمل و صفین عہد خلفائے ثلثہ میں نہ تھی تو وصیت کی تھی

پھر پھول جانے کے کیا معنے اوسمین تو صاف موجود ہے کہ جب لوگ تمہاری طرف رجوع کرین اوسوقت ناکثین
اور مارقین اور قاسطین کو سزا دینا کجا وہ وقت کہ جب اعوان و انصار جو شہر اونکا جہاد سے ہے نہون جیسی
سوجھے اونکا غار مین چھپنا اور ابوبکر کا پرانی جوتیان ابن ربیعہ کی کہانا اور کہان وہ وقت کہ اعوان و انصار
موجود ہون **قولہ** مرزا دبیر اور میر انیس کا مرثیہ ٹھہرا **اقول** کچھ بھلا دنیا مین ایسی بھی ہین کہ مضامین خیالیہ شعریہ
کو جنسے مقصود فقط قبض و بسط النفس ہوتا ہے اور خود قائل اوسکا مصدق نہین ہی اوسکی تصدیق کرتے ہین
اور اوسکو مضامین واقعیہ سے سمجھتے ہین ہمارے حضرت مخاطب بھی وہین لوگون سے ہین اور پہر تلیات اور
غزلیات شعرا سے علما پہ معترض ہوتے ہین کیا کرین بیچارے اعتراضات شیعہ سے سراسیمہ ہوکر پھر کوچہ
اور وادی مین سرگردان پہرتے ہین الاتری انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون ما لایفعلون **قولہ** علی کے
ساتھ تھے **اقول** سچ ہے کہ علی کے ساتھ تھے اور عثمان کے ساتھ نہ تھے ورنہ بیچارے کی ٹانگ کٹتے نہ کہاتی
اگر کیا کیجیے کہ جسوقت ابوبکر اور عمر کے ساتھ تھی ہرگز علی کے ساتھ نہ تھے ورنہ ابوبکر وعمر سے کیون بیعت کرتے
اور علی کو کیون چھوڑ دیتے جیسا کہ جناب امیر نہج البلاغہ مین بعد از شکایت از خلیفہ اول فرماتے ہین فما راعنی
الا انثیال الناس الی فلان فامسکت یدی یعنی کوئی امر مانع نہ تہا مجکو خلافت کے لے لینے مین مگر رجوع کرنا لوگونکا
طرف ابوبکر کے اور نہ متوجہ ہونا میری طرف پس جب یہ امر مین نے دیکھا تو اپنا ہاتھ کھینچا یعنے جب مسلمانون نے
رجوع بباطل کی اور حق سے ہاتھ اوٹھایا تو مین نے بھی اپنا ہاتھ کھینچا بالجملہ ایک وقت مین اگر کوئی باطل پہ ہو اور
قوم موسی وقت گوسالہ پرستی اور پھر رجوع طرف حق کے کرے تو ہوسکتا ہے کون کہسکتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
ہارون کے ساتھ تھی کبھی سامری کے ساتھ نہ تھے اسی باعث سے جناب امیر نے خطبہ اولائی روز خلافت مین
فرمایا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ **شعر** شکر للہ تخت پر بیٹھے امیر ٭ جلوہ آرا حق ہوا باطل گیا

قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

قال المخاطب المقام ہدا اللہ سبیل السلام

پوشیدہ نہ رہے کہ قطع نظر دلائل عقلی کے جس سے ابطال اس وصیت کا ثابت ہوتا ہے اگر ہم احادیث و

اخبار پر کتب شیعہ کے غور کرتے ہین تو اوس سے بھی غلط ہونا اسکا معلوم ہوتا ہے اس لیئے کہ حاصل وصیت کا یہ ہے
کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ کے زمانے مین صبر و تحمل کرین اور انکی کسی ظلم و ستم پر کچھہ نہ بولین پس اگر حضرت علی اونکے زمانہ مین صابر
اور شاکر رہتے ہون اور اونکے ساتھہ سختی اور درشتی کے ساتھہ پیش نہ آئے ہون اور اونکا مقابلہ نہ کیا ہو تو بیشک
ہم بھی تسلیم کر سکتے ہین کہ شاید ایسی وصیت ہوئی ہو لیکن اگر یہ امر ثابت ہو جاوے کہ حضرت علی نے اپنے جلال ظہر کو
کام فرمایا اور خلفاء ثلثہ سے سختی پیش آئے اور اونسے مقابلہ کیا اور اونکو ہر طرح پر ڈرایا اور اونکی قتل پر آمادہ
ہوئی تو کیونکر ہم قبول کرین کہ پیغمبر خدا نے وصیت کی تھی اسلیے کہ اگر وصیت کرتے تو ضرور حضرت علی اوسپر عمل کرتے
اور کسی امر مین چون و چرا نہ فرماتے لیکن چھوٹی چھوٹی باتون مین تو حضرت امیر اونکا مقابلہ کرین اور مرنے مارنے پر
مستعد ہو جاوین اور وصیت نبوی کو بجا لاوین اور ایسے بڑے معاملے مین مثل غصب ام کلثوم کے صبر و تحمل
کرین اور وصیت پر عمل فرماوین یہ امر ہماری ناقص فہم کی سمجھ سے باہر ہے اس دقیق مضمون کو حضرات شیعہ ہی
سمجھتے ہونگے اب ہم چند احادیث و اخبار کتب معتبرہ شیعہ سے نقل کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی
ذرا ذرا سی بات پر مقابلہ خلفا کا کرتے تھے اور اونکے قتل پر مستعد ہوتے تھے پہلی روایت کشف الغمہ مین مجاہد ابن اللہ
سے ایک روایت لکھی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر نے اثناء خطبہ مین لوگون سے کہا کہ اگر
مین چاہون کہ تمکو معلومات دینیہ اور معتقدات یقینیہ اور احکام شرعیہ محمدیہ سے پھیر دون اور یہ کہون کہ اسکو
چھوڑکر اون قاعدون پر چلو جو جاہلیت کے زمانے مین تھی تو تم میری اطاعت کرو یا نہین کسی نے کچھہ جواب نہ دیا
جب تین مرتبہ اسطرح پر حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا کہ اگر یہ حالت تمہاری ہم دیکھین اور تمکو
خدا کے دین سے پھرا ہوا پاوین تو دوسرا تائب ہم طلب کرین اور اگر تم توبہ کرو تو تمہاری توبہ قبول کرین اور
اگر توبہ نہ کرو تو ہم تمہاری گردن مارین حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ الحمد للہ کہ ہمارے دین مین ابھی ایسے آدمی ہین
کہ اگر مین منحرف ہو جاؤن تو وہ مجھے راہ راست پر لا سکتے ہین فقط پس جب حضرت علی حضرت عمر کے پوچھنے پر
ایسا سخت جواب دین اور اونکے قتل کرنے اور گردن مارنے پر اپنی مستعدی ظاہر کرین تو اگر حقیقت
مین حضرت عمر دین سے پھر جاتے اور احکام شرعیہ محمدیہ کو بدل دیتے تو حضرت علی اپنی قول کو پورا کرتے اور
ضرور اونکو مار ہی ڈالتے پس حضرت علی ہی مستعد کیونکر حضرت عمر کو اپنی بیٹی لے جانے دیتے اور کچھہ چون و چرا

نہ کرتے اصل ترجمہ بلفظہ اوس حدیث کا یہ ہے روایت است از محمد بن خالد الضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنا خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شرعیہ بر فنمایم و گویم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد و آیا متابعت من در آن خواہید شد یا مخالفت من مردمان ہمہ خاموش شدند ہیچکس جواب نگفت عمر بار دیگر ہمین سخن را اعادہ کرد از مجلس جوابی نشنید پس بگر بار ہمین مقالہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ کردید ترا از دین مصطفی منحرف یابیم تائب و تدبیر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن را از شاہ اولیا شنید گفت کہ در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم ثابت دارند انتہی بلفظہ دوسری روایت ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں ایک حدیث طویل نقل کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عمر فاروق کے دل میں اسقدر خوف اور ہیبت شاہ مردان کی تھی کہ انکو دیکھنے سے لرزہ آجاتا تھا چنانچہ بعد لکھنے ایک قصہ طویل کے اس مضمون کو ان لفظوں سے ادا کیا ہے علی ابراہیم از ابو ذر ثلثہ روایت کردہ است کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتیم ناگاہ اضطرابی در راہ یافتم و صدائی از سینہ او شنیدہ شد مانند کسیکہ از ترس مدہوش شود گفتم چہ میشود ترا ای عمر گفت مگر نہ بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان و زنندہ شمشیر را بر اہل شرک و علدار صاحب تدبیر را چون نظر کردم علی بن ابی طالب را دیدم الی قولہ تا این ساعت ترس او از دل من بدر رفتہ است ہرگاہ کہ او را می بینم چنین ہراسان میشوم فقط پس اب اس حدیث سے زیادہ اور کیا سند چاہیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر حضرت علی کے صورت دیکھنے سے ڈر جاتے تھے اور اونکے بدن پر ہیبت سے لرزہ ہونے لگتا تھا اور بہت دیر تک ہوش و حواس اونکے درست نہوتے تھے پس جب کہ حضرت علی کے دیکھنے سے یہ حال حضرت عمر کا ہوتا ہو اور اونکی ہوش و حواس انکی صورت دیکھنی سے جاتے رہتے ہوں تو کیونکر قیاس میں آوے کہ پھر اونکی بیٹی بجبر نکاح کر لیا ہو شاید حضرات شیعہ یہ فرماوین کہ اوسوقت حضرت علی کا جلال جاتا رہا تھا بلکہ معاملہ برعکس ہو گیا تھا تیسری روایت جناب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ عماد الاسلام میں لکھتی ہیں کہ کتب امامیہ میں لکھا ہوا ہے کہ حق تعالے نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ سب کے دروازہ مسجد سے بند کرین سوائی اپنے اور علی کے دروازہ کے جبکہ دروازہ بند ہوئے حضرت عباس نے عرض کی کہ میرے لیے بھی خدا سے عرض کیجیے

کہ میرا دروازہ کھولدیا جاوی آپ نے کہا ممکن نہین تب حضرت عباس نے کہا کہ ایک میزاب ہی کے لیے دعا کیجئے حضرت خاموش ہوئی اور خدا نے حضرت عباس کی درخواست ثانی کو منظور کیا پس حضرت خود او ٹھے اور حسب خواہش حضرت عباس کے سقف خانہ پر پرنالہ نصب کیا چنانچہ وہ پرنالہ تیس برس تک زمانہ خلافت عثمان قایم تہا ایک روز اوس پرنالہ کا پانی بہتا تہا کہ عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے حکم دیا کہ یہ پرنالہ اوکہاڑ دیا جاوی چنانچہ وہ اوکہاڑ دیا گیا اور عمر نے غیظ و غضب مین آکر کہا کہ اگر کوئی اسکو پہر لگائیگا تو مین اوسکی گردن مار ونگا حضرت عباس اپنے لڑکون کا تکیہ کرکے اوسی شدت مرض مین حضرت امیر کے پاس فریاد کو آئے اور کہا کہ مین دو آنکہین رکھتا تہا ایک تو جاتی رہی یعنے پیغمبر خدا دوسری باقی ہی یعنی علی بن ابی طالب مین نہجانتا تہا کہ تمہاری حیات ہی مجھپر یہ مصیبت ہوگی حضرت امیر نے فرمایا کہ تم اپنے گہر مین آرام سے بیٹہو دیکہو مین کیا کرتا ہون ثم نادی یا قنبر علی بذی الفقار فتقلدہ ثم خرج الی المسجد والناس حولہ وقال یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ وقال علی وحق صاحب ہذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذالک ولاصلبنہما فی الشمس حتی یتقددا فبلغ ذالک عمر بن الخطاب فنہض ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وہو فی موضعہ فقال لا تغضب احد ابا الحسن فیما فعلہ ونکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغداۃ مضی علی بن ابی طالب الی عمہ العباس فقال لہ کیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم ما دمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسک وقر عینا فواللہ لو خاصمنی اہل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ ولا ینالک ضیم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینیہ وقال یا ابن اخی ما خاب من انت ناصرہ فکان ہذا فعل عمر بالعباس عم رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیتہ منہ فی عمہ ان عمی العباس بقیۃ الاباء والاجداد فاحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن آذاہ فقد آذانی ومن عاداہ فقد عاداہ انی فسلمہ سلمی وحربہ حربی وقد اذاہ عمر فی ثلث مواطن ظاہرۃ غیر خفیۃ منہا قصۃ المیزاب ولولا خوفہ من علی علیہ السلام لم یترکہ علی حالہ انتہی بلفظہ پس حضرت امیر نے قنبر کو آواز دی اور کہا کہ میری ذوالفقار لانا چنانچہ وہ ذوالفقار لایا اور حضرت علی نے اوسکو حمایل کیا اور ہمراہ آدمیونکی مسجد مین آئی اور قنبر سے کہا کہ پرنالہ کو جہان تہا وہان لگا دی چنانچہ قنبر نے لگا دیا بعد اوسکے حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم ہے مجہکو صاحب قبر و منبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنالہ کو اوکہیڑا تو مین اوسکی گردن مارونگا یہ خبر عمر کو پہونچی تب وہ مسجد مین آئے اور پرنالے کو اپنی جگہ پہ دیکہا اور

کہا کوئی ابو الحسن یعنے امیر کو غضب مین نہ لاوے وقت صبح کے حضرت امیرؑ نے حضرت عباس سے پوچھا کہ
کیئے کیا ہوا حضرت عباس نے کہا کہ جبتک تم زندہ ہو چین و آرام سے گذرتی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ
قسم ہے خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھسے بخصومت پیش آوین مین سب کو قتل کردون فقط اس روایت کو بمطاعن
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مین لکھکر مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ اگر عمر کو علی کا خوف نہوتا تو کبھی پرنالہ اپنی جگہ پر
لگانے نہ دیتے غرضکہ جب ایک خفیف بات یعنے پرنالہ کے لگانے پر جناب امیرؑ اسقدر غیظ و غضب مین
آجاوین اور قنبر سے ذوالفقار منگاکر مسجد مین آوین اور اپنے سامنے کھڑے پرنالہ نصب کراوین
اور باوجودیکہ حضرت عمر کو تین برس گذر چکے تھے اور اونکے خلافت کا زمانہ شباب پر تھا اور پھر بھی اونسے
نہ ڈرین اور اونکے قتل کرنے پر مستعد ہو جاوین بلکہ تمام دنیا کے قتل کا بحالت مخالفت دعوی کرین تو کیونکر
قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خداؐ نے اونکو وصیت صبر کی ہوگی اگر واقعی حضرت نے وصیت کی ہوتی تو اس واقعہ
میزاب مین جناب امیرؑ کیون اوسکو بھول جاتے اور کس لئے ذوالفقار لیکر باہر آتے اور اگر حضرت علی بھی حضرت
عمر ڈرتے ہوتے تو کیون وہ چپ ہو جاتے اور کس لئے انکے لگائے ہوئے میزاب کو اوکھڑوا نہ دیتے
عجب حال ہے حضرات شیعہ کا کہ کبھی تو حضرت علی کو ایسا شیر دلیر بنا دیتے ہین کہ ذرا اوراسی بات پر اونکی قہر و
جلال کے قصے بیان کرتے ہین اور خفیف خفیف معاملات مین اونکا قتل و قتال پر مستعد ہو جانا ثابت کرتے
ہین اور کبھی اونکو ایسا خائف اور کمزور کر دیتے ہین کہ بڑے بڑے معاملات مین اونکو صابر و شاکر کہتے ہین
کیا حضرات شیعہ کے نزدیک حضرت ام کلثوم کا غصب ہونا حضرت عباس کے سقف خانہ کے میزاب کے
برابر بھی نتھا کہ اسپر تو اسقدر غیظ و غضب ہووے اور اوسپر صبر و سکوت کیا جاوے کاش جناب امیر میزاب کے
معاملہ مین سکوت فرماتے اور حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین اپنے جلال و قہر کو ظاہر کرتے اور قنبر سے ذوالفقار
لیکر باہر آتے اور عمر کے قتل کرنے اور گردن مارنے پر مستعد ہوتے تو یہ قہر و غضب بجا بھی ہوتا معلوم نہین
کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبل از واقعہ میزاب کے روایت کرتے ہین یا بعد اوسکے اگر نکاح قبل از واقعہ میزاب
تھا تو حضرت عباس کا جناب امیرؑ کے پاس معاملہ میزاب مین فریاد کو آنا بعید از قیاس ہے اسلیے کہ حضرت عباس
خوب جانتے تھے کہ حضرت عمر کے ڈر سے اونہون نے اپنی بیٹی کو دیدیا اور کچھ نہ بولے تو کیونکر حضرت عباس پھر

اپنے میزاب کے معاملہ مین اونکے پاس فریاد کو جاتے کیونکہ جب جناب امیر لڑکی کے معاملہ مین نہ بولے اور صبر کیا
تو پہر ایسے خفیف معاملہ مین کیا بولتے اور اگر یہ نکاح بعد از واقعہ میزاب ہوا تو جب حضرت عباس حضرت علی کو
سمجھانے گئے تھے کہ عمر آمادہ فساد ہے تم نکاح ہونے دو ورنہ وہ تمکو تکلیف دیگا تب اگر حضرت عباس اس قصہ کو
بھول گئے تھے تو جناب امیر یاد دلاتے کہ چچا تمکو یاد نہین ہی کہ تمہاری میزاب کے معاملہ مین مین نے کیا کیا اور
پہر کیسا ڈرا دیا پس کیونکر ایسے بڑے معاملہ مین مین اوس سی ڈر جاؤن اور اوسی وقت قنبر سے تلوار منگا کر
عمر کے پاس آتے اور اونکو میزاب کے معاملہ کیطرح ڈرا دیتے اگر ایسا کرتے تو پہر کیا مجال عمر کی تہی کہ وہ کچھ بولتی
غرضکہ ابتو حضرات شیعہ ان روایات کو دیکھین اور صبر یا وصیت کا نام زبان پر نہ لاوین اس لئی کہ ان روایات
سے اونکا ابطال ایسا نہین ہوا ہی کہ کسیکو کچھ کہنے کی گنجایش رہی ہو

یقول المتمسک بولایۃ علی بن ابیطالب علیہ السلام

ہمنے بیان کیا کہ دلائل عقلیہ مخاطب علیل اور اوسکی بعقلی کے دلیل ہین اور منتج ہین اور یہ استبعادات بیجا ہے کہ کیونکر
اکثر بیدین ہوگئے الا قلیلا منہم حالانکہ خود ہی شروع کتاب مین کہہ چکا ہے کہ شیطان نے بعد ایمان کے اکثر لوگون کو
بہکایا اور اونکے دلونکو اعتقاد باطل سے بہر دیا یہانتک کہ تہتر فرقون سے فقط ایک ہی فرقہ ناجی ہوا پہر اگر
پیغمبر خدا نے اون قلیل لوگون کو مطابق احادیث صحیح مسلم و بخاری امر بہ صبر کیا ہو اور تا بہ رجوع امر الی الحق
وصیت بصبر فرمائی ہو تو کیا قباحت لازم آئی اور کیون عقل اسکو قبول نہین کرتی باقی مخاطب صاحب اب جو
دلیل نقلی بذکر چند احادیث بترجمہ غلط بتصحیف الفاظ بیان کرتے ہین وہ بھی باطل ہی اسلئے کہ جناب امیر علیہ السلام
نے جن جن مقامات مین بتعلیم وحی رسول اللہ یا بعلم الہامی یا بہ علم ما کان و ما یکون جانا کہ ان مقامات مین سیر اسیع کرنا
موجب فساد عظیم ہوگا اور نوبت بقتال وجدال و انحراف عوام الناس از طریقہ اسلام نہ پہنچیگی وہان اشقیا کو
مانع افعال شقاوت مآل سی ہوئے اور جہان دیکھا کہ مآل اسکا طرف اقبح کے ہوگا پس بلحاظ اسکے کہ قول الفقہین
حسن ہے سکوت اختیار فرمایا اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت کا ایک ہی حکم ہوا اور وصیت بصبر متعلق
انہین مواضع سے تہی جہان کہ فساد عظیم ہوتا اور جن مقامات مین جناب امیر مانع ہوئی آخر تکی دیکھا کہ نوبت

Presented by Ziaraat.Com

کسی فساد کی نہین آئی باقی رہا یہ امر کہ جب خدا نے اونکو ایسی قدرت اور قوت اور طاقت بر خرق عادت دی تھی تو پھر
کل مقامونپر مقابلہ اشقیا کیون نہ کیا پس یہ وہ شبہہ واحدہ ہے جو کل انبیا اور اوصیا پر ہوتا چلا آتا ہے اور جیسے
اسکا جواب مقامات متعددہ مین دیا ہے کہ مشیت خدا اور مصالح شتی مقتضی اسکی ہوئی کہ لوگ مجبوری راہ دین نہ اختیار
کرین اور مسلمان ظاہری و مومنان باطنی تمیز ہو جاوین یہ ہے کہ انبیا و اولیا اللہ کبھی غالب ہین تا حجت خدا تمام ہو اور کبھی مغلوب
رہین تا کہ شائبہ الوہیت سے لوگ انکو بری سمجھین اور عباد خاشع و خاضع شمار کرین اور بل ہم عباد مکرمون کی تصدیق
کرین اس سی لازم نہین آتا کہ ہر غالب کو لازم ہے کہ ہر جگہ غالب ہو اور ہر مغلوب ہر جگہ مغلوب ہو جناب رسولخدا
اکثر مقامات مین مغلوب ہوئے اور دست کفار و منافقین سے اذیتین اوٹہائین اور اکثر مقامون پر بقوت تیغ ذوالفقار
اور بقدرت اعجاز اور بطاقت خرق عادات اشقیا پر غالب آئے ہین مخاطب صاحب کے نزدیک کل مقامات
اور اوقات کا ایک ہی حکم ہے اور سب وہان باثر ۲۳ خیبری ہین یہ کمال لیاقت علمی و رجوعات تہذیب اونکی ہے
قولہ ستیلہ روایت کشف الغمہ **اقول** اس روایت سے ثابت ہے کہ عمر نے ایسے کفر کا اظہار کیا اپنے کو
پابندان اسلام ظاہری نے بھی جو اسلام فقط واسطے حصول دنیا کے لائے تھے پسند نہ کیا اور کوئی اوسکا
ہمداستان نہوا لیکن خلیفہ صاحب کا رعب فظاظت و غلاظت مانع انکار بھی ہوا جناب امیر نے اوس کلمہ
کفر کا ایسا جواب دیا کہ پسند خاطر خلیفہ ساز ونکے ہوا اور کسی نے اوس سے انکار نکیا اور خلیفہ صاحب کو سوا
بات بنانے کے کوئی چارہ نہوا تو ایسی بات بھی کسی طرح کا شر اور فساد کہ موجب جدال و قتال وقت نبہاد
بسبب فقدان شرائط کے ہو جاتا بالکل بند ہوگیا پس ایسی مقام پر خاموشی کا ایسا محل تہا اور وصیت پر خاموشی محل فتنہ
و فساد مین تھے نہ ہر جگہ پر **قولہ** دوسری روایت بابا مجلسی نے **اقول** اس روایت سے ڈرجانا
عمر کا ایک وقت خاص مین کسی وجہ خاص سی ثابت ہوتا ہے بسبب تنہائی کے کہ اوس وقت مین ذریات
شیطان رفاقت شیطان ہی نہ تھی ہوش و حواس باختہ ہوگئے اس سے لازم نہین آتا کہ ہر وقت اونکا
یہ حال ہو بلکہ وقت طلب بیعت جو غلاظت و فظاظت عمر نے کی مشہور ہے کہ آپکو قتل کرکے سو لکڑی جلادین
سنی محققین مین فرماتے ہین کہ یہ کلام وحشیانہ تہا عمر سے سرزد ہوا اور صاحب مقاصد نے بھی کہا ہے کہ
یہ سب معتقد غلاظت ہین بارہا مین مثالین آئی ہین جس وقت اور امثال اوسکے وقت وصیت بسبب تھے

یہ

منظور خدا اور رسول یہ تھا کہ شیطان تو سایہ حضرت عمر سے بھاگتا ہی گیا تھا اب ضرور تھا کہ کوئی خلیفۃ الشیطان بجائے
شیطان واسطے امتحان خلائق کے رہے اسلیئے جناب امیر سے وصیت کی کہ جب کہ چند شیاطین ملکر خلیفہ رسول اللہ
بنائین اوسکو چھوڑ دینا اور اوسکے اذیتون پر صبر کرنا اسلیئے جناب امیر نے بعد اتمام حجت خدا صبر فرمایا اور مضمون
واصبر وما صبرک الا باللہ واللہ مع الصابرین والشیطان مع الجابرین الجائرین پر عمل کیا قولہ تفسیری روایت جناب مولوی
سید دلدار علی صاحب **اقول** اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ ابن خطاب سرنگون فی المیزاب نے
اوسکے بارے مین خلاف حکم صریح جناب ختمی مآب کے ایک حکم دیا کہ مسلمانان ظاہری سی بھی کسی نے اوسکو پسند نکیا اور
جناب امیر علیہ السلام نے جب اوسکے خلاف کیا تو حزب الشیطان سے کسی نے اوسکا انکار نہ کیا اور چونکہ جناب امیر
کو بفراست یا باخبار رسول اللہ یا بالہام یا بعلم ما کان وما یکون معلوم تھا کہ طالبان دنیا سے جنکا مقصد اونکی دنیا کو
بچانا ہی اس بارہ مین کوئی پرخاش نہ کریگا پس خوف کسی فتنہ و فساد کا نتھا اس لیئے پرنالہ لگا دیا جب عمر نے دیکھا کہ
کسی نے میرا ساتھ نہ دیا تو مجبور ہو کر اپنی قسم توڑی اور اپنے بدعت سے عنان عزیمت موڑی اور عمر کے ڈر سے کی وصیت
وصیت ظاہر ہے کہ روایات شیطان کو شیطان نے اپنا معین بنایا **قولہ** تو کیونکر قیاس قبول کرے کہ پیغمبر خدا اسکے
اونکو وصیت صبر کی کی ہوگی **اقول** قیاس مختل الاساس حضور کا وہی قیاس اول من قاس ہی ورنہ عقل سلیم
ہر صاحب دین و یقین کی حکم کرتی ہی کہ جو شخص قتل تمام دنیا کا بحالت مخالفت دعوی کرچکا ہو جز خدا و رسول کے اسی سے ڈر رہی بغیر حکم خدا و
رسول کی چند نامردونکی ایذادہی پر صبر نہین کرسکتا اور جن مقامات کو جانتا کہ وہان وہ فتنہ و فساد نہین ہوگا
جن مین حکم بصبر ہی وہان صبر کی کیا ضرورت تھی اسی سبب سے چھوٹی باتون پر صبر نکیا اور بڑی باتون پر کیا
اور معلوم تھا کہ غرض خدا و رسول امتحانا للناس چندے مہلت دینی شیاطین انس کی مہلت وہی شیاطین
جن تھی اور قتل و قتال مخالف اس غرض کی تھا پس جہان دیکھتے تھے کہ خلاف مرضی خدا و رسول نہوگا
وہان کچھ چشم نمائی فرما دیتی تھی ورنہ صبر فرماتے تھے **قولہ** کاش جناب امیر میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے
اقول کاش حضرت عمر ہی میزاب کے معاملہ مین سکوت فرماتے اور ام کلثوم کے نکاح کے حسب روایات
شیعہ بجبر و اکراہ خواہان نہوتے تو خیر ان سے بچا ہوتا **قولہ** معلوم نہین کہ حضرات شیعہ اس نکاح کو قبل زوا قعہ
میزاب روایت کرتے ہین **اقول** شیعہ تو اس نکاح سے انکار ہی کرتے ہین اگر بفرض روایات سنیہ

جبر واکراہ کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ حضرات سُنّیہ اس نکاح جبر واکراہ کو قبل از واقعہ میزاب روایت کرتے ہین
یا بعد اگر قبل از میزاب تہا تو سمجہا نا عباس کا جو روایات ذخائر العقبیٰ اور روایت سبط ابن جوزی تذکرہ
خواص الامّہ مین ہے کہ قال العباس زوّجہ فقد طلبنی سنہ کلام بیجا نہ تہا اس لیئی کہ کوئی کلام کسی نا فرجام کا اونکو الیسا
پہونچا تہا کہ جس سی اونکو خوف فتنہ و فساد عظیم ہوا اور اگر بعد از میزاب تہا جب بہی بیجا نہ تہا اسلیئے کہ معاملہ
میزاب مین کوئی خوف فتنہ و فساد مثل انکار اوس جناب کے نکاح سے نتہا تو نالش کرنا بہی بیجا نہ تہا نکاح
نکاح امّ کلثوم کے کہ اونکو سننے سے کلام نا فرجام بعض اللیام کے خوف فتنہ عظیم ہوا اسپر سمجہانا بہت بیجا اور درست
تہا اور خود ہی مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ معاملہ میزاب چھوٹی بات تہی اور نکاح بڑی بات اور ظاہر ہے کہ
چھوٹی بات مین چھوٹا فساد ہوگا اور بڑی بات مین بڑا فساد ہوگا پہر حکم چھوٹے اور بڑے کا ایک کیونکر ہوگا
مگر یہ کہ فرمائین کہ ہمارا یہی دستور ہے کہ ہم چھوٹے بڑے کو ایک حکم مین رکھتے ہین لہذا بڑی بڑی امّ کلثوم یعنی
بنت جرول خزاعی اور بنت عقبہ بن معیط اور چھوٹی امّ کلثوم یعنے بنت ابی بکر جو عمر کے مرنیکی وقت ساتا آٹھ
برس کی تہین دونون ہی ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنواتے ہین شیعہ کہتی ہین بہت ٹھیک بہت بجا بار
شکر خدا کا کہ حضرت عمر اور امّ کلثوم بنت ابی بکر سے بلا ہرج و مرج قریب مرگ کچھ معجزے بزرگ ظاہر ہوئے
انا نسخر منکم کما تسخرون لیکن مسخرون سے کہانتک تسخریہ کیا جاوے

قال المخاطب التمتام هداہ اللہ سبل السلام

تیسری تاویل تقیہ اگرچہ جو کچھ ہم نے صبر اور وصیت کی تاویل مین بیان کیا اسکا بہی بطلان بخوبی ہو گیا
لیکن خاص اس لفظ سے ہم کچھ بحث کرتے ہین بعض علمائی شیعہ نی فرمایا ہی کہ حضرت امیرؑ کو حکم تقیہ کرنے کا تہا
اس لیئی وہ معذور و مجبور تھے اور نکاح کر دینے مین وہ بجا آوری فرمان الٰہی کی کرتے تھے اور امتثال
امر الٰہی مقتضی اجر ہے چنانچہ اسی مضمون کو باین الفاظ صاحب نزہہ اثنا عشریہ نے بجواب تحفہ کے ادا کیا
قائلین بہ تقیہ میگویند کہ شارع شنے را کہ بطریق تقیہ واقع شود مقام مامور بہ قرار دادہ پس در بجا
آوردن آن امتثال امر الٰہی است و این معنی مقتضی اجر است اور اسی طرح پر سید مرتضیٰ ملقب بہ علم الہدیٰ

اور ابن مطہر حلی نے بھی فرمایا ہی کہ یہ تقیہ اوس سی زیادہ نہین ہی جو کہ درباب امامت کے جناب امیرؑ نے کیا اور صاحب تحفہ
کی یہ عبارت بعینہ ترجمہ مصائب النواصب کے اعتراض چہارم کا ہے غرضکہ ان روایات سے یہ امر ثابت ہے کہ
جناب امیرؑ نے تقیہ کے سبب سے نکاح کرا دیا اور چونکہ حضرت امیرؑ مامور بہ تقیہ تھے اسلیئے اس نکاح مین مستحق اجر ہوئے
لیکن تاویل تقیہ کے باطل ہے چند وجوہ سے **وجہ اول** تقیہ خود تہمت حضرات شیعہ کی ہے اہلبیت کرام پر اور
کبھی کسی امام نے نہ تقیہ کیا نہ وہ مامور بہ تقیہ تھے کہ اسکو ہم بحث تقیہ مین ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالے **وجہ دوم**
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال مین آتے ہین یا خوف جان یا خوف عزت عزت تو اس نکاح کے کر دینے سے جاتی ہی
رہی پس اسکا خوف تو باقی ہی نرہا جسکے لیئے حاجت تقیہ کے ہوتی رہا خوف جان اوسکے سبب سے جناب امیرؑ
مامور بہ تقیہ نہ تھے کہ اسکو علمائے شیعہ نے خود تسلیم کیا ہے جیسا کہ تقلیب المکائد مین علامہ کنتوری لکھتے ہین کہ شیعیان ہرگز
نمیگویند کہ حضرت امیر المومنین بسبب خوف ہلاکت جان خود ترک قتل و قتال ابوبکر کردہ بود بلکہ میگویند کہ حضرت امیر المومنین
ہیچیکے از فرائض و واجبات را ترک نکردہ و تقیہ بجہت خوف ہلاکت جان خود نبود بلکہ بجہت خوف ہتک عرض و ناموس
بود **وجہ سوم** اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تہا تو خود حضرات شیعہ اسکو قبول نکرینگے اسلیے کہ اونکے
مذہبی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی دفعہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما
نے حضرت امیرؑ کے قتل کا ارادہ کیا تہا لیکن وہ بسبب شجاعت حضرت امیرؑ کے پورا نہوا جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتے ہین کہ جب حضرت علی نے معاملہ فدک مین ابوبکر و عمر کو بہت سخت سست کہا اور اونسے معارضہ کیا تب
ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ آج علی نے کیا کیا اگر ایک دفعہ اور ایسا ہی وہ کرینگے تو ہماری سب کام
درہم و برہم ہو جاوینگے یہ سُنکر عمر نے کہا کہ میری صلاح یہ ہے کہ علی قتل کر دیئے جاوین اور اس خدمت پر خالد
ابن الولید کو متعین کیا اور صبح کی نماز کا وقت اونکے قتل کا مقرر ہوا چنانچہ جب صبح کے نماز کو حضرت علی مسجد مین
آئے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے نماز کو کھڑے ہوئے اور خالد تلوار باندھکر حضرت علی کے برابر کھڑے ہوئے
جبکہ ابوبکر تشہد کے لیئے بیٹھے تب اونکو ندامت ہوئی اور فتنہ و فساد سے ڈرے اور شدت اور سطوت
و شجاعت حضرت امیرؑ کی اونکو معلوم تہی تب ایسا خوف ابوبکر پر غالب ہوا کہ نماز ختم نکر سکے بار بار تشہد پڑہتے
اور خوف کے مارے سلام نہ پھیرتے آخر خالد سے کہا کہ جو کچھ مین نے تمسے کہا ہے وہ نہ کرنا چنانچہ بعد نماز کے

حضرت علی نے خالد سے پوچھا کہ تمسے ابو بکر نے کیا کہا تھا اونہون نے کہا کہ تمہارے قتل کو کہا تھا اور اگر وہ مجھے
منع نہ کرتے تو ضرور مین تمکو مار ڈالتا کہ حضرت علی نے غصے مین آکر خالد کو پکڑا اور زمین پر دے مارا جب عمر چلانے لگے
اور لوگ جمع ہو گئے تب حضرت امیر نے خالد کو چھوڑ دیا اور گریبان عمر کا پکڑا اور کہا کہ اگر وصیت رسول
خدا کی اور تقدیر الٰہی نہوتی تو تم اسوقت دیکھتے کہ کون ضعیف ہے ہم یا تم اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
حضرت امیر نے خالد کو ایک اونگلی پر اوٹھا لیا اور ایسا دبایا کہ اوسکی جان نکلنے کے قریب ہو گئی اور خالد نے پاخانہ
پھر دیا اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا اور بات زبان سے نہ نکل سکی اور جو کوئی نزدیک جاتا کہ خالد کو چھڑا دے اوسکی طرف
شیر خدا ایسے غضب کے نگاہ سے دیکھتے کہ وہ ڈر کے مارے لوٹ جاتا آخر حضرت عباس آئے اور اونہون نے
قسم دیکر خالد کو چھڑایا فقہائے حضرات شیعہ اس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی رسول کی شجاعت اور مردانگی
پر خیال کرو اور پھر معاملہ نکاح ام کلثوم پر نظر کرو اور سوچو کہ اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا
تو عمر کی یا کسی شخص کی مجال تھی کہ وہ جناب امیر کو ڈرا کر اونکی بیٹی لے لیتا اور حضرت علی قتل کے خوف سے کچھہ
نہ کہتے اگر حضرت امیر کو حضرت عمر نے خوف دیا تھا اور اونکو مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی تو کیون حضرت علی خاموش ہو گئے
اور کس لیے عمر کو ایک اونگلی پر اوٹھا کر زمین پر نہ دے مارا اور اگر کوئی اونکا حامی ہوا تھا تو کیون اوسکی طرف
غضب کے نگاہ سے نہ دیکھا ہم اگر اس روایت کو ملا باقر مجلسی کے قبول کرین تو پھر بھی ہمارے ذہن مین یہ بات
نہین آسکتی کہ حضرت علی ام کلثوم کے نکاح مین ایسے خوف زدہ اور مضطر ہو جاوین کہ کچھہ نہ فرماوین اور اپنی
معصومہ بیٹی کا غصب ہونا پسند کرین اگر اس روایت پر بھی خاطر جمع نہو تو ہم دوسری سند شجاعت علی مرتضیٰ
شیر خدا کے بیان کرتے ہین کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین مین لکھتے ہین کہ بعد از غصب فدک حضرت امیر المومنین بہ ابو بکر
نامہ نوشت در نہایت شدت و حدت و تہدید و وعید بسیار دران درج نمود چون ابو بکر نامہ را خواند بسیار
ترسید و خواست کہ فدک را و خلافت را بہ او رد کند پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کی ایک
خفگی کے خط سے حضرت ابو بکر صدیق ایسا ڈر گئے کہ فدک اور خلافت چھوڑنے پر مستعد ہوئے تو حضرت علی
کو کون مانع تھا کہ حضرت ام کلثوم کے معاملہ مین بھی حضرت عمر کو ایک نامہ لکھتے اور اپنے شجاعت اور مردانگی یاد دلا
اور جو تہور اور سطوت پہلے حضرت نے ظاہر کی تھی اوسکا ذکر کر کے ڈراتے حالانکہ کہیں کسی روایت شیعہ کی

Presented by Ziaraat.Com

ثابت نہین ہوتا کہ حضرت علی نے کوئی خط لکھا ہو یا حضرت عمر کو ڈرایا ہو اگر اور کچھ نہو تا تو حجت تو تمام ہو جاتی لیکن جناب امیر
کے سکوت اور خاموشی کا سبب ایسے نازک معاملہ مین ہماری سمجھ مین نہین آتا اور تقیہ کرنیکی کوئی وجہ ایسی بڑی ظاہر نہین
ہمکو معلوم نہین ہوتی شاید اس معاملہ مین کوئی سر اسرار امامت سے ہوگا جو ہماری سمجھ مین نہین آسکتا اس لیئے کہ اسرار
امامت کو سوائے ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے اور مومن کامل کے دوسرا سمجھ ہی نہین سکتا ہی جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین
مین لکھتے ہین کہ غرائب احوال وخفایای اسرار ایشانرا خلق نمید انند وتاب شنیدن انہا ندارد مگر ملک مقرب یا
پیغمبر مرسلے یا مومن کاملے کہ حق تعالے دل اورا امتحان کردہ باشد وبنور ایمان منور گردانیدہ باشد مجھے اس مقام پر
ایک حدیث امام محمد باقر علیہ السلام کی یاد آتی ہے جو کہ کلینی نے بسند معتبر لکھی ہے کہ امام کی دس نشانیان ہین منجملہ ان نشانیون
کے نشانی نہم ہین وہ لکھتے ہین کہ جو فضلہ امام سے جدا ہوتا ہے اوس سے مشک کی بو آتی ہے اور زمین کو خدا نے
موکل کردیا ہے کہ وہ اوس فضلہ کو نگل جاتی ہے فقط پس نہایت تعجب ہے حضرات شیعہ سے کہ باوجودیکہ امام کے
فضلہ کے نسبت تو یہ اعتقاد کرین کہ اوسکو زمین نگل جاتی ہی اور اوس مین بدبو نہین ہوتی بلکہ مشک کی بو اوس سے
آتی ہی اور پر اوسی امام کے جگر کے پارے اور بدن کے ٹکڑے کے نسبت کہین کہ اوسکو ایک غاصب نے غصب
کر لیا ای حضرات شیعہ ذرا تو سوچو کہ فضلہ امام کا زمین کو کس لیئے سپرد ہوا اور خدا نے کیون اوس مین مشک
کی خوشبو رکھی اسی واسطے کہ فضلہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے اگر وہ زمین پر رہیگا کپڑے پڑینگے بدبو پھیلیگی لوگ
دیکھکر نفرت کرینگے اور چونکہ اوسکو ایک تعلق امام سے ہے گو وہ تعلق نہایت تعلقات بعیدہ سے ہے اس لیئے
خدا نے امام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیئے فضلہ کو زمین کے سپرد کیا کہ وہ نگلجاوے تو کیا حضرت ام کلثوم جو حضرت
سیدۃ النساء کے ایک جزو تھین اور حضرت علی کے جسم کی ایک ٹکڑا تھین خدا کے نزدیک ایسی بے قدر تھین کہ
خدا اونکی کچھ بھی حفاظت نکی اور اونکو ایک غاصب کے پنجہ سے نہ بچا یا کیا اونکو کچھ بھی نسبت حضرت علی
سے نہ تھی اور کیا اونکو کچھ تعلق سیدہ پاک سے نہ تھا اور کیا اونکی ایسی بے عزتی سے کچھ لوث دامن پاک
پر جناب امیر کے نہ آتا تھا اور کیا اونکے غصب سے کوئی داغ ائمہ اطہار کے شان مین نہ لگتا تھا ای بہائیو
ذرا سوچو اور شرماؤ اور انصاف کو دخل دو کہ سوائے اسکے کہ تم اقرار کرو کہ حضرت عمر صلاحیت زوجیت
کی رکھتے تھے کسیطرح پر یہ الزام رفع ہوسکتا ہی یا نہین

بقول المتمسک بولایة علی بن ابیطالب علیہ السلام

ہمنے سابق مین بیان کیا کہ تقیہ بصبر تہا اور صبر بتقیہ تہا اور نہ صبر منافی شجاعت ہی نہ تقیہ منافی شجاعت ہان
جبن البتہ منافی شجاعت ہی جسطرح حضرات ثلثہ کہ شدائد حرب وضرب پر صبر نہ کرسکتے تھے اور میدان جنگ سے
بھاگ کھڑے ہوتے تھے اگر صبر منافی شجاعت ہوتا تو خداوند عالم اپنے پیغمبرون کو حکم بصبر بر ایذای کفار ومنافقین
پر نہ فرماتا قال اللہ تعالی فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل یعنی جسطرح کل انبیائی اولے العزم نے صبر کیا تو بھی
صبر کر پہر فرماتا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون یعنے صبر کر اور نہین ہی صبر
تیرا مگر ساتھ اللہ کے اور نہ غمگین ہو اوپر اونکے اور نہ دل تنگ ہو اونکی مکاریون سے بلکہ کل مومنین سے
فرماتا ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین یعنے اگر عوض لو موذیون سے تو بمقدار
اوسکے لو جو تمھے ایذا پائی ہے اور اگر صبر کرو یعنے عوض نہ لو تو بہتر ہے وہی صبر کرنا واسطے صابرین کے پہر
فرماتا ہے واللہ مع الصابرین یعنی خدا ساتھ صابرین کے ہے بلکہ حکم صبر صاحبان قوت وقدرت وشجاعت
ہی کو کیا جاتا ہے اور جو عاجز اور جبان ہے وہ تو جہک مارکے صبر کریگا اور صبر نہ کریگا تو پہر کیا کریگا باعتقاد کل
اہل اسلام جناب رسولخدا اشجع الاولین والآخرین تھے مگر کیسی ایذاؤن پر کفار اور منافقین کی صبر کیا
بلکہ باوجود قدرت صبر کرنا اعلائی مرتبہ کی شجاعت ہی نہج البلاغہ مین جناب امیرؑ بھی فرماتے ہین الصبر شجاعة
صبر شجاعت ہے کتاب مستطرف سُنیان مین مذکور ہی عن ابی ہریرہ قال قال رضی اللہ عنہ لیس الشدید بالصرعة
انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب مثلہ فی المشکوة بل ہو متفق علیہ علی ما ذکرہ فی بلوغ المرام یعنے فرمایا
جناب امیرؑ نے کہ نہین شدید وقوی وشجاع ہے زمین پر گرا دینے والا بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنے نفس پر
قادر رہا اور صبر کرے وقت غیظ وغضب اور مثل اسکے مشکوة مین بھی ہی بلکہ صاحب بلوغ المرام نے
کہا ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہی بالجملہ کچہ الو مثل حضرت مخاطب کے سمجھتے ہین کہ ہر جگہ مار ڈالنے اور مرجانے
کا نام شجاعت ہے خواہ اوسکا محل ہو یا نہو حالانکہ اسکو تہور کہتی ہین کہ صفات مذمومہ سے ہے اور شجاعت
جو امر ممدوح ہے وہ یہ ہے کہ بمحل جان دینے اور مارنے اور مرنے کا ہے جسطرح وقت مقابلہ کفار صف شکنی

کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مارو اور مرو وہان مثل حضرات ثلثہ کے بھاگ کھڑا ہونا عین نامردی ہے اور جسجگہ خدا نے
کسی مصلحت سے جان دینے اور لینے کا حکم نہین دیا ہے بلکہ منع فرمایا ہے وہان کتنا ہی غیظ و غضب ہو
اور جان و مال و آبرو پہ بنے اور دشمن کے فی النار کرنے پر بھی قدرت تامہ حاصل ہو مگر ابتغاءً لرضاء اللہ
صبر کرنا اور نفس کشی کرنا انتہا مرتبہ کی شجاعت ہے کہ جس سے فوق دنیا مین کوئی شجاعت نہین ہو سکتی
اور باتفاق ہمارے اور مخالفین کے جناب امیر کو عہد ثلثہ مین حکم جہاد نتھا سنیونکے نزدیک تو اسوجہ سے
کہ کوئی حق جناب امیر کا نتھا اور شیعونکے نزدیک حق اونھین کا تھا مگر مصالح خداوندی برائے
چندے ابقائے غاصبین ظالمین مثل ابقائے شیاطین کے امتحاناً للناس اصلح تھا یا بسبب فقدان شرائط
جہاد کے کہ اوسی سے قلت اعوان و انصار ہے حکم جہاد نہوا پس مثل جناب رسولخدا ابتدا مین
ایذائے کفار و منافقین پر صبر کیا اب کوئی بیحیا اس صبر کو بیحیائی کہے اور کوئی رذیل رذالت کہے
اور کوئی ذلیل منافی شجاعت کہے تو یہ سب کہنا دلیل و سکی حماقت اور بیدینی کی ہے اب اسی پر
قیاس امر تقیہ کو بھی کرنا چاہیے کہ تقیہ بھی وقت تقیہ ایک امر مامور من اللہ ہے پس اوسکی بجا آوری
مین مردان خدا پر جو گذر جائے وہ گذر جائے اوسپر صابر اور متحمل ہونا عین شجاعت ہوگی نہ منافی شجاعت
ورنہ جناب رسولخدا کا کبھی غار ثور و تار مین کبھی خانہ زید ارقم مین چھپنا اور بنائے خانہ کعبہ کو لطور اصلی
بخوف ارتداد قوم عائشہ ترک کرنا اور خندق گرد مدینہ کھودنا اور مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کرنا اور
یار غار کو اپنی جوتیان ابن ربیعہ کی کھانے دینا سب منافی شجاعت سمجھنا چاہیے حالانکہ باعتقاد
کل اہل اسلام وہ حضرت اشجع الاولین و الآخرین تھے پس جسطرح طاعن اونحضرت پر ملحد و زندیق ہے اوسطرح
طاعن جناب امیر پر ملحد و زندیق ہے اور اثبات تقیہ نظر بمصالح تقیہ مقامات متعددہ مین اس کتاب کے
مذکور ہو چکا ہے اور نظر بمصالح وقت کسی وقت مین سکوت کرنا اور خاموش رہجانا کسیطرح منافی قوت
و قدرت نہین ہو سکتا ورنہ خداوند تعالی کا چار چار سو برس مدعیان الوہیت سے سکوت کرنا مثبت عجز
قادر علی الاطلاق ہو جاتا۔ حالانکہ واللہ اشد باساً و اشد تنکیلا خود خدا فرماتا ہے اور بیٹی کو ایک
بادشاہ وقت سے کہ وہ منافق بظاہر مسلم ہو نظر بمصلحت وقت بدون خوشی خاطر بیاہ دینے مین کوئی

ہتک عزت و آبرو نہین ہے پس یہ عین ہتک حرمت محض جھوٹا اور دغاباز اور مکار ہے واللہ ہو من کیا اوسکا دین و نعمت
علی اسکا دین قولہ اوسکا بھی ابطال بخوبی ہو گیا اقول اوس ابطال کا ابطال بھی بحمد اللہ بخوبی ہو گیا اور جو کچھ اوسکا
لکھا تھا سب جھوٹ ہو گیا اور آگے کیا چلتے ہو اپنے پیچھے کی تو خبر لو قولہ غرض کہ ان روایات سے یہ ثابت ہوا
اقول ان روایات سے مشار الیہ معلوم نہوا کہ کون روایات مراد ہین آیا وہ روایات مراد ہین کہ علماے
شیعہ اوسکی تصحیح نہین کرتے بلکہ اوسکے ضعیف اور مجہول و نامعتبر ہونیکی تصریح کرتے ہین یا وہ روایات مراد
ہین کہ علماے سنیہ اوسکی تصحیح کرتے ہین اور شیعہ اوسکو فرض و تسلیم کرکے جوابات دندان شکن دیتے ہین پس اگر حقیقت مین
وہ روایات جھوٹے ہین جیسا کہ اعتقاد شیعہ کا ہے اور کیونکر جھوٹے ہون حالانکہ مضامین قبیحہ شنیعہ مثل لبس
کنار کشف الساق والمنبر پر مشتمل ہین تو پہلے اونکے راویان دجالین و شیاطین کو برا کہو جیسا کہ تمہارے علماے
رجال نے کہا ہے پھر بار دیگر اپنے علماے مصححین کے نام پر ہزار ہزار جوتیان مارو کہ ایسے اخبار واہیہ کی تصحیح کیون
کرتے ہین کہ شیعہ اوسکو فرض کرکے اولٹی سیدھی جوتیان مارتے ہین قولہ وجہ اول تقیہ خود تہمت حضرات
شیعہ کی ہے اقول یہ تو جب ہو کہ ہم آیات قرآنی اور احادیث صحاح سنیہ سے اوسکا ثابت نکرین اسی
کتاب کے مقامات متعددہ مین ہم اسکو عقلاً و نقلاً و بآیات و باحادیث و تفاسیر اہلسنت ثابت کر چکے ہین
فمن لا تقیۃ لہ لا دین لہ والتقیۃ دینی ودین آبائی وصح ذلک عن ائمتنا الکرام علیہم السلام رغماً لانف اللئام
قولہ ہم بحث تقیہ مین ثابت کرینگے اقول یہ حیلہ حوالہ اپنے بھائیون کنجڑے قصائیون کے لئے کیجیے
سے آدمی را بچشم حال نگر . از خیال بدی و دی بگذر . ابھی تو آپ جھوٹے ہین آیندہ بھی انشاء اللہ
جھوٹے ہی رہیگا جب کشف بطن کشف سے مقام تقیہ بروز کریگا تو دیکھا جائیگا انشاء اللہ اوسکی بھی راہ
مسدود کرنے والے ہزارون ہو جائینگے خاطر جمع رکھیے دیکھیے گا کبھی کوسے نہ رہیگا قولہ وجہ دوم
تقیہ کرنیکے دو سبب خیال مین آتے ہین یا خوف جان یا خوف عزت اقول حضور کا خیال تو شیخ
چلی کا خیال ہے ہم پوچھتے ہین کہ وجہ انحصار دو مین کیا ہے کیا احتمالین دائر بین النفی والاثبات ہین
کہ احتمال ثالث محال ہو جناب رسول خدا کا ترک ہدم بیت بہ نیت بناے ابراہیمی بخوف ارتداد قوم عائشہ
بخوف جان تھا یا بخوف مال تھا یا بخوف آبرو تھا اصل یہ ہے کہ تقیہ کسی خوف سے نہین ہے جز خوف خدا کے

Presented by Ziaraat.Com

یعنے جس مقام پر جان یا مال یا آبرو دینے کو خدا نے نہین کہا ہے یا جس جگہ فتنہ و فساد جدال و قتال کو خدا نے
منع فرمایا ہے وہان جان و مال و آبرو دینا یا فتنہ و فساد ممنوع قائم کرنا خلاف طاعت خدا ہے اور
دوستان خدا کو البتہ معصیت خدا سے ڈرنا لازم ہے اور اسیطرح جسجگہ پر خدا نے جان و مال و آبرو پر
کھیل جانے کو اور فتنہ و فساد جدال و قتال کفار کے ساتھ عمل مین لانے کو کہا ہے جیسے مقام جہاد مین
وہان جان و مال و آبرو بچانا اور فتنہ و فساد سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہونا جیسے حضرات ثلثہ کا اتفاق ہوا یہ بھی
عین معصیت خدا ہے پس جو شخص کہ معترض جناب امیر پر ہے پہلے وہ حکم خدا و رسول نسبت جناب امیر علیہ السلام
بدلیل عقل و نقل ثابت کرے پھر اوسکی مخالفت جناب امیر سے ثابت کرے تب قصد اعتراض کرے اور بغیر اسکے
زق زق و بق بق کرنا محض جھک مارنا ہے **قولہ** عزت تو اس نکاح کے کر دینے سے جاتی ہی رہی تھی **اقول**
ہمارے سمجھ مین نہین آتا کہ اس نکاح سے مراد کون نکاح ہے کہ جس سے عزت گئی آیا وہی نکاح بجبر و اکراہ کہ عباس کے
سمجھانے سے ہوا اور اوسکے روایات کاذبہ کے علماے شیعہ نے تصدیق کی اور تصحیح کی تو اوس سے عزت
جانیکی کیا وجہ اسلیے کہ دنیا بھی بیٹیان خواہ بخوشی خاطر خواہ بناخوشی خاطر بمصلحت وقت کسیکے سمجھانے سے
بیاہ دیجاتی ہین اور کسی کی عزت نہین جاتی خصوصاً جبکہ بیٹی ایک بادشاہ وقت سے بیاہ دیجاوے کہ اہل دنیا
اوسکو سرمایہ عزت و افتخار سمجھتے ہین ہرچند وہ بادشاہ اکفر الکفرہ اور افجر الفجرہ ہو مگر عزت سلطنت دنیا اور
چیز ہے اور کفر و نفاق جو سبب آخرت ہے اور چیز ہے تو اس نکاح مین جناب امیر کی عزت کیون گئی یا مراد وہ
نکاح بجبر و اکراہ ہے جسکے روایات چند شیاطین اور دجالین نے باضمیمہ ضمائم واہیہ مثل ضم الصمد بر کشف
الستاق والمیزر تک حرمت جناب امیر کے بنائے اور تمہارے علما نے اوسکی بھی تصحیح کی تو مصححین سے
اون احادیث کے پوچھو کہ تمنے ایسے روایات کہ جس سے فسق و تحقیر خلیفہ دوم اور ہتک حرمت خلیفہ
چہارم لازم آتی ہے کیون کی اور کسی شیعہ نے تو ان روایات واہیہ کو ولو فرضاً بھی قبول نہین کیا
تصدیق و تصحیح کے کیا معنی ہین حضرات اہلسنت کو اپنا گناہ دوسرے کے سر تھونپنا مصداق من یکسب
خطیئۃ او اثماً ثم یرم بہ بریئاً فقد احتمل بہتاناً و اثماً مبیناً ہوتا ہے سبحان اللہ تم خود روایات ہتک حرمت
کی تصحیح کرو اور شیعہ کو الزام دو کہ عزت تو جاتی رہی ہمنے تو اصل نکاح ہی افترا سے نہیں سمجھا اور کسی

Presented by Ziaraat.Com

روایت کی تصحیح نکی پہر اوٹہا الزام کیسا دیکہو ان تہمتون پر کہین زمین تمہارے نیچے کی اور آسمان تمہارے
اوپر سے کا نہ پہٹ جاے **قولہ** رہا خوف جان **اقول** جو لوگ ہمیشہ دعا مانگتے تہے کہ اللّٰہم قتلاً فی سبیلک
توفیق لنا اونکو خوف جان کیسا ہان خوف جان اونکو تہا جو لڑائیون سے نوک دم بہاگتے تہے البتہ دوستان خدا
کو خوف خدا تہا کہ ایسا نہو کہ جان و مال و آبرو ایسی جگہہ تلف ہو کہ جہان حکم خدا اوسکے تلف کرنیکا نہو اور فرمانا
صاحب تقلیب کا بہی اسوجہ سے درست ہے کہ شجاعونکو بہادرونسے خوف جان خود نہین ہوسکتا لیکن
بجہت اسکے کہ ہجرونکو فی النار کردینیکا مصالح خداوندی حکم تہا اسلیئے مال و آبرو کا ضرر اونسے ہوسکتا تہا
اسلیئے کہ دفع ضرر بغیر فی النار کیے ممکن تہا اور حکم خدا فی النار کرنیکا مثل شیاطین جن کے تہا تو بجز سکوت
و خموشی کے کیا چارہ تہا **قولہ** وجہ سوم اگر ہم تسلیم کرین کہ حضرت علی کو خوف جان کا تہا **اقول** ہم
بکرار کہہ چکے کہ مردونکو ہجرونسے خوف جان کیا ہوگا خصوصاً اونکو جو راہ خدا مین فنا عین سعادت اپنی
جانین مگر جس مقام پر حکم جان دینے کا اور جدال و قتال کا بسبب فقدان شرائط جہاد کے نہو تو ایسے
وقت مین لڑنا اور جان دینا معصیت خدا تہا اور دوستان خدا اوس سے ہر دم خائف و لرزان تہے
پس بجز صبر و سکوت کیا چارہ تہا اور ہرگز یہ صبر و سکوت منافی شجاعت نہین بلکہ عین شجاعت ہے طرفہ یہ ہے
کہ شجاعت جناب امیر کو ہمارے احادیث سے ثابت کرتے ہین ارے حضرت حال شجاعت دشمنونسے
پوچہو ہمسے کیا پوچہتے ہو اور اپنی خوش خیالی پر کچہہ شرمندہ ہو کہ صبر کو منافی شجاعت کہتے ہو تو لازم آتا ہے کہ
جناب رسول خدا بہی کہ جو صابر ایذاے منافقین پر تہے معاذ اللہ شجاع نہون حالانکہ باتفاق امت وہ حضرت
اشجع اولین و آخرین تہے **قولہ** ملا محمد باقر حق الیقین مین لکہتے ہین **اقول** بہت سچ لکہتے ہین مگر تقریر
تمہاری غلط کچہہ الفاظ زیادہ لغو تمکو شرم بہی نہ آئی کہ کتاب کثیر الوجود ہے جو کوئی اصل عبارت کو ترجمہ سے
ملا کر دیکہے [illegible] خالد کو درمیان دو انگلیون کے دبانیکو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹہا لیا کہتے ہو
اگر چہ جو شخص دو انگلیون پر در خیبر اوٹہالے اوس کو خالد کو ایک اونگلی پر اوٹہا لینا کیا بات ہے مگر یہ بات
اپنی طرف سے بنانا اور [illegible] ہے بہر کیف یہ روایت معاضد ہے نقل مخالف ولو اچہا لا جیسا کہ خود اوسی
کتاب مین ہے کہ کسی سائل نے شاگرد امام ابو حنیفہ سے پوچہا کہ امام صاحب کے نزدیک تحدیث و احداث

بجاے سلام جایز ہے اوسنے کہا کہ ہان جایز ہے حضرت ابوبکر نے خالد سے قبل از سلام کلام کیا تھا جب سایل نے
پوچھا کہ کیا کلام کیا تھا تو کچھ جواب نہ دیا جب اوسنے اصرار کیا تو کہا کہ سکالہ و رافضی معلوم ہوتا ہے الغرض
ابتدا سے روایات مین جناب امیر کا حجت غاصبین خلافت و فدک پر تمام کرنا اور اونکو لاجواب کرنا اور جہنم اور
قہر خدا سے ڈرانا ہے اور آخر روایت مین باغواے شیطان بعض بادرش بس القرین آل یہ ہوا کہ غاصبین فکر قتل امیر مین
مین رہے گو تدبیر اونکی بطابق تقدیر نہوئی اور بعد اسکے حاصل تقریر یہ ہے تند و مخاطب یہ ہے کہ جب عمر نے جبر و اکراہ نکاح پر
کیا تھا تو جناب امیر نے عمر کو کیون نہ ڈرا دیا جواب اسکا یہ ہو کہ جب جناب امیر نے غصب خلافت پر اور غصب فدک پر ڈرایا اگر وہ تقتل ...
تھے جز اینکہ قتل جناب امیر پر مستعد ہوئے کیا ہوا خلافت کو پھیر تو نہ دیا فدک سے دست بردار تو نہوئے بلکہ اس
مین بھی اگر ڈرا لیتے تو اوسکا ثمرہ بھی یہی ہوتا کہ اہل قساوت اپنی شقاوت سے کبھی باز نہ آتے اور قصد قتل کرتے
بلکہ بغیر ڈرائے بھی کیا تو ڈرانا کیا فائدہ دیتا بلکہ خدا نے بمقتضاے انذرتکم نارا تلظی ڈرایا اور رسول نے
بمقتضاے انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ڈرایا اور اشقیاے امت کو اس ڈرانے سے کچھ فائدہ نہوا
جز اینکہ حجت خدا تمام ہوگئی اوسی طرح جناب امیر نے بھی بہت ڈرایا مگر جز اتمام حجت کوئی فائدہ نہوا اور اگر کوئی
کہے کہ پھر قتل ہی کیون نہ کر ڈالا کہ جھگڑا قصہ تمام ہوتا تو ہم کہین گے کہ خدا و رسول قادر تھے اشقیا کے افنا پر
پھر جب اونھین نے قصہ جھگڑا نہ تمام کیا تو جناب امیر علیہ السلام کیون تمام کرنے والے تھے بالجملہ نظر بمصالح
و حکم جسطرح دنیا مین اشقیا کو مہلت دینا ضرور تھا اوسیطرح نظر باتمام حجت ڈرانا بھی ضرور تھا اگرچہ اونکے لئے
اونکا طغیان اور اونکی سرکشی بڑھتی گئی جیسا کہ فرمایا و نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا یعنی ہم اشقیا کو ڈراتے ہین
مگر اس ڈرانے سے جز اینکہ اونکی سرکشی بڑھے اور کچھ نہین ہوتا ہے بس اسیطرح جناب امیر کے ڈرانے سے اونکی
سرکشی بڑھی اور فکر تدبیر قتل مین ہوے گو تقدیر نے مساعدت تدبیر کی نہ کی یہ ظاہر معنی آیہ وافی ہدایہ مذکورہ تو
یہی ہین جو ہمنے بیان کیے مگر بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ ایک باطنی معنی اسکے اور بھی ہین اور کلام خدا مین ایک
ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور ہر باطن کے لیے بھی باطن ہے یہانتک کہ بعض احادیث مین سبع بطون ارشاد ہے
پس سمجھو ایک باطن یہ ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ شجرہ ملعونہ فی القرآن یعنی بنی امیہ کو ہم ڈراتے
ہین پس نہین ہے نتیجہ بنی امیہ کا مگر طغیان کبیر یعنی از سر تا پا طغیان ہے جیسے یزید عدل

ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ یزید و معاویہ و عثمان بلکہ ابوبکر سب بنائے ہوئے عمر کے ہین پس اونکا مراتب
مراتب عالیہ و مناقب غالیہ نفاق و شقاق مین کہین یزید سے بڑھکر ہے کہ یہ اول ہین اور وہ آخر ہے
اور یہ موسس اساس الظلم ہین اور وہ متمم اوسکا ہے پس فضیلت حضرت عمر ہی کو ہے ع و ہو بسبق
حائز تفضیلا * والفضل للمتقدم کیا لطیف اشارہ کیا ہے بعض عرفا نے اسکی طرف فللہ درہ
حیث قال ع رفتہ از اصل کار میگوئیم * گر ترا از جمل خبر باشد * این تنزل کند یزید شود
وان ترقی کند عمر باشد * **قولہ** اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہوتا **اقول**
روایت مطلق نکاح کو غلط کہا جن بدبختون نے نکاح بجبر و اکراہ کو کہا ہے اور اسکے روایات کی تصحیح کی ہے
اونہین سے یہ کہو کہ اسے بیچا و تم یہ کیا بکتے ہو بلکہ بخاری و مسلم جو غصب خلافت او بیعت نکرنی جناب امیر کے
ایسے ستہ اشہر اور غصب فدک کے اور منع قرطاس وغیر ذلک کی تصحیح کرتے ہین اونسے بھی کہو کہ تم کیا
بکتے ہو حضرت عمر نے منع قرطاس کیا اور غصب فدک کیا تب جناب امیر نے عمر کو ایک انگلی پر کیون نہ اوٹھا لیا جب
لوہے کے در خیبر مین انگلی ڈالی تو ظاہر ہے کہ حضرت عمر کا جسم لوہے سے سخت نہ تھا ورنہ وقت ہزیمت جب
رفع سا غلام اونکے بدن کو دبا تا تھا تو کیونکر دبتا تھا **قولہ** دوسری سند شجاعت الی قولہ حق الیقین مین لکھی ہین
اقول حضرت مخاطب بڑے صاحب غیرت و حیا ہین کہ آخر روایت کے لکھنے مین شرمائے اور اوسکو چھوڑ دیا
اسے جزاک اللہ ہم خوب سمجھتے ہین کہ مآل اس تہدید و تخویف کا کہ حضرت نے انما للحجۃ کیا تھا کیا ہوا خلافت
ابوبکر نے چھوڑ دی کہ فدک کو چھوڑ دیا ابوبکر کا ڈرنا کس کام آیا جب عمر مصداق نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا کے
تھے جب ابوبکر ڈرے تو عمر اونکے شیطان ہوئے جب عمر ڈرے تو اور بہت سے اخوان الشیاطین اونکی تشجیع پر موجود
ہوئے **قولہ** ہماری سمجھ مین نہین آتا **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ تم ہر بات کو سمجھ لین اگر تم مین کچھ بھی سمجھ ہوتی
تو شیعہ سے اشعری اور اشعری سے نیچری کیون ہوتے **قولہ** مجھے اس مقام پر ایک حدیث امام محمد باقر کی یاد آئی —
اقول مجھے بھی ایک حدیث سنیون کی اس مقام پر یاد آ گئی کہ بعض صحابہ خاص مثل حضرت عمر اور ابوبکر کے ایکدن
فضلہ جناب رسول خدا کھا گئے تھے اور فرماتے تھے کہ اونمین بو مشک و عنبر کی تھی جبھی سے زمین کو حکم خدا تھا کہ اوٹھا
کہ فضلہ جناب رسالت مآب کو بلع کر جایا کرے پس جب پیغمبر کے فضلہ کی خدا کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہوئی

کہ مسلمین سے چھپایا گیا بنظر اسکے کہ یہین ایسا نہو کہ اسکو کہا کے اپنا فضلہ بنا کے نجس کر دین تو اولی یا بر ہے
جگر بیٹیان اونکی تحت تصرف منافقین و کفار رہین وہ اسکو عقل عقلا کیونکر قبول کرے اسی سے ثابت
ہوا کہ کل روایات نکاح ام کلثوم صحیح نہین اور انکار فرقہ شیعہ اس نکاح سے بہت صحیح ہے اور اقرار محض

دفع ہے الزام الخصم واللہ ہو العاصم من کل طارق وغاشم

قال المخاطب المقام ہداہ اللہ سبل السلام

چوتھا قول جب کہ حضرات شیعہ نے دیکھا کہ تاویل جبر کی درست ہوتی ہے نہ وصیت اور تقیہ کی توجیہ سے کچھ مطلب
حاصل ہوتا ہے اسلیے بعضون نے ان سبکو چھوڑ کر اور ہی دعوی کیا اور صحبت اور ہمبستری سے انکار کیا چنانچہ صاحب
سیف صارم فرماتے ہین کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنی وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر مین غایت
منافات ہی بموجب اقرار شیخ فانی اور بہم سبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تھا اور باعتبار ظاہر کے
بھی اور باعتبار باطن کے از رو علم باطنی کے بھی حضرت مولی پر مویدا تھا اور پھر بعد چند اوراق کے مولف
مذکور لکھتے ہین کہ مواعظ حسنہ جناب غفران مآب وغیرہا کتب حقہ مین جو اہل ایمان تصریح دیکھا چاہین تو
وہان رجوع کر سکتے ہین صاف واضح ہوگا کہ وصلت و قربت زن و شوی ہرگز نہین وقوع مین آئی بلکہ جلیلۃ القدر
اہلبیت طاہرہ روایات صحیحہ مخبر ہین اسبات کی کہ ظاہر مین یہ تہمت وصلت بیشک مولا سے مومنین نے
اپنے سر لیا لیکن حقیقت مین قربت و مواصلت با معصومہ ہرگز وقوع مین نہین آئی بلکہ از راہ اعجاز بہ عنایت کریم
کارساز ایک جنیہ بشکل جناب معصومہ حوالہ کی گئین اور جناب معصومہ تا حیات شیخ فانی نظر سے لوگونکی غائب
کی گئین وزید التصریح فی المبسوطات انتہی بلفظہ چونکہ مولف سیف صارم نے بعد اس عبارت کے بڑی بڑی
کتابون پر حوالہ دیا ہے اس سے مشتاقین کو اشتیاق اونکے دیکھنے کا بھی پیدا ہوگا تاکہ معلوم ہوے کہ اون
بڑون نے کیا نکات و اسرار لکھے ہین اس لیے مین اونکے علماء اعلام کے قول کو بھی نقل کرتا ہون اور مستعین
اسکے لیے حالت منتظرہ باقی نہین رکھتا ہون واضح ہو کہ قطب الاقطاب اونہی مولف [illegible] نے
دعوی کیا ہے اور جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ نے مواعظ حسنیہ مین اوسکو ان لفظون سے بیان
فرمایا ہے گفت عرض نمودم بخدمت حضرت صادق علیہ السلام کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا

علی دختر خود را بخلیفہ ثانی داد پس حضرت صلوات اللہ علیہ کہ تکیہ کردہ نشستہ بودند درست نشستہ فرمودند
کہ آیا چنین حرفہا میگویند بدرستیکہ قومیکہ چنین زعم میکنند لا یہتدون سواء السبیل سبحان اللہ حضرت امیر را
این قدر قدرت نبود کہ حائل شود میان خلیفہ و دختر خود دروغ میگویند کہ مگر چنین نبود بدرستیکہ چون خلیفہ
ثانی پیغام عقد را بحضرت امیر داد حضرت انکار نمودند پس خلیفہ ثانی بعباس گفت کہ اگر دختر علی را بمن عقد نمیکنی
سقایت و زمزم از دست تو بگیرم پس عباس بخدمت حضرت امیر آمد و حقیقت حال را گفت حضرت انکار
نمودند چون عباس با ابرام الحاح نمود حضرت امیر باعجاز خود جنیہ را از اہل نجران طلبیدند و او یہودیہ بود پس او
بموجب امر بصورت ام کلثوم متمثل گردید و حضرت امیر ام کلثوم را باعجاز خود از نظرہا مستور گردانیدند پس
تا مدت دراز جنیہ بمثل او ماند تا اینکہ یک روز بعضے از قرائن دریافت نمود کہ زن او ام کلثوم نیست بلکہ
اجنبی آدم ہم نیست گفت ندیدہ ام ساحر تر از بنی ہاشم کسے را چون خواست کہ این امر را اظہار نماید خود
کشتہ شد پس جنیہ بخانہ خود رفت و ام کلثوم ظاہر گردید انتہی اے حضرات شیعہ اپنے قطب الاقطاب اور اپنے
قبلہ و کعبہ کے علم و عقل و فہم کی داد دو اور شکر اونکے احسان کا ادا کرو کہ ایک نکتہ مین سب مشکلین حل
کر دین اور سنیون اور ناصبیون کے اعتراض کو ایک لطیفہ مین دور کر دیا اور معصومہ کی عصمت و عفت
بچانے کے لیے اونکی مقارنت سے ساتھ حضرت عمر کے انکار کیا اور حضرت امیر کی قدرت اور معجزہ دکھانے کے
واسطے ایک جنیہ کا بشکل ام کلثوم متشکل کرنیکا دعوی کیا حقیقت مین اس تقریر سے تمام اعتراض ناصبیون کے
باطل ہو گئے اب نہ کوئی معصومہ کی عصمت پر حرف رکھ سکتا ہے نہ اہلبیت کے نہ کوئی حضرت امیر کو عاجز
کہہ سکتا ہے نہ کوئی خلیفہ دوم کی فضیلت بیان کر سکتا ہے نہ اہلبیت کے ننگ و ناموس پر کوئی انگشت
اوٹھا سکتا ہے لیکن اس جواب مین یہ امر لائق غور کرنیکے ہے کہ اگر جنیہ بشکل ام کلثوم کے بنا کر خلیفہ دوم
کے پاس بھیجی گئی تو اولاد بھی اوس سے پیدا ہوئی تھی یا کہ وہ ام کلثوم سے و زید بن خطاب جو بالغ ہو کر
ماں اوسکی وہی جنیہ تھی یا ام کلثوم

بقول المتمسک بالامام علی ابن ابیطالب علیہ السلام

یہ جواب بھی بفرض و تسلیم روایات نکاح جبر و اکراہ شیعیان ہے نہ کہ بقول صغیر ابو الحسن نے ام کلثوم اور تنیج ثانی ہونے جناب

وکرہ مذموم کا ہے اور علمائے معتبرین اہلسنت نے اون روایات کی تصحیح کی ہے اور ہمنے ابتدائے بحث مین اون روایتونکا
ذکر کیا ہے اور جسمین سن چار یا پانچ برس کا ہے اور تین برس کے بعد حضرت عمر اپنے سفر آخرت کو سدھارے پس وہ لڑکی عمر کے مرنیکے وقت
سات آٹھ برس کی ہوئی پس ایسے صغیرہ اس سے ہمبستری عقل مین بحیثیت العادۃ محال جانتی ہے چہ جائے اینکہ ایک لڑکا اور ایک
لڑکی بھی پیدا ہو مگر یہ کہ فرمایئے کہ یہ خرق عادات بکرامات حضرت عمر جائز ہین تو معتقدین حضرت عمر تو آمنا وصدقنا کہینگے مگر شیعہ
جو امنا باللہ وکفرنا بالجبت والطاغوت کہتے ہین کب مانینگے باقی رہا جواب اہانت جنیہ کا پس ابتدا اوسکا بالصراحۃ دلالت
کرتا ہے کہ حقیقۃً نکاح ام کلثوم سے نہین ہوا اور مدعیان نکاح بالکل دروغ گو ہین خواہ بنت حقیقی علی ہو خواہ بنت مجازی
پس اولاً مطلق نکاح سے انکار ہے اور ثانیاً بفرض وتسلیم روایات نکاح کے کہا اگر روایت نکاح صحیح ہو اور یہ نکاح سمجھا جائے
عباس کے بروایات اہلسنت ہوا ہو تو ظاہر مین ہوا ہوگا نہ حقیقت مین اسلیے کہ جناب امیر قادر تھے اس بات پر کہ درمیان اپنی بیٹی
حقیقی یا مجازی کی اور درمیان عمر کے حائل ہون بنا براسکے ہم کہتے ہین کہ جناب امیر نے فلان جنیہ یہودیہ کو بلوا کر کہ وہ
متشکل بشکل انسان ہوئی تھی عمر سے نکاح کر دیا پھر حقیقۃً ام کلثوم کے ساتھ نکاح ہونیکا ثبوت نہین ہو سکتا ہے اور کلام کا بر تقدیر
فرض وتسلیم بحذف شرط وادوات شرط ہونا اور محتمل الوقوع کو بلفظ وقوع بیان ہونا اور منکر کو مقر اور مقر کو منکر قرار دینا کلام فصحا
وبلغا مین شایع وذایع ہے وقد مثله من علماء اهل السنة فی تاویل حدیث ارکاذب او الغادر او الخاین فو الآثم کما فی شرح صحیح المسلم
فتذکر اور جائز ہے کہ مقصود کلام امام کو راوی نے سمجھا ہو اور جو خود سمجھا ہو اوسی کو بیان کیا ہو باقی رہا استبعاد جنیہ کا متشکل بشکل
انسان ہونا پس کافی ہے واسطے دفع استبعاد کے حدیث صحیح بخاری کی کہ جسمین بندریا کا زنا اور رجم ہے پس جب علمائے
اہلسنت نے اوسکی توجیہ مین جنات کو بشکل بندر و بندریا متشکل ہونا جائز تحریر کیا ہے تو ہم اگر بشکل انسان متشکل ہونا
جائز کرین تو کیا جائے استبعاد ہے اور جب حضرت عمر سے یہ خرق عادت جائز ہو کہ سات برس کی لڑکی سے ایک لڑکا اور
ایک لڑکی جنوائین تو جناب امیر کے اعجاز سے اگر جنیہ متشکل بشکل انسان ہوئی تو کیا بعید اور سابق مین ہمنے بیان کیا ہے کہ بتصریح
صریح معتبرین علمائے اہلسنت زید بن عمر بیٹا ام کلثوم بنت جرول خزاعی کا تھا کہ جس بان بیٹھے پر امام حسینؑ نے نماز پڑھی
اور عہد معاویہ مین مرے نہ بیٹا اوس ام کلثوم کا جو چار پانچ برس کی لڑکی تھی اور نہ بیٹا ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا کہ بعد امام
حسین علیہ السلام مقیدہ ہو کر شام کو گئین اور نہ بیٹا اوس جنیہ کا تعجب ہے کہ خاطب لا مقام سے کہ شروع بحث مین دعوی
کیا تھا کہ ہم نکاح عمر با بنت فاطمہؑ ثابت کرتے ہین اگر کتب شیعہ سے نہ ثابت ہو سکا تھا تو کہین کتب اہلسنت ہی سے

پھر بنت فاطمہ ہونا ثابت کرنا اور پھر عمر کی نکاح ہونی بھی خطا ہوا تھا کاش کتب شیعہ سے اسکو ثابت نہ کر سکتا تھا تو کتب اہلسنت ہی سے کوئی
روایت ہی لکھا کہ جسکی انکے علما نے تصحیح کی ہوئی آج تک وہ عمار روایات جبر و اکراہ کی تصحیح کر چکے جیسا کہ صاحب تحفہ نے بھی
اور روایات کو لکھا تو اچھا تھا مگر ممکن ہے کہ روایات حضرت فاطمہ کی بیٹی کی تصحیح کریں مگر یہ کہ فرماویں کہ ہم اشعریہ لاشعوریہ کے نزدیک عقل کو
کچھ دخل نہیں ہے ہم اجتماع الضدین و النقیضین سب جائز جانتے ہیں تب ہم کہینگے بہت اچھا ہم ہارے آپ ہی جیتے لکم دینکم ولی دین
مخاطب الاخطاب کو اشعریہ کے لاشعوریت اور ہمکو امامیہ کی بصیرت مبارک ہو اور آخر سطر کتاب میں زید بن خطاب فرمایا
زید بن خطاب تو عمر خطاب کے برادر تھے ان برابر تھا اوسکا بیان کیا اور کسی ان کو نسبت تھی کہ جسکی تھی ہمکو بعض نسابہ
حضرت خطاب کی بیٹی ... کہتے ہیں خدا کرے کہ جولاہے کی طرح ... ہو جاوے تو قلم کی غلطی کہا ہے بجائے
عمر کے خطاب ہو گیا ... مخاطب الاخطاب کا ہے مخاطب کے ... تمام ... اس کتاب میں
بہت بڑی بڑی ... دکھائیں اور ... بھی ہر جگہ ... کج فہمی و خیانت ظاہر کر دی ... جو یہاں دکھائی ہیں
پس ہم صاحبان انصاف سے طالب انصاف ہیں کہ اگر ہمکو سرزنش بلاقت لسانی و تیز زبانی کریں تو بادی الظلم کو بھی خاطر
فرماویں اور جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کو بھول نہ جائیں اور دیکھیں کہ بدایت بدگوئی و شرارت و استہزا کسنے کی
ٹھکانا ... ہوئی ... اگر شاید کبھی ایسا اتفاق ہو کہ مخاطب الاخطاب
کی خدمت میں شرف ... حاصل ہو ... تو نہایت معذرت خواہ بعوض جرم و گناہ ہونگا
والعذر عند کرام الناس مقبول ونختم الکلام علی هذا المقام والحمد لله والشکر علی ما وفقني بالاختتام اللهم اختم لي بالحسنى
وسنتي وعمري ... بحق ... الكرام صلوات الله عليهم ... والسلام على
من اتبع الهدى ثم استقام وبذل النصفة ولم يأخذه العزة بالآثام
تمت الكتاب المسمى ... في ... وقد وجد التاريخ ختم ... في لفظ

دفع تحریف الآیات

١٢٩٥